263

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 21۔نومبر 2006

1۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات ٹرانسپورٹ، سپورٹس اور سیاحت)

1۔ نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

2۔ غیر نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

حصہ اول

مسودہ قانون (ترمیم) بارانی زرعی یونیورسٹی، راولپنڈی 2004

حصہ دوم

(مفاد عامہ سے متعلق قرارداديں)

(مورخہ 10۔اکتوبر 2006 کے ایجنڈے سے زیر التواء قرارداد)

(موجودہ قرارداديں)

265

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا ستائیسواں اجلاس

منگل، 21-نومبر 2006

(یوم الثلاثہ، 28-شوال 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 40 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَأَيَّ آيَاتِ اللَّهِ تُنكِرُونَ ﴿٨١﴾
أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ
مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَآثَارًا فِي
الْأَرْضِ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٨٢﴾ فَلَمَّا
جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِندَهُم مِّنَ

الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٨٣﴾

سورة المؤمن آيات 81 تا 83

اور وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تو تم خدا کی کن کن نشانیوں کو نہ مانو گے (81) کیا ان لوگوں نے زمین میں سیر نہیں کی تاکہ دیکھتے جو لوگ ان سے پہلے تھے ان کا انجام کیسا ہوا۔ (حالانکہ) وہ ان سے کہیں زیادہ طاقتور اور زمین میں نشانات (بنانے) کے اعتبار سے بہت بڑھ کر تھے تو جو کچھ وہ کرتے تھے وہ ان کے کچھ کام نہ آیا (82) اور جب

ان کے پیغمبر ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو جو علم (اپنے خیال میں) ان کے پاس تھا اس پر اترانے لگے اور جس چیز سے تمسخر کیا کرتے تھے اس نے ان کو آگھیرا (83)

وما علینا الا البلاغ o

پوائنٹ آف آرڈر

اسمبلی ملازم محمد امین (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت

رائے اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

رائے اعجاز احمد: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ کل ہماری اسمبلی کا ملازم محمد امین فوت ہوا ہے اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ عظیم محب وطن محمود علی صاحب کا بھی انتقال ہوا ہے۔ وہ ہمارے ملک کے لئے بہت بڑا سرمایہ تھے۔ انھوں نے پاکستان کے لئے بے پناہ قربانیاں دی ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ ہم ان کے حوالے سے ایک قرارداد تعزیت منظور کرتے لیکن کم از کم ان کے لئے ہمیں دعائے مغفرت تو ضرور کرنی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

سوالات

(محکمہ جات ٹرانسپورٹ، سپورٹس اور سیاحت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! ایک منٹ پلیز۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ ٹرانسپورٹ، سپورٹس اور سیاحت کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! ایک منٹ۔ میں سوالات شروع کر کے آپ کو موقع دیتا ہوں۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 665 ہے اور میری گزارش ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں عالمی معیار کے سپورٹس کمپلیکس کی تفصیل

*665: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر سپورٹس از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں عالمی معیار کے سپورٹس کمپلیکس کہاں کہاں واقع ہیں، ان میں کیا کیا سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں؟

(ب) بین الاقوامی طور پر سب سے معروف کھیل فٹبال کے فروغ کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں، فٹبال کے فروغ کے لئے ہر ضلع میں کیا سہولیات مہیا کرنا پیش نظر ہے؟

(ج) صوبہ پنجاب کے کون سے اضلاع میں تمام سہولیات سے مزین سپورٹس کمپلیکس اور فٹبال سٹیڈیم/گراؤنڈز موجود ہیں اور کون سے مزید اضلاع میں قائم کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر سپورٹس:

(الف) لاہور میں عالمی معیار کا کوئی سپورٹس کمپلیکس نہ ہے البتہ نشتر پارک لاہور میں عالمی معیار کے دو سٹیڈیم (1) نیشنل ہاکی سٹیڈیم (2) قذافی کرکٹ سٹیڈیم ہیں ان میں متعلقہ کھیل کی بین الاقوامی سہولت موجود ہے۔

(ب) پنجاب سٹیڈیم لاہور نشتر پارک میں زیر تعمیر ہے، اس میں ٹارٹن ٹریک بھی لگایا جا رہا ہے، یہ سٹیڈیم تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ مکمل ہونے کے بعد اس سٹیڈیم میں فٹبال اور اتھلیٹکس کے عالمی معیار کے مقابلے کروائے جا سکیں گے۔ مزید برآں سپورٹس بورڈ پنجاب بین الصوبائی انڈر 16 کے لئے پنجاب کی ٹیم کی ٹریننگ اور کوچنگ پر خصوصی توجہ دیتی ہے اور اس وقت پنجاب انڈر 16 چیمپئن بھی ہے۔

سپورٹس بورڈ پنجاب اس سال پنجاب کے 34 اضلاع کی ٹیموں کا انٹر ڈسٹرکٹ یوتھ فٹبال

ٹورنامنٹ منعقد کروا رہا ہے جس میں پنجاب کی یوتھ (انڈر16) کی ٹیم تیار کی جائے گی جو بین الصوبائی فٹبال چمپیئن شپ میں حصہ لی گی۔ فٹبال کی اہمیت کے پیش نظر حکومت نے نیشنل ہاکی سٹیڈیم لاہور میں پاکستانی فٹبال فیڈریشن اور پنجاب فٹبال ایسوسی ایشن کو آفس کی سہولت بھی دی ہوئی ہے اور فٹبال کے فروغ کے لئے مذکورہ فیڈریشن اور پنجاب ایسوسی ایشن سے بھرپور تعاون کیا جاتا ہے۔

(ج) کھیلوں کی تمام سہولیات سے مزین پنجاب کے کسی ضلع میں کوئی سپورٹس کمپلیکس نہ ہے لیکن درج ذیل اضلاع کے علاوہ باقی تمام اضلاع میں کثیر المقاصد سٹیڈیم / فٹبال گراونڈ کی سہولت موجود ہے۔

1- میانوالی
2- خوشاب
3- نارووال
4- لودھراں
5- شیخوپورہ

حکومت مندرجہ بالا اضلاع میں فٹبال گراونڈز بنانے کے لئے کوشاں ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرے اس سوال کا جواب تقریباً پونے چار سال بعد آیا ہے۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے جو جواب دیا ہے کیا آج بھی یہی ہے یا اس میں کوئی کمی بیشی ہو گئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سپورٹس: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سوال کی باری دیر سے آئی ہے لیکن محکمے نے وقت پر ہی اس کا جواب دے دیا تھا اس لئے محترم دوست کو یہ جواب up to date نہیں لگ رہا لیکن میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کا فٹبال سٹیڈیم 111 ملین کی لاگت سے مکمل ہو چکا ہے اور اس میں part of track بھی بچھ چکا ہے۔ معزز رکن اس کے علاوہ اگر کوئی وضاحت چاہتے ہوں تو میں جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! آپ خود سوال اور اس کا جواب بھی پڑھ لیں۔ یہ جواب دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ "خود کو بھی شرمسار کر مجھ کو بھی شرمسار کر" میراتھن ریس کے دعوے کرنے

والے اور میرا تھن ریس کے نام پر پورے ملک میں خواتین کو سڑکوں پر بھگوانے والے یہ بھی دیکھیں کہ ہمارے ملک میں کھیلوں کی کیا حالت ہے۔ جز (الف) کے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ لاہور میں عالمی معیار کا کوئی سپورٹس کمپلیس تک موجود نہیں ہے۔

جناب والا! پوری دنیا کے اندر فٹبال کی گیم سب سے زیادہ کھیلی اور دیکھی جانے والی ہے۔ اس کے حوالے سے حکومت کی جو کارکردگی ہے وہ پڑھ کر شرم آتی ہے۔ یہ کارکردگی میں بیان فرما رہے ہیں کہ نیشنل ہاکی سٹیڈیم لاہور میں پاکستان فٹبال فیڈریشن اور پنجاب فٹبال ایسوسی ایشن کو آفس کی سہولت دے دی گئی ہے۔ یہ فٹبال کی کارکردگی ہے۔ میں نے اسی لئے عرض کیا تھا کہ اگر اس میں up to date ہو گیا ہے تو وزیر موصوف بتا دیں۔ پوری دنیا میں فٹبال کی بہت ہی معروف گیم ہے اور اس کے لئے پاکستان اور پنجاب کے اندر ایک بہت شاندار ٹیلنٹ موجود ہے۔ ہمارے برصغیر کا محمڈن فٹبال کلب ایک بہت معروف فٹبال کلب تھا جس میں پنجاب کے بہت مایہ ناز کھلاڑی حصہ لیتے رہے ہیں۔ لہذا میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے فٹبال کی پروموشن، اس کی بہتری اور اس کے لئے بین الاقوامی سطح کے کھلاڑی تیار کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں؟

وزیر سپورٹس: جناب سپیکر! جیسے میں نے ابھی عرض کیا ہے کہ نشتر پارک میں بین الاقوامی معیار کا فٹبال سٹیڈیم مکمل ہو چکا ہے اور اس میں پاکستان بمقابلہ بھارت، پاکستان بمقابلہ جارڈن بین الاقوامی معیار کے دو میچز بھی کھیلے جا چکے ہیں۔ اس فٹبال سٹیڈیم میں فلڈ لائٹس بھی لگا دی گئی ہیں اور اس کے علاوہ جو انہوں نے اس کے offices کی بات کی ہے تو پنجاب حکومت نے فٹبال فیڈریشن کو زمین دی تھی FIFA کی funding سے ان کا وہاں پر ایک نیا آفس علیحدہ سے مکمل ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ پنجاب گورنمنٹ نے ایک نیا منصوبہ رکھ جھمبیل میں بنایا ہے جو کہ 750 ایکڑ پر مشتمل ہے۔ 2010 ملین روپے کی لاگت سے یہاں پر مکمل سپورٹس کمپلیکس بنایا جائے گا کیونکہ سپورٹس کمپلیکس اسے کہا جاتا ہے جس میں تمام کھیلوں کی سہولیات مہیا ہوں۔ اس کے علاوہ یہ جو بین الاقوامی معیار کے سٹیڈیم کو اس لئے ہم سپورٹس کمپلیکس نہیں کہہ رہے کیونکہ ان میں فٹبال، ہاکی اور کرکٹ کے بین الاقوامی معیار کے سٹیڈیم موجود ہیں اور اتھلیٹکس کے لئے ٹریکس بھی موجود ہیں لیکن کچھ کھیلوں کے لئے وہاں پر بندوبست نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسا کہ شاہ صاحب نے کہا ہے کہ کھیل بہت ضروری ہے۔ یہ صرف اتنا بتادیں کہ اے ڈی پی میں سپورٹس کے لئے کتنے فنڈز رکھے گئے ہیں۔ کیا یہ مناسب ہے اور اس سے کوئی چیز بن سکتی ہے۔ یہ اس کی وضاحت فرمادیں؟ کیونکہ گورنمنٹ اس کے لئے کافی شور مچا رہی ہے لیکن ٹورازم کے لئے ساڑھے چار کروڑ روپے ٹوٹل ہے۔ ہمیشہ Tourism is the biggest source of income. اس کا مجھے بتائیں کہ سپورٹس کے لئے انہوں نے کل کتنی رقم مختص کی ہے؟

وزیر سپورٹس: جناب سپیکر! گو کہ اے ڈی پی کے حوالے سے یہ ایک نیا سوال بنتا ہے لیکن میں رانا صاحب کو جواب یہ دیتا ہوں کہ 400 ملین روپے اس سال کے اے ڈی پی میں سپورٹس کے لئے رکھے گئے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! آپ اس بات سے ہی اندازہ لگالیں کہ 4 کروڑ روپے 35 اضلاع کے لئے رکھا گیا ہے اور کھلاڑیوں کے لئے یہ فی کس دو روپے بھی نہیں آتے ہیں۔ اس میں سے بھی زیادہ تر رقم تو Administrative معاملات پر خرچ ہو جائے گی۔ ان کی کارکردگی کا آپ اس بات سے اندازہ لگالیں۔ میرے خیال میں جو نئے سیکرٹری آئے ہیں وہ بڑے قابل آدمی ہیں محکمہ ایکسائز میں بھی وہ رہے ہیں اور وہاں پر انہوں نے کافی بہتری کی تھی امید ہے یہاں بھی وہ کوئی بہتر لائحہ عمل اپنائیں گے مگر آپ دیکھ لیں کہ یہ 4 کروڑ روپے اس کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ آپ یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ محکمہ آبپاشی میں ایک ایکسیئن 20 کروڑ روپے کھا گیا ہے اور اس کو ہاؤس میں، میں نے prove کیا ہے۔ اس پورے محکمے کا چار کروڑ روپے کا بجٹ ہے۔ پنجابی وچ کہندے نیں کہ گنجی نہائے گی کیا تے نچوڑے گی کیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر سپورٹس!

وزیر سپورٹس: جناب والا! میں نے یہ گزارش کی ہے کہ اے ڈی پی میں چار سو ملین روپے رکھے گئے ہیں اور رانا صاحب کا شاید حساب کمزور ہے اس کو وہ چار کروڑ سمجھ رہے ہیں۔ چار سو ملین روپے چار کروڑ نہیں چالیس کروڑ روپے بنتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ 04-2003 کے بجٹ میں خواتین کے لئے ایک سپورٹس سٹیڈیم کا وعدہ کیا گیا تھا وزیر صاحب یہ بتا دیں کہ وہ سپورٹس سٹیڈیم کہاں تک پہنچا اور اس کی کیا صورتحال ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر سپورٹس!

وزیر سپورٹس: جناب سپیکر! پورے پنجاب میں خواتین کے لئے اس وقت تک علیحدہ سے کوئی سپورٹس کمپلیکس یا سٹیڈیم نہیں بنایا گیا۔ تاہم تمام اضلاع میں جو سپورٹس گراؤنڈ یا سپورٹس سے متعلق جو facilities موجود ہیں خواتین کو ان کے استعمال کرنے کے لئے کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ مقامی طور پر timing adjust کر کے خواتین کھلاڑی بھی وہاں پر اپنے events منعقد کرتی ہیں اور انہیں اس میں کوئی دقت نہیں ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس وقت وزیر موصوف کے پاس یہ محکمہ نہیں تھا 04-2003 کے بجٹ میں باقاعدہ اس ہاؤس میں سپورٹس کمپلیکس کا اعلان کیا گیا تھا تو پھر یہ بتا دیا جائے کہ جو بات بجٹ میں کی جاتی ہے تو وہ غلط دعوے کئے جاتے ہیں کیونکہ بقول وزیر صاحب ایسا کوئی سپورٹس سٹیڈیم خواتین کے لئے قابل غور ہے اور نہ ہی موجود ہے۔ یہ اتنا بتا دیں کہ کیا Budget Document میں غلط بات کی گئی تھی اور غلط دعویٰ کیا گیا تھا؟

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر سپورٹس!

وزیر سپورٹس: جناب سپیکر! حکومتیں ہمیشہ futuristic plan بناتی ہیں اور 04-2003 یا 05-2004 کے بجٹ میں کبھی بھی اس قسم کا کوئی پراجیکٹ شروع نہیں کیا گیا تھا اور یہ futuristic plan کے تحت اس وقت کہا گیا تھا کہ ہم عورتوں کے لئے بھی independent complex بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں اس سلسلے میں۔ بجٹ میں کوئی allocation نہیں ہوئی تھی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! میں ابھی 04-2003 کے بجٹ کی کاپی منگوا لیتی ہوں جس میں باقاعدہ پورے پنجاب کی خواتین کے لئے صرف ایک سپورٹس سٹیڈیم کا ہی نام لیا گیا تھا۔ اس وقت بھی ہم نے شور مچایا تھا کہ پنجاب کی خواتین کے لئے صرف ایک سپورٹس سٹیڈیم تو انہوں نے

فرمایا تھا کہ ہم خواتین کے لئے بہت کام کر رہے ہیں اس لئے سپورٹس سٹیڈیم بنایا جا رہا ہے۔ میں ابھی نیچے سے 04-2003 کے بجٹ کی کاپی منگوا لیتی ہوں اور اگر اس میں یہ بات لکھی ہوئی ہو تو پھر وزیر صاحب بتادیں کہ اس غلط بیانی سے کیا مرتکب ہوں گے ؟

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر سپورٹس!

وزیر سپورٹس: جناب والا! میں محترمہ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اے ڈی پی کی کاپی بے شک منگوا کر دیکھ لیں۔

I stand committed on the floor of the House that if any project of such kind is reflected in the ADP, I will stand responsible.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ہماری جو فٹبال کی ٹیم ہے اس نے پچھلے دنوں ایک بین الاقوامی میچ میں حصہ لیا اور یہ 12 گولوں سے اس میچ میں ہار گئی۔ اتنے سکور سے کرکٹ ٹیمیں ہارا کرتی ہیں لوگوں کو پتا نہیں چلتا کہ یہ کرکٹ کھیلنے گئے تھے یا فٹبال کھیلنے گئے تھے۔ اس کی ڈویلپمنٹ کے لئے ابھی تک کوئی اقدامات نہیں کئے گئے۔ فٹبال ٹیم کو موثر بنانے کے لئے ان کی فنڈنگ کرنے کے لئے ان کے پیش نظر جو اقدامات ہیں مہربانی فرما کر ان سے ہمیں آگاہ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر سپورٹس!

وزیر سپورٹس: جناب والا! انڈر 17 کے مقابلے ہر سال باقاعدگی سے کروائے جاتے ہیں تاکہ اس کھیل کو فروغ ملے اور اس سال بھی یہ مقابلے منعقد ہوئے اور ان میں کسی قسم کا کوئی تعطل نہیں آیا۔ پنجاب سپورٹس ڈیپارٹمنٹ نے اس کے لئے کوچز کا بندوبست بھی کیا ہوا ہے جو مختلف اضلاع میں جا کر کوچنگ کرواتے ہیں اور مختلف موقعوں پر ٹریننگ کیمپ بھی لگائے جاتے ہیں۔ جس سے اس گیم کو فائدہ پہنچتا ہے لیکن جناب سپیکر! یہاں پر ایک اور بھی مسئلہ پیش آ گیا ہے کہ جتنے پرائیویٹ ایجوکیشنل ادارے ہیں وہاں پر سپورٹس کی facilities نہیں ہوتیں تو وہاں سے بھی talent hunt نہیں ہو سکتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب اس پر کافی سوال ہو گئے ہیں۔ اب ہمیں اگلے سوال کی طرف چلنا

چاہئے۔ سوال نمبر 2393 چودھری محمد شوکت صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! on his behalf سوال نمبر 2393

لاہور اربن ٹرانسپورٹ کے کرایہ ناموں سے متعلق تحفظات اور حکومتی اقدامات

***2393: چودھری محمد شوکت:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں اربن روٹ کی ویگنوں اور بسوں کے لئے فاصلہ اور کرایہ نامہ کا نوٹیفکیشن ٹاؤٹوں کی مرضی کا جاری کیا ہوا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ ٹاؤٹ ہر ویگن سے کرایہ نامہ کی فوٹو کاپی کا ایک صد روپیہ وصول کرتے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ تمام تر بدعنوانی محکمہ ٹرانسپورٹ کی ملی بھگت سے ہو رہی ہے اور محکمہ کے کرپٹ اہلکار فی روٹ کرایہ نامہ 10 ہزار روپیہ بطور رشوت وصول کر رہے ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت محکمہ کی اس بدعنوانی کو روکنے اور عوام کو اس مصیبت سے نجات دلانے کے لئے تیار ہے تو اقدامات کی تفصیل بتائی جائے اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) ہر خاص و عام دفتر ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی سے متعلقہ روٹ کے کرایہ نامہ کی کاپی مفت حاصل کر سکتا ہے جبکہ دفتر ہذا کو ٹاؤٹوں کی طرف سے فی کرایہ نامہ -/100 روپے وصول کرنے کے بارے کوئی شکایت یا علم نہ ہے۔

(ج) قطعی طور پر درست نہ ہے۔

(د) جیسا جز (ب) میں بیان کیا گیا ہے کیونکہ محکمہ ہذا میں ایسی کسی بدعنوانی کی شکایت نہ ہے لہذا کسی قسم کے اقدامات کی ضرورت نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر جز(ب) میں یہ سوال کیا گیا تھا کہ کرایہ نامہ کی فوٹو کاپی کے لئے ایک صد روپیہ وصول کرتے ہیں جس کے جواب میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ یہ کاپی مفت حاصل کی جا سکتی ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ یہ ویگن والے جعلی کرایہ نامہ ویگنوں کے اندر لگا دیتے ہیں۔ اگر اصل کرایہ نامہ میں کسی جگہ کا کرایہ پانچ روپے لکھا ہوا ہے انہوں نے جعلی کرایہ نامہ اندر چسپاں کیا ہوتا ہے جس میں کرایہ آٹھ روپے لکھا ہوتا ہے کوئی ان سے بات کرتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ دیکھیں کرایہ نامہ لگا ہوا ہے۔ اب جو سوال کیا گیا ہے اس میں اصل بات یہ ہے کہ ویگنوں میں جو جعلی کرایہ نامہ وہ لگاتے ہیں وہ محکمے کی ملی بھگت کے ساتھ لگاتے ہیں اس کے سد باب کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ: شکریہ۔ جناب سپیکر! جز(ب) میں یہ سوال تھا کہ ٹاؤٹ ہر ویگن سے کرایہ کی فوٹو کاپی کا ایک صد روپے وصول کرتے ہیں۔ جواب میں کہا گیا ہے کہ ہر خاص و عام دفتر ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی سے متعلقہ روٹ کے کرایہ نامہ کی کاپی مفت حاصل کر سکتا ہے جبکہ دفتر ہذا کو ٹاؤٹوں کی طرف سے فری کرایہ نامہ سو روپے وصول کرنے کے بارے میں ابھی تک کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو ویگنیں لاہور کے اندر اربن روٹس پر چلتی ہیں۔ ظاہر ہے ان کو جو کرایہ نامہ اور نوٹیفکیشن دیا جاتا ہے اس میں specified ہوتا ہے کہ اس میں کتنی سیٹیں ہیں اور اس میں کتنی سواریاں بٹھانے کی گنجائش ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ بھیڑ بکریوں کی طرح وہ سواریوں کو اندر گھسا دیتے ہیں اس چیز کو روکنے کے لئے محکمے کے پاس کیا mechanism ہے؟

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر صاحب کو ضمنی سوال کا جواب دے لینے دیں پھر میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ سوال point of order سے زیادہ important ہے۔ جناب! while you were in the Chair yesterday تو میں نے یہاں پر ایک public problem بتائی تھی کہ اس وقت آپ کے جتنے major cities ہیں، فیصل آباد، گوجرانوالہ، ملتان، پنڈی اور لاہور، یہ choke ہو چکے ہیں، for example ہر روز لاہور میں average 800 to 900 گاڑیاں رجسٹرڈ ہو رہی ہیں۔ آپ دیکھیں کہ اس میں سے let say اگر 20,000 گاڑی رجسٹر ہوتی ہے اس میں کتنی رہ جاتی ہے۔ ہر وقت ٹریفک جیمز ہیں وزیر ٹرانسپورٹ آج تشریف فرما ہیں، لاء منسٹر صاحب بھی ہیں تو گورنمنٹ کے پاس کیا plan ہے کہ جتنے traffic hazard or jams ہیں، آپ public transport کی improvement کے لئے کیا کر رہے ہیں کیونکہ اس وقت اب تک جتنے بھی لوگ آئے ہیں This is a common problem for the whole of Lahore. آپ نے ٹھوکر نیاز بیگ سے یہاں آنا ہو تو آپ کو ڈیڑھ گھنٹہ لگتا ہے اور ٹھوکر سے فیصل آباد کا ڈیڑھ گھنٹہ لگتا ہے۔ اس وقت گورنمنٹ کے پاس کیا plans ہیں، ٹھیک ہے public transport کو ایسے improve کر رہے ہیں، کوئی underground train کا کر رہے ہیں اگر نہ ہوا تو 3 مہینے تک لاہور میں پیدل سفر شروع ہو جائے گا اور یہ سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ اس میں ایسے question سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کرایہ -/5 روپے ہے یا -/3 روپے ہے، سب سے اہم چیز ہے کہ جب آپ move ہی نہیں کر سکیں گے تو پھر کیسے آپ survive کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! This is a very vital question! آپ point of order پر پوچھنا چاہتے ہیں۔ اس کا سوال پوچھنا چاہئے تاکہ اس کا جواب which is mentioned in the question آ جائے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ رولز میں دیکھ لیں،

You can raise an issue. You are always very kind and generous in giving some directions.

وزیر ٹرانسپورٹ بڑی محنت کر رہے ہیں، سیکرٹری صاحب بھی کر رہے ہیں مگر اس وقت آپ کے پاس لاہور میں جتنی گاڑی آ گئی ہے۔ آپ دیکھیں ناں کہ میاں عامر صاحب کا ہر سڑک پر سکول ہے، وہاں problem یہ ہے کہ موٹر سائیکل اور ویگنیں کھڑی ہیں جس کی وجہ سے آپ move

نہیں کر سکتے ہیں تو اس لئے

This is my humble request, for God sake, the Government should sit down for one week to frame the future plan and resolve the issues.

آپ ٹیکنیکل لوگوں کو بلائیں یہ ٹرانسپورٹ کا مسئلہ نہیں، This is regarding TIPA.

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس بارے میں وزیر ٹرانسپورٹ سے کہوں گا کہ وہ آپ کو satisfy کریں۔ (قطع کلامیاں)

RANA AFTAB AHMAD KHAN: My point of order, which you are declaring is a valid point.

MR. ACTING SPEAKER: Valid question, not point of order. I am saying this is a very important question. It should come as a question, not in a shape of a point of order.

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس پر آپ نوٹس لے کر کوئی direction دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں وہی عرض کر رہا ہوں ناں کہ وزیر ٹرانسپورٹ صاحب اس کا ضرور نوٹس لیں گے اور اس کے بارے میں وضاحت کریں گے۔

چودھری تسنیم ناصر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری تسنیم ناصر: جناب سپیکر! میں نے ڈسٹرکٹ جہلم کے حوالے سے پہلے بھی ایک request کی تھی، ہم نے سیکرٹری آر ٹی اے سے کہا تھا کہ لوگ بغیر لائسنس کے چنگ چی اور ویگنیں چلا رہے ہیں اور وہاں پر لوگوں کی unsatisfaction کی انتہا ہوئی ہے۔ جہلم میں اگر میرے آنر ایبل منسٹر کا جانا ہو تو وہاں پر اتنے چنگ چی نظر آئیں گے کہ جیسے ڈسٹرکٹ جہلم کو یرقان ہو گیا ہے تو وہاں پر کوئی لاء نہیں ہے۔ میں نے اپنی ان آنکھوں سے دیکھا ہے کہ پولیس والے کے ہاتھ پر -/10 روپے رکھ کر کہتے ہیں کہ چنگ چی آپ fill کر دیں، یہ ہمارے اس ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کی حالت ہے۔ میں نے سیکرٹری آر ٹی اے کو personally جا کر کہا ہے کہ ان کے لائسنس چیک کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ 90 فیصد لوگوں کے پاس کوئی ڈرائیونگ لائسنس نہیں ہے، کسی کے پاس

کوئی ڈھنگ کی گاڑی نہیں ہے۔ 4/3 بندوں کی جگہ پر انہوں نے 10/10 بندے load کئے ہوتے ہیں اور ایسے لگتا ہے کہ اللہ معافی دے کہ شاید یہ ملک self state بن گیا ہے کہ جس سے بات کریں وہ کہتا ہے کہ ڈسٹرکٹ ناظم سے بات کریں، جس سے بات کریں وہ کہتے ہیں کہ آئی جی صاحب سے بات کریں، اگر چنگ چی کے متعلق بھی ہم نے آئی جی صاحب سے بات کرنی ہے تو میرے خیال میں اس ہاؤس کا کوئی فائدہ نہیں۔ شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس issue پر کل بھی بات ہوئی تھی۔ رانا صاحب نے یہ point اٹھایا تھا اور میں نے بھی اس پر بات کی تھی۔ یہ صرف لاہور کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ پورے پنجاب کے ٹریفک کا مسئلہ ہے۔ سیالکوٹ اور گوجرانوالہ میں بھی یہی حالت ہے یعنی یہ مسئلہ پورے پنجاب کا ہے۔ آپ سے میری درخواست ہے کہ یہاں پر لاء منسٹر اور وزیر ٹرانسپورٹ بیٹھے ہیں، اس پر کوئی کمیٹی بنوا دیں جو یہ determine کرلے کہ لاہور میں یہ جو 900 گاڑیاں روزانہ رجسٹر ہونے کا جو طوفان آرہا ہے یہ کدھر جائیں گی انہوں نے سڑکوں پر ہی آنا ہے اس کے لئے کوئی ایسا ماسٹر پلان بنایا جائے کہ ٹریفک کا مسئلہ جو گھمبیر سے گھمبیر ہوتا جارہا ہے اس صورتحال کو کس طرح کنٹرول کیا جائے۔ جو قومیں ترقی کرتی ہیں وہ اگلے 20 سال کے لئے منصوبہ بندی کرتی ہیں۔ ہمارے پاس تو اگلے سال کے لئے بھی کوئی منصوبہ بندی نہیں ہے تو یہ مسئلہ اتنا غیر اہم نہیں ہے اس ہاؤس میں ہم public representatives ہیں، ہم یہاں پر لوگوں کے مسائل اور تکالیف کے لئے آتے ہیں اگر اس پر بھی یہاں پر کوئی بات نہیں ہو سکتی یا اس کے فائنل نتیجے تک ہم نہیں پہنچ سکتے تو پھر میرا خیال ہے کہ اس ہاؤس میں کھڑے ہو کر بات کرنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے لہذا میں آپ سے درخواست کروں گا کہ وزیر ٹرانسپورٹ اور لاء منسٹر پر کوئی کمیٹی بنا دیں جو ایک یا دو ہفتے کے اندر اس ہاؤس میں رپورٹ پیش کرے کہ پنجاب کے اس گھمبیر مسئلے کو کس طرح ٹھیک کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر! معزز ممبر نے ویگنوں کے حوالے سے over loading کی جو بات کی ہے تو میں اس حوالے سے ان کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد فرنچائز سسٹم کا ایک فیصلہ آیا تھا اور اس فیصلے کی روشنی میں ہم نے اسی ہاؤس سے نئی legislation کروائی ہے اور شہروں کے اندر low occupied routes and high

occupied routes declareکر دیئے ہیں۔ پہلے شہروں کے اندر صرف بسیں چلتی تھیں ان کے لئے روٹس مختص کئے جاتے تھے اب ویگنوں کے لئے بھی علیحدہ low occupied routes مختص کئے جاتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ معزز ممبر نے جو نشاندہی کی ہے اس وجہ سے کافی حد تک اس کا تدارک ہو چکا ہے۔ جہاں تک رانا آفتاب صاحب اور بگو صاحب نے بات کی ہے میں ان کی بات سے 100 فیصد اتفاق کرتا ہوں کہ واقعی تمام بڑے شہروں اور خاص طور پر لاہور کے اندر ٹریفک کا بہت بڑا مسئلہ ہے اور وہ دن بدن زیادہ سے زیادہ بڑھتا جا رہا ہے لیکن میں ہاؤس کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت ان تمام مسائل سے باخبر ہے۔ میرے بھائی نے تو 20 سال کی بات کی ہے یہ حکومت آنے والے سو سال کی حکمت عملی پر غور کر رہی ہے اور میں شہر لاہور کی بات کر رہا ہوں یہاں پر اربوں روپے سے رنگ روڈ کا جو سلسلہ شروع کیا گیا ہے اس پر بڑی تیزی کے ساتھ کام شروع ہے تو انشاء اللہ جب وہ مکمل ہو گا تو آپ کو اس بات کا احساس ہو گا کہ ہمارے ٹریفک کے مسائل کتنی جلدی کے ساتھ حل ہوئے ہیں اس کے ساتھ ساتھ ہمارا ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ ایک بہت بڑا مثالی منصوبہ جو پاکستان کی historyمیں پہلی دفعہ وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی لے کر آرہے ہیں اور وہ mass transit railکا 8.4 بلین ڈالر کا منصوبہ ہے اور وہ آخری مراحل میں ہے اس کے انٹرنیشنل ٹینڈر کال ہو چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مارچ سے پہلے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب اس کا سنگ بنیاد رکھیں گے اور اس کا پہلا فیز شاہدرہ سے شروع ہو کر یوحنا آباد تک جائے گا وہ under ground trainہو گی اور بعض جگہوں پر وہ سڑک کے اوپر ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس منصوبے کے بعد پورے لاہور کا کلچر تبدیل ہو گا اور اس میں مسافروں کے مسائل میں بہتری آئے گی۔ شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! انہوں نے لاہور کا ذکر کیا ہے میں نے تو پورے پنجاب کے ٹریفک کے مسئلے کی بات کی ہے جس میں گوجرانوالہ، فیصل آباد اور سیالکوٹ بھی ہے، میں نے اس حوالے سے بھی بات کی ہے۔ انہوں نے تو صرف لاہور کے مسئلے کو حل کرنے کی بات کی ہے، لاہور تو پورا پنجاب نہیں ہے۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے درخواست کروں گا کہ یہ دوسرے شہروں میں بھی ٹریفک کے حوالے سے کوئی ایسے ہی منصوبے بنائیں کیونکہ اس کے علاوہ کوئی حل نہیں ہے ورنہ یہ مسائل بڑھتے جا رہے ہیں اور کہیں پر ختم ہونے کا یہ نام نہیں لے رہے تو میں ان سے درخواست کروں گا کہ یہ لاہور سے ہٹ کر پنجاب کے دوسرے شہروں کے بارے میں بھی

سوچیں۔ جب ہم کامونکی سے گزرتے ہیں تو وہاں پر بھی ٹریفک کا یہی سسٹم ہے ان کا اپنا شہر ہے تو میں ان سے درخواست کروں گا کہ یہ اس حوالے سے بھی کوئی positive master plan تیار کریں اور اس پر یہ حکومت کام کرے۔

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر! لاہور کے ساتھ ساتھ جتنے بڑے شہر ہیں۔ یہاں پر راولپنڈی سے تعلق رکھنے والے ہمارے معزز ممبرز بیٹھے ہیں کہ وہاں پر ٹریفک کے لئے underpasses تعمیر کئے گئے۔ گوجرانوالہ شہر کے اندر ایک ہی بڑی سڑک جاتی ہے جو پورے شہر اور تمام علاقے کو ملاتی ہے وہ سڑک 28 کروڑ روپے سے مکمل ہو چکی ہے۔ میں بگو صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لاہور کی بات ہوئی ہے تو میں نے لاہور کا ذکر کیا ہے۔ پورے صوبے میں تمام بڑے شہروں کے ماسٹر پلان بن چکے ہیں اور ان پر کام شروع ہو چکا ہے۔ میں نے جس طرح گوجرانوالہ اور راولپنڈی کی بات کی ہے۔ اسی طرح فیصل آباد آپ جا کر دیکھ لیں کہ سڑکوں کو چوڑا کیا گیا ہے۔ وہاں پر بھی underpasses پر غور ہو رہا ہے اور تمام بڑے شہروں کو موجودہ حکومت نے اس پوائنٹ سے focus کیا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جہاں بھی دو مین ہائی ویز جا رہی ہیں۔ ان کے جو انٹر لنک روڈز پر بھی نظر رکھی جائے تو ان کو بھی dual بنایا جائے تو اس سے ٹریفک fast flow ہو سکتی ہے۔ اس سے کافی مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ یہ بھی بہت اہم ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں نے جو بات پہلے کی تھی بہت ہے۔ حکومت یہ ثابت کر دے کہ جو بجٹ میں کہا گیا تھا وہ غلط اور جھوٹ کہا گیا تھا کہ جو چار لائنیں عورتوں کے بارے میں لکھی گئیں تھیں۔ اس میں 17 نمبر پر ہے کہ خواتین کو کھیل اور ورزش کے مواقع فراہم کرنے کے لئے مخصوص سپورٹس سٹیڈیم قائم کئے جائیں گے۔ ایک طرف تو یہ ہے کہ ابھی وزیر صاحب نے کہا ہے کہ ایسی کوئی تجویز قابل غور نہیں ہے اور اس کے بعد دوسری شرمناک بات یہ ہے کہ اے ڈی پی میں بھی اس کے لئے کچھ نہیں رکھا گیا تھا، یہ تین سال پہلے کی بات ہے یہ کوئی آج کی بات نہیں ہے تو ایک طرف خواتین کے لئے بات کرنا اور دوسری طرف جو جھوٹ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس کو پڑھیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میں سمجھتی ہوں کہ اس پر تحریک استحقاق دینی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس کو پڑھیں۔ آپ جو پوائنٹ آؤٹ کر رہی ہیں۔ اس کو پڑھ دیں۔
محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جی میں پڑھ رہی ہوں۔ "ہم بھی یہ سمجھتے ہیں کہ ترقی کے عمل میں جب تک معاشرے کا ہر فرد شامل نہ ہو اس کے مثبت نتائج نہیں نکل سکتے۔ انسانی وسائل کی نشو ونما کرتے ہوئے ہم خواتین کو نظر انداز نہیں کریں گے۔ خواتین کو قومی دھارے کا حصہ بنانے کے لئے وفاقی حکومت نے کئی ایک اقدامات کئے ہیں۔ آج اس ایوان میں اتنی خواتین کی موجودگی اسی سوچ کا نتیجہ ہے۔ ہم نے اس طرز عمل کو نا صرف جاری رکھا بلکہ اور آگے بڑھایا ہے۔ بچیوں کی تعلیم، روزگار کے مواقع کی فراہمی، قرضوں تک ان کی رسائی اور قانونی تحفظ ان میں سے چند ایک اقدامات ہیں۔ 17- خواتین کو کھیل اور ورزش کے مواقع فراہم کرنے کے لئے مخصوص سپورٹس سٹیڈیم تعمیر کئے جائیں گے۔"
جناب سپیکر! تو وزیر صاحب نے اب جو کہا ہے وہ جھوٹ ہے یا اس میں جو لکھا گیا تھا وہ جھوٹ ہے۔
جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! اس میں ارادہ ظاہر کیا گیا ہے۔ اس میں رقم مخصوص نہیں کی گئی ہے۔
محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! یہی تو جھوٹ ہے کہ اگر رقم اے ڈی پی میں نہیں دینی تھی تو پھر اس جھوٹ میں اس کو شامل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔ جس پر میں سمجھتی ہوں کہ یہ گورنمنٹ ذمہ دار ہے اور یہ خواتین کے نام پر خواتین کے اوپر ایک مذاق ہے جس پر میں مذمت کرتی ہوں۔
وزیر سپورٹس: جناب سپیکر! مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ محترمہ لاء گریجویٹ ہیں لیکن انھیں شاید پارلیمنٹری ٹریننگ کی ضرورت ہے۔ ہمیشہ وہی منصوبہ کامیاب ہوتا ہے اور اسی کو منصوبہ سمجھا جاتا ہے جس کو اے ڈی پی میں reflect کیا جائے۔ بجٹ تقریر میں مستقبل کے پروگرام دیئے جاتے ہیں۔ جن کے بارے میں بات بھی کی جاتی ہے لیکن وہ کسی پراجیکٹ کا حصہ نہیں ہوا کرتے۔
محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ وزیر صاحب بھی کافی سینئر پارلیمنٹیرین ہیں لیکن ان کو بھی شاید جھوٹ بولنے کی اتنی ٹریننگ ہو چکی ہے کہ وہ اس پر بہت اچھی طرح سے کاربند ہیں۔ 04-2003 کے بجٹ تقریر کے 36/35 صفحوں کے اندر

گورنمنٹ نے خواتین کے حوالے سے صرف ایک سپورٹس سٹیڈیم کی بات کی تھی۔اس کے علاوہ کوئی اور چیز خواتین کے لئے نہیں تھی پھر اس بات پر جو جھوٹ بولا گیا اور کریڈٹ لیا گیا کہ ہم نے خواتین کے لئے جو ایک سپورٹس سٹیڈیم کا شوشہ چھوڑا تھا وہ بھی غلط تھا۔وہ بھی جھوٹ تھا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ پنجاب گورنمنٹ نہ پہلے خواتین کے لئے کچھ کرنا چاہتی تھی اور نہ آج کرنا چاہتی ہے۔میں تو لاء گریجویٹ ہوں، میں سچ بولتی ہوں، جھوٹ بولتی ہوں وہ ٹھیک بولتی ہوں لیکن میرا خیال ہے کہ منسٹر صاحب کو نہ سچ بولنا آتا ہے اور نہ جھوٹ بولنا آتا ہے۔ان کی جھوٹ بولنے کی کافی ٹریننگ ہو چکی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! آپ بار بار جھوٹ کی بات کر رہی ہیں۔انھوں نے آپ کو جھوٹ نہیں کہا۔آپ جھوٹ کو غلط بیانی بھی کہہ سکتی ہیں، جھوٹ کہنا مناسب نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ وزیر صاحب نے ایک جواب دیا ہے تو ممبر نے کہا ہے کہ بجٹ تقریر میں بڑا واضح تھا کہ عورتوں کے لئے جو کہ کل آبادی کا 51 فیصد ہیں۔ان کے لئے ایک سٹیڈیم بنے گا۔اس سٹیڈیم کے لئے رقم مختص کرنا بعد کی بات ہے مگر اس کے ساتھ آپ دیکھ لیں کہ جو سٹیٹمنٹ آپ دیتے ہیں کہ یہ چیز کی جائے گی اگر اس کی آپ تین سال میں ابتداء ہی نہیں کرتے ہیں تو کیا اس سے یہاں بیٹھی ہوئی خواتین کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔آپ نے یہاں 33 فیصد خواتین کو یہاں موقع دیا ہے۔آپ ماڈریٹ کر رہے ہیں، لبرل کر رہے ہیں کہ ہم بڑے open ہیں مگر آپ کی یہ کیا پالیسی ہے کہ آپ عورتوں کے ساتھ یہاں ہاؤس میں وعدہ کرتے ہیں اور اس کو آپ نے تین سال میں شروع بھی نہیں کیا۔یہ زیادتی ہے اور جھوٹ تو یہ ہے کہ تقریر غلط کی گئی ہے۔ان کو ٹریننگ کی ضرورت یہ ہے کہ یہ سچ بولتی ہے۔حکومت نے چار سال پہلے ایک بات کہی ہے اور اس پر وہ عملدرآمد نہیں کرا سکی۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب آپ کی بات بجا ہے لیکن اب بات یہ ہے کہ اس میں انھوں نے ارادہ ظاہر کیا ہے۔انھوں نے کوئی رقم مختص نہیں کی ہے۔وہ ارادے پر عمل کریں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اگر ان کا یہ ارادہ ہو کہ ہم نے pacific ocean پر سٹیڈیم بنانا ہے تو کیا وہ مکمل ہو جائے گا۔یہ مستقل کی بات کر رہے ہیں لیکن انھیں حقیقت پسند ہونا چاہئے اور ایسی بات کریں جس پر عملدرآمد ہو سکے۔اگر یہ عملدرآمد نہیں کر سکتے تو سٹیٹمنٹ کیوں دیتے ہیں۔

وزیر سپورٹس: جناب سپیکر! ہماری commitment ہے کہ ہم اس معاشرے میں سو فیصد تعلیم اور سو فیصد health cover دینا چاہتے ہیں لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ صرف 2/3 سال کے عرصے میں کر دیا جائے۔ یہ ہماری commitment ہے کہ ہم سپورٹس کو فروغ دیں گے اور اس کے لئے جو جو اقدامات کر سکے وہ کریں گے۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ گورنمنٹ نے سپورٹس کا ایک علیحدہ محکمہ قائم کیا اور سپورٹس کے بہت سارے پراجیکٹ شروع کئے۔ موجودہ حکومت نے مختلف اضلاع میں تین سال میں جمنیزیم قائم کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرے خیال میں جس طرح stock gap arrangement میں ہوتا ہے کہ جب کوئی نہ ملے تو ان کو جواب کے لئے کہہ دیتے ہیں۔ منسٹر سپورٹس ایک post create کی گئی ہے۔ 35 اضلاع میں سپورٹس کی improvement کے لئے کیا کیا جا رہا ہے۔ یہاں عورتوں کے سٹیڈیم کے لئے بات ہو رہی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ بڑا پڑھا لکھا پنجاب ہے۔ یہ مجھے بتائیں کہ کیا یہ اپنے بچے گورنمنٹ کے سکولوں میں پڑھاتے ہیں۔ یہ اپنے بچوں کو تو ایچی سن میں بھیجتے ہیں اور یہ غریب کے بچے کی بات کرتے ہیں۔ اگر ان کی طبیعت خراب ہو جائے تو ان کو ایم ایس دیکھتا ہے اور غریب کا بچہ جب بیسک ہیلتھ یونٹ میں جاتا ہے تو اس کو وہاں دوائی نہیں ملتی۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں کہ ہم نے بہت کچھ کیا ہے۔ یہ اس پر آئیں کہ انھوں نے جو سٹیٹمنٹ دی تھی اور بجٹ تقریر کی تھی۔ کیا اس پر انھوں نے کوئی اقدامات کئے ہیں، اس کا کوئی PC-I بنا ہے یا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟

کرنل (ر) سلطان سرخرو اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کرنل صاحب!

کرنل (ر) سلطان سرخرو اعوان: جناب سپیکر! آپ دیکھ رہے ہیں کہ کھیلوں کا سٹینڈرڈ خاص طور پر ہاکی اور اتھلیٹک ہمارے ملک میں دن بدن کمزور ہو رہا ہے۔ 60 کی دہائی میں ایشیا کے کلر ہولڈرز جن میں رازق، خالق، مالک، اقبال وغیرہ تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت آرمی میں اس وقت چھوٹے بچے لئے جاتے تھے۔ ان کو ٹریننگ دی جاتی تھی اور پاکستان کی نوے فیصد ٹیمیں آرمی سے ہوتی تھیں۔ اب فوج میں یہ ہے کہ 17 سال سے اوپر لڑکے لئے جاتے ہیں اور بچے نہیں لئے جاتے۔ اس وجہ سے ٹیمیں کمزور ہو گئی ہیں اور دیہاتوں میں ستر فیصد لوگ رہتے ہیں لیکن ہائی

سکولوں اور مڈل سکولوں میں کوئی گراؤنڈ نہیں ہے اس لئے میری درخواست ہے کہ ستر فیصد آبادی سے آپ لڑکے چنیں۔ آپ وہاں کم از کم گراؤنڈ تو بنائیں۔ وہاں کوئی play ground بھی نہیں ہے۔ میں یہاں پر منسٹر صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ دیہاتوں میں ہائی اور مڈل سکولوں میں کم از کم ایک play ground ضرور ہونا چاہئے تاکہ وہاں سے چھوٹے بچے آئیں اور ان کو آپ ٹریننگ دیں اور وہ ملک کے لئے بہتر سپورٹس۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! کرنل صاحب نے صحیح بات کی ہے کہ آپ میدان دیں۔ مگر جہاں پر کھیلوں کے میدان تھے وہاں پر تو اب سینمے اور پلازے بن رہے ہیں، وہاں پر آپ نے کیا فروغ دینا ہے۔ وزیر صاحب بتائیں کہ لاہور میں جو سپورٹس کی جگہ تھی وہاں پر کیا پلازے نہیں بن رہے ہیں؟ یہ محکمہ صرف اور صرف کچھ لوگوں کو خوش کرنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ ہمارے پاس پاکستان کے اولمپیئن قاسم ضیاء صاحب بیٹھے ہیں ان سے پوچھیں کہ ان کے وقت ہاکی کا کیا فروغ تھا، یہ ورلڈ کپ جیتتے تھے، ایشین کپ جیتتے تھے۔ جب آپ کھیلوں میں سیاست لے آئیں گے تو اس کا رزلٹ تو یہی ہو گا۔ ہمارے لئے ارشد لودھی صاحب بڑے محترم ہیں، مجھے بتائیں کہ انہوں نے فٹبال کے لئے کیا کیا ہے، سوائے اومان اور قطر کی سیر کر کے آ گئے تھے۔ اگر آپ ایگریکلچر کی بات کرتے ہیں تو 9.63 بلین روپے ڈی اے پی کی سبسڈی ہوئی ہے اور ڈی اے پی مل نہیں رہی ہے، اس حوالے سے آپ گجر صاحب سے پوچھ لیں۔ who were the beneficiaries of that

جناب سپیکر! پنجابی کا محاورہ ہے کہ:

"انھا مارے انھی نوں، گھسن وجے تھمی نوں، وچوں وچ کھائی جاؤ تواتوں رولا پائی جاؤ"

وزیر ٹرانسپورٹ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر! میں چیئر سے رولنگ چاہوں گا کہ اس وقت سوالات چل رہے ہیں اور سب سے پہلے سپورٹس کے متعلق سوال کیا گیا ہے، ہمارے معزز وزیر نے اس کا جواب دے دیا ہے اور اس کے بعد ٹرانسپورٹ کا سوال ہوا ہے۔ تین محکموں کے آج سوالات ہیں، بڑی محنت کے ساتھ ممبرز نے یہ سوالات تیار کئے ہیں اور بڑی محنت کے ساتھ تمام منسٹرز نے جوابات اور ساری انفارمیشن collect کی ہے۔ دو سوالوں کے بعد دوبارہ پھر اسی سوال کو شروع کیا گیا ہے اور اس پر پہلے بھی بہت زیادہ بحث ہو چکی ہے اور اس پر ٹائم ضائع کیا جا رہا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا

پہلے سوال put کیا گیا ہے اور اس کا مکمل جواب دینے کے بعد دوسرا سوال بھی put ہو چکا ہے، کیا دوبارہ اس کو شروع کیا جا سکتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ سوال نہیں تھا، انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر raise کیا تھا۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اگلا سوال ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: سوال نمبر 4724۔

T.D.C.P لاہور، 2003 تا حال بھرتی کی تفصیل

*4724: **ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری 2003 سے آج تک ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن آف پنجاب، لاہور میں کتنے ملازم بھرتی کئے گئے ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومی سائل، مستقل پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کتنے ملازمین میرٹ اور کتنے بغیر میرٹ کے بھرتی کئے گئے ہیں؟

(ج) میرٹ بنانے کا طریق کار، میرٹ بنانے اور ریکروٹمنٹ کمیٹیوں میں شامل افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی اخبارات میں اشتہار کے بعد کی گئی ہے تو اخبارات کی نقل مع تاریخ اور نام اخبار کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) کتنے ملازمین کو بغیر میرٹ کے اور سفارش پر کس کس کے حکم کے تحت بھرتی کیا گیا ان کے نام، عہدہ، گریڈ وغیرہ کی تفصیل الگ دی جائے؟

(و) کتنے ملازمین کو Rules میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ہے؟

وزیر سیاحت:

(الف) یکم جنوری 2003 سے 30۔ مئی 2004 تک TDCP لاہور میں کوئی نئی بھرتی نہیں کی گئی، البتہ حسب ضرورت Daily Wages پر کچھ ملازم رکھے گئے۔

(ب) جز (الف) کے جواب کے پیش نظر غیر متعلقہ ہے۔

(ج) جز (الف) کے جواب کے پیش نظر غیر متعلقہ ہے۔

(د) جز)الف) کے جواب کے پیش نظر غیر متعلقہ ہے۔

(ہ) جز(الف) کے جواب کے پیش نظر غیر متعلقہ ہے۔

(و) جز(الف) کے جواب کے پیش نظر غیر متعلقہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ملک محمد اقبال چنڑ: انہوں نے اپنے جواب کے جز(الف) میں بتایا ہے کہ ہم نے کوئی نئی بھرتی نہیں کی بلکہ daily wages پر کچھ ملازم رکھے گئے ہیں۔ میرا منسٹر صاحب سے یہ سوال ہے کہ daily wages پر کتنے ملازم رکھے گئے ہیں، ان کا سکیل کیا ہے اور بجٹ میں daily wages کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر سیاحت!

وزیر سیاحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! daily wages پر محکمے نے 26 ملازم رکھے ہوئے ہیں جن کی تعداد وقتاً فوقتاً بڑھتی بھی رہتی ہے اور کم بھی ہوتی رہتی ہے۔ جہاں تک ان کے سکیل کا تعلق ہے، ڈرائیور، مالی، ڈسپیچ رائیڈرز اور دفتر کی ضروریات کے مطابق وہ daily wages پر رکھے جاتے ہیں۔

ملک محمد اقبال چنڑ: میرا سوال یہ تھا کہ بجٹ میں daily wages کے لئے کتنا بجٹ مختص کیا گیا ہے اور انہوں نے ابھی جواب دیا ہے کہ ہم نے 26 ملازم رکھے ہیں۔ یہ 26 ملازم کس ضلع میں رکھے گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر سیاحت!

وزیر سیاحت: جناب سپیکر! میں ان کی detail دے دیتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

MR. ACTING SPEAKER: Let him answer and you can't ask supplementary.

جی، وزیر سیاحت!

وزیر سیاحت: جناب سپیکر! جتنی بھی پنجاب کے اندر ہماری resorts ہیں، اس کی detail میرے پاس ہے۔ اگر آپ کہتے ہیں تو میں ان کے نام بھی پڑھ دیتا ہوں اور باقی بھی بتا دیتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جن لوگوں کو یہ daily wages پر رکھتے ہیں چاہے وہ مالی، ڈرائیور ہے، اگر ان کو یہ مستقل بنیاد پر چاہیئں تو کیا یہ ان کو regularize کریں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر سیاحت!

وزیر سیاحت: جناب سپیکر! ابھی ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: اگر آپ کے پاس گاڑی ہے تو آپ کو ڈرائیور permanent basis پر چاہئے، جب ان کو ضرورت ہے تو پھر یہ ان کو regularize کر کے permanent basis پر کیوں نہیں کرتے؟

MR ACTING SPEAKER: That is the policy matter of their department whatever there do?

وزیر سیاحت: جناب سپیکر! یہ policy matter ہے اور بورڈ آف ڈائریکٹر اس کو منظور کرتا ہے اور اگر بورڈ آف ڈائریکٹر میں ضرورت کے مطابق دیکھا گیا کہ اس کی ضرورت ہے تو اس کو انشاءاللہ تعالیٰ ضرور regularize کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال محترمہ انجم سلطانہ صاحبہ کا ہے، تشریف نہیں رکھتیں، dispose of ہوا۔ اگلا سوال چودھری محمد شوکت صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: On his behalf سوال نمبر 2394۔

لاہور میں قائم غیر قانونی اڈوں کی تفصیل

*2394: چودھری محمد شوکت: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بسوں اور ویگنوں کے بے شمار غیر قانونی اڈے لاہور میں ہیں یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تمام غیر قانونی اڈے روزانہ ہر ویگن سے کم از کم ایک سو روپیہ وصول کر کے محکمہ ٹرانسپورٹ اور ٹریفک پولیس کے بدعنوان اہلکاروں کو پہنچاتے ہیں، تاکہ اڈے برقرار رہیں؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت غیر قانونی اڈوں کو جلد از جلد ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں تفصیلات بتائی جائیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ لاہور میں بسوں اور ویگنوں کے غیر قانونی اڈے موجود ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) جیسا جز(الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ لاہور میں بسوں اور ویگنوں کے غیر قانونی اڈے موجود نہ ہیں۔ غیر قانونی اڈوں کے قیام پر کڑی نظر ہے اگر ایسا کوئی اڈا چلتا ہوا پایا گیا تو قانون کے مطابق سخت تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ سوال غیر قانونی اڈوں کے حوالے سے سوال پوچھا گیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ غیر قانونی اڈے تو موجود ہیں لیکن میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اربن روٹس پر جو ویگنیں چلتی ہیں، جس جگہ پر کوئی سواری ہاتھ کا اشارہ کرتی ہے یا جہاں کسی سواری نے اترنا ہوتا ہے تو یکدم ڈرائیور بریک لگا دیتا ہے جس کے نتیجے میں حادثے ہوتے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا سواریوں کو اتارنے کے لئے متعین سٹاپ نہیں ہوتے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر! معزز ممبر نے جس بات کی نشاندہی کی ہے یہ یقیناً درست ہے اور تمام ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو یہ ہدایات پہلے بھی ہم نے جاری کی ہیں اور اس کو باقاعدہ ہم پالیسی کا حصہ بنا رہے ہیں کہ تمام سڑکوں پر ایسی جگہ مختص کی جائے جہاں پر سواریوں کو بٹھایا جائے اور اتارا بھی جائے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب کے جز(الف) اور (ب) میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ درست نہ ہے کہ لاہور میں بسوں اور ویگنوں کے غیر قانونی اڈے ہیں۔ ایک دن یہاں پر سوال کیا گیا تھا کہ ٹوکن کے زیادہ پیسے لئے جا رہے ہیں تو اس پر بھی حکومت کی طرف سے کہا گیا کہ نہیں لئے جا رہے۔ یہ میرے ساتھ چلیں، میں ابھی ان کو دکھاتا ہوں کہ ہر جگہ پر غیر قانونی اڈے ہیں۔ وہ بنے ہوئے ہیں اور باقاعدہ وہ ویگن والے سے ہزار روپیہ مہینہ لیتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ ان کے چالانوں اور ہر چیز کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ محکمہ ٹرانسپورٹ نے یہاں پر ایک نیا کلچر

introduceکرادیا ہے۔یہ سارے جعلی اڈے جگہ جگہ پر موجود ہیں اور وہ محکمے کے ساتھ مل کر بغیر روٹ پرمٹ کے گاڑیاں چلاتے ہیں۔ایک دفعہ اس حکومت نے ان غیر قانونی اڈوں کے خلاف کارروائی کی اور بہت سارے اڈے ختم کر دیئے تھے لیکن اب پھر خودرو مشروم کی طرح ہر جگہ پر موجود ہیں۔مہربانی کر کے ان کے خلاف کارروائی کریں۔کیونکہ درمیان میں اڈہ مینجر کے نام سے پورا ایک مافیا وجود میں آیا ہوا ہے جو پیسے دیتے ہیں اس پر اپنا سٹیکر لگا دیتے ہیں جس کے نتیجے میں ٹریفک پولیس والے نہ تو اس کا چالان کرتے ہیں اور نہ ہی اسے پوچھتے ہیں۔یہ تو ایک انتہائی منظم مافیا کام کر رہا ہے اس کو ختم کیا جائے۔یہ ٹریفکhazardبھی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے کہ غیر قانونی ویگنیں چلتی ہیں،ان کے پاس کوئی روٹ پرمٹ نہیں ہوتا،ڈرائیورزuntrainedہوتے ہیں۔اس کے لئے محکمے کو کوئی خصوصیplanکر کے ایکشن کرنا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،منسٹر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ:جناب سپیکر!میں احسان اللہ وقاص صاحب کی بات سے اتفاق نہیں کرتا۔غیر قانونی اڈے کسی جگہ پر نہیں ہیں،غیر قانونی پارکنگ کی یقیناً کبھی کبھی شکایات آتی ہیں اور اس پر عید سے پہلے بھی ہم نے پورے لاہور میں کریک ڈاؤن کیا تھا اور میں احسان اللہ وقاص صاحب اور چودھری شوکت صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ یہ آئیں،ہمارے ساتھ بیٹھیں اور ہمیں بتائیں کہ کن کن جگہوں پر غیر قانونی پارکنگ فیس لی جا رہی ہے اور کن کن جگہوں پر ایسا مافیا ہے۔میں پورے ایوان کو یقین اور اعتماد کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اس پر ایسا کریک ڈاؤن کریں گے کہ آئندہ کسی کو بھی ایسی جرأت نہ ہو کہ ایسا کوئی غیر قانونی کام کر سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر:اگلا سوال4808لالہ شکیل الرحمٰن صاحب کا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں:On his behalf۔سوال نمبر4808(A)۔

محکمہ سیاحت کے زیر انتظام Resorts ،سالانہ آمدن و خرچ اور سہولیات کی تفصیل

*4808(A):لالہ شکیل الرحمٰن(ایڈووکیٹ):کیا وزیر سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ ہذا کے زیر انتظام کتنے Tourist Resorts ہیں ہر ایک میں کتنے ٹورسٹ کی رہائش اور کھانے پینے کا بندوبست ہے؟

(ب) ان Resorts کو چلانے پر سالانہ کتنا خرچ اٹھتا ہے اور سالانہ کتنی آمدنی ہوتی ہے؟

(ج) کیا ان Resorts میں سہولیات عالمی معیار کے مطابق ہیں اگر نہیں تو کیا ان میں بہتری پیدا کی جانے کی گنجائش ہے اور حکومت اس سلسلے میں کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) کیا ان Resorts میں ٹھہرنے والے Tourist کی حفاظت کا مناسب بندوبست موجود ہے اگر نہیں تو کیا محکمہ اس سلسلے میں کوئی مناسب اقدام کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر سیاحت:

(الف) محکمہ TDCP کے زیر انتظام 7 عدد ٹورسٹ ریزارٹ ہیں، جن میں رہائش اور کھانے پینے کا بندوبست ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	ریزارٹ کا نام	سہولیات	گنجائش
1-	جلو پارک	8 ڈبل بیڈ روم	16 افراد
		2 عدد ہال کمرے	20 افراد
		کھانے پینے کا بندوبست موجود ہے	25 افراد
2-	چھانگا مانگا	1 VIP روم	25 افراد
		4 بیڈ روم	8 افراد
		کھانے پینے کا بندوبست موجود ہے	10 افراد
3-	فورٹ منرو	5 بیڈ روم	10 افراد
		کھانے پینے کا بندوبست موجود ہے۔	10 افراد
4-	لال سوہانرہ	6 بیڈ روم	12 افراد
		کھانے پینے کا بندوبست موجود ہے	12 افراد
5-	کلر کہار	12 بیڈ روم	24 افراد
		کھانے پینے کا بندوبست موجود ہے	25 سے 30 افراد

6۔	کھاریاں	دوعدد ریسٹورنٹ کھانے پینے کا بندوبست موجود ہے	70تا80افراد
7۔	چنیوٹ	1عدد ریسٹورنٹ کھانے پینے کا بندوبست موجود ہے۔	15تا20افراد

(ب) پنجاب ٹورازم گورنمنٹ کی ہدایات کے مطابق اپنے تعمیر کردہ ریزارٹ لائیسنگ کی بنیاد پر نجی شعبہ کی وساطت سے چلاتا ہے۔ جن سے برائے مالی سال2003-04، -/3,146,148روپے آمدن ہوئی جبکہ -/407,658روپے اخراجات ہوئے۔

(ج) مندرجہ بالا ریزارٹس میں موجود سہولیات عالمی معیار کے مطابق تو نہ ہیں لیکن محکمہ کی بھرپور کوشش ہوتی ہے کہ ہم اپنے معزز مہمانوں ملکی اور غیر ملکی سیاحوں کی ضروریات کا اچھی طرح خیال رکھیں تاکہ ان کے قیام وطعام میں کوئی شکایت نہ ہو۔ محکمہ نے اپنے ریزارٹس کی امپرووومنٹ اور اپ گریڈیشن کا پلان تیار کیا ہے تاکہ موجودہ ریزارٹ جو کہ 14/15 سال پرانے ہیں کی تزئین وآرائش دوبارہ کی جاسکے۔

(د) محکمہ کے تمام ریزارٹس پر سیاحوں کی حفاظت کے لئے سکیورٹی کا خاطر خواہ انتظام موجود ہے اور غیر ملکی سیاحوں کے قیام کی صورت میں متعلقہ پولیس سٹیشن کو مطلع کر دیا جاتا ہے جو غیر ملکی سیاحوں کی حفاظت کے لئے پولیس گارڈ تعینات کر دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) میں کھاریاں کا ذکر ہے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس resort کا بندوبست کس کے پاس ہے، کن شرائط کے تحت ان کو دیا گیا ہے، کب دیا گیا ہے اور کتنے عرصے کے لئے یہ جگہ ان کو دی گئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر سیاحت!

وزیر سیاحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہمارے پاس جتنی بھی resorts ہیں ان میں سے صرف ایک کھاریاں ریزارٹ کو ہم نے لیز آؤٹ کیا ہوا ہے اور پانچ سال کے لئے پچاس ہزار روپے ماہانہ پر لیز آؤٹ کیا گیا تھا جس کی لیز آئندہ سال ختم ہو رہی ہے۔ جنہوں نے لیا ہوا ہے ان کا نام کرنل زاہد صاحب جو کہ ریٹائرڈ فوجی ہیں جو اس کو چلا رہے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! محکمے کے پاس جو سات resorts ہیں۔ سیریل نمبر چار پر لال سوہانرہ ریزارٹ لکھا ہوا ہے۔ یہ ضلع بہاولپور میں چولستان کے ساتھ واقع ہے اور ایک اچھا تفریحی مقام بنایا گیا ہے۔ اس resorts کے ساتھ ایک پارک بھی منسلک ہے جس میں چڑیا گھر بھی ہے لیکن وہاں کے حالات کافی دگرگوں ہیں۔ جس طرح اس سوال کے اندر یہ بات کی گئی ہے کہ ہم نے ریزارٹس کی تزئین و آرائش کرنے کے لئے منصوبہ تیار کیا ہے۔ اس سوال کا جواب 5-1-2005 کو آیا ہے یعنی کم و بیش سال سے اوپر ہو گیا ہے۔ میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جنوبی پنجاب میں یہ ایک اچھا ریزارٹ ہے اس کی تزئین و آرائش کے لئے ان کا کیا پلان ہے اور اس کے لئے انہوں نے کتنی رقم مختص کی ہے۔

وزیر سیاحت: جناب سپیکر! اس سال کے لئے کوئی رقم نہیں رکھی گئی ہے آئندہ سال کے لئے اے ڈی پی کے اندر اس کی جو پلاننگ کی گئی ہے اس کے مطابق اس کو اپ گریڈ کیا جائے گا۔

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ پاکستان کے اندر جو اس وقت اس منسٹری کی صورتحال ہے خصوصی طور پر پنجاب میں، یہاں پر جتنے تفریحی مقامات ہیں آپ مری کی طرف چلے جائیں یا فورٹ منرو کی طرف آ جائیں لوگ دور دراز سے آتے ہیں لیکن اس ڈیپارٹمنٹ کا کوئی مائی باپ نہیں ہے اور آپ اندازہ کریں کہ یہ سوال کب پیش کیا گیا تھا اور اس کا جواب آج آیا ہے اور اے ڈی پی میں وزیر موصوف نے یہ کہا ہے کہ پچھلے سال کوئی پیسا نہیں رکھا گیا اور اس مرتبہ ہم نے تیاری کی ہے کہ اس مرتبہ اس پر پیسے لگائے جائیں گے، یہ بڑی اہم وزارت ہے اور اس سے کروڑوں اربوں روپیہ حکومت پنجاب کو آ سکتا ہے اگر اس پر پوری توجہ دی جائے۔ وزیر موصوف سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ بتادیں کہ آئندہ سیاحتی مقامات کے لئے کتنی رقم بجٹ میں رکھی ہے۔

وزیر سیاحت: جناب سپیکر! ابھی شیخ صاحب نے جو بات کی ہے میں ان سے گزارش کروں گا کہ جب اسمبلی سے متعلقہ محکمہ کو سوال بھیجا گیا تو اس کے ایک ماہ بعد اس کا جواب اسمبلی کو ارسال کر دیا گیا۔ اسمبلی کے اندر اگر سوال دو سال بعد آیا ہے تو اس میں محکمے کا کوئی قصور نہیں ہے۔ ہم نے جواب وقت پر بھجوا دیا تھا۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ جو انہوں نے فرمایا کہ اے ڈی پی میں کتنی رقم رکھی گئی ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ ہماری جو پہلے سے ریزارٹس ہیں جن کو ہم اپ گریڈ کر رہے ہیں اے ڈی پی میں نو کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے اور اس سال انشاء اللہ تعالی وہ خرچ کیا جائے گا اور اگلے سال

اے ڈی پی میں اس ریزارٹ کی اپ گریڈیشن کے لئے بھی پیسے رکھے جائیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جز (ج) میں کھاریاں کے حوالے سے وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ہم نے پچاس ہزار ماہانہ پر دیا ہوا ہے اور اگلے سال اس کی لیز ختم ہو جائے گی۔ کیا اگلے سال یہ اسی لیز کو extend کریں گے یا اوپن آکشن دیں گے۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ یہ پانچ سال کے لئے نہیں بلکہ پچاس سال کے لئے دیا گیا ہے۔

وزیر سیاحت: ہمارے پاس جو ایگریمنٹ ہے وہ پانچ سال کے لئے ہے اس کو آپ چیک کر سکتے ہیں۔ میں دوسری گزارش کروں گا کہ جس طرح رانا صاحب نے سوال فرمایا ہے کہ کیا اگلے سال اوپن آکشن کیا جائے گا۔ میں عرض کروں گا کہ اس کے لئے قواعد و ضوابط کے مطابق رولز آف پروسیجر کو follow کیا جائے گا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ سات کے قریب ریزارٹس بنائے گئے ہیں۔ یہ بنیادی طور پر tourists کو فائدہ پہنچانے اور tourism کی حوصلہ افزائی کے لئے ہیں لیکن اس کے برعکس صورتحال یہ ہے کہ کھاریاں میں جو ٹورسٹ ریزارٹ ہے وہ ریزارٹ کے بجائے شادی گھر بن چکا ہے اور وہاں پر مختلف شادیاں ہو رہی ہوتی ہیں اس لئے tourists کا تو اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہ گیا میری گزارش یہ ہے کہ یہ جو ٹورسٹ ریزارٹس ہیں ان سب کو proper ٹورسٹ ریزارٹ کے طور پر استعمال کیا جائے جس طرح بین الاقوامی سطح پر ہوتا ہے۔ انہوں نے تو یہاں پر اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ عالمی معیار کے مطابق ہم سہولیات فراہم نہیں کر رہے ہیں۔ جب آپ عالمی معیار کے مطابق سہولیات فراہم نہیں کر رہے ہیں تو ان کو بنانے کا کیا فائدہ ہے، اس طرح tourists کہاں سے آئیں گے؟ اس کے معیار کو بہتر بنانے کے لئے اور ان ریزارٹس کو صرف tourists کی ویلفیئر کے لئے مختص کیا جائے اس بارے میں جناب وزیر محترم بیان فرمائیں۔

وزیر سیاحت: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ شاہ صاحب نے جو فرمایا ہے اور جو محکمے کی طرف سے جواب دیا گیا ہے کہ محکمے کی کوشش ہے کہ ہماری جتنی بھی ٹورسٹ ریزارٹس ہیں ان کو بہتر انداز میں چلایا جائے اور پیشہ ور آدمیوں کو دیا جائے نہ کہ جو لوگ صرف منافع کمانے کے لئے ریزارٹ کو دیا جائے۔

دوسری بات یہ کہ محکمہ کی بھرپور کوشش ہوتی ہے اور ہم وہاں پر جو ہماری ٹورازم آفس

ہے اور ہمارا جو سٹاف ہے ہم نے اگر کسی ریزارٹ کو لیز پر بھی کیا ہوا ہے تو ہماری کوشش ہوتی ہے کہ وہاں پر ہمارا ٹورازم آفیسر موجود ہو تاکہ وہاں پر day to day جو بھی problem ہو اس کو وہ rectify کر سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال محترمہ ثمینہ نوید کا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس سوال پر بات کرنے سے پہلے میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ سوال پر آئیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): مجھے اجازت دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے آپ کو floor دیا ہے آپ سوال پر آئیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): سوال نمبر 3427۔

ضلع بہاولنگر میں خواتین کھلاڑیوں کے لئے سہولیات کی فراہمی

*3427: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سپورٹس ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بہاولنگر میں ضلعی سطح پر خواتین کی سپورٹس ٹیم موجود ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تمام کھلاڑی خواتین کے پاس سپورٹس کٹ نہیں ہے کیونکہ چند کھلاڑی خواتین ذاتی طور پر سپورٹس کٹ خریدنے کی حیثیت میں نہیں ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بھر میں خواتین کھلاڑیوں کے لئے پلے گراونڈ نہ ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ضلع بہاولنگر کی خواتین میں کھیلوں کے شعور کو اجاگر کرنے کے لئے پلے گراونڈ مع رہائش اور کیفے ٹیریا تعمیر کرنے اور سپورٹس کٹ فراہم کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سپورٹس:

(الف) خواتین کی جو بھی سپورٹس ضلع بہاولنگر میں مقبول ہیں ان کی ٹیمیں موجود ہیں۔

(ب) ہر کھلاڑی کو کٹ فراہم نہیں کی جاتی تاہم کارکردگی اور معیار کی بنیاد پر جو خواتین کھلاڑی ڈسٹرکٹ ٹیم میں منتخب ہوتی ہیں ان کو ضلعی حکومت وردی اور کٹ وغیرہ دیتی ہے اور جو خواتین کھلاڑی صوبائی سطح پر منتخب ہوتی ہیں ان کو سپورٹس بورڈ پنجاب وردی اور کٹ

وغیرہ دیتا ہے۔

(ج) ضلع بہاولنگر میں ایک سٹیڈیم موجود ہے جو کہ خواتین کھلاڑی ضرورت پڑنے پر مخصوص کرواتی ہیں مزید برآں گورنمنٹ کے گرلز سکولوں اور کالجوں میں خواتین کھلاڑیوں کے لئے گراونڈ موجود ہیں۔

(د) جہاں تک ضلع بہاولنگر کی خواتین میں کھیلوں کے شعور کو اجاگر کرنے کا سوال ہے تو حکومت اپنے پاس موجودہ وسائل سے صوبے کی تمام خواتین کھلاڑیوں کے لئے ایسی سہولتیں بہم پہنچانے میں کوشاں ہے۔

ضلع بہاولنگر میں سپورٹس کمپلیکس / جمنیزیم اور سٹیڈیم کی تعمیر کے لئے منصوبہ آخری مراحل میں ہے جس پر ایک کروڑ بارہ لاکھ خرچ ہونگے اور یہاں پر خواتین کھلاڑیوں کو بھی سہولیات فراہم کی جائیں گی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3427 ہے اس کے جز (ج) میں میں نے یہ سوال پوچھا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ ضلع بھر میں خواتین کھلاڑیوں کے لئے play grounds نہیں ہیں لیکن متعلقہ محکمہ نے جو جواب دیا ہے اس میں کہا گیا ہے کہ ضلع بہاولنگر میں سٹیڈیم موجود ہے جو کہ خواتین کھلاڑی ضرورت پڑنے پر مختص کرواتی ہیں اس کے علاوہ گورنمنٹ کے گرلز ہائی سکولوں اور کالجوں میں خواتین کھلاڑیوں کے لئے گراونڈز موجود ہیں۔ میں نے ضلع بھر کی بات کی ہے جس میں ہماری پانچ تحصیلیں آتی ہیں۔ اس میں منچن آباد، فورٹ عباس، ہارون آباد چشتیاں اور بہاولنگر ہے انہوں نے صرف بہاولنگر کا جواب دے کر جان چھڑانے والی کوشش کی ہے۔ یہاں پر جو ہم سوال دیتے ہیں اس کا مقصد تنقید کرنا نہیں ہوتا اس کا مقصد حکومت کی توجہ مبذول کرانا ہوتا ہے کہ یہ پرابلمز ہیں ان کو حل کرنے کی کوشش کی جائے۔ اب اگر صرف ضلع کی بات کی جائے تو میرا خیال ہے کہ ہماری جو باقی تحصیلیں ہیں وہاں پر جو بچیوں کے سکولز ہیں وہاں پر بھی سپورٹس کی ضرورت ہے انہوں نے صرف گراونڈز کی بات کی ہے تو میرا خیال ہے کہ گراونڈ بنانے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ نے سوال کیا ہے ضلع کی سطح پر، جب آپ سوال ضلعی سطح پر کریں گی تو جواب ضلعی سطح پر آئے گا، تحصیل کی سطح پر نہیں آئے گا۔ آپ نے یہ سوال کیا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ ضلع بہاولنگر میں ضلعی سطح پر خواتین سپورٹس کی سہولت ہے۔ جب ضلع کی

بات کی ہے تو ضلع کا جواب مل گیا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے ضلع کی بات کی ہے لیکن آپ بہاولنگر ہی کو دیکھ لیں کہ اس میں جو بچیوں کے ہائی سکولز ہیں وہاں پر صرف گراؤنڈز مہیا کرنے سے کھیلوں کی improvement نہیں ہو جاتی جب تک آپ انہیں سامان نہیں دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! پہلے انہیں جواب دے لینے دیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے یہ بتایا جائے کہ انہوں نے بچیوں کے سکولوں کو کھیلوں کے سلسلے میں کتنا سامان فراہم کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر کھیل!

وزیر سپورٹس: جناب سپیکر! بچوں کے سکولوں کو پنجاب سپورٹس ڈیپارٹمنٹ براہ راست کسی قسم کا کھیلوں کا سامان مہیا نہیں کرتا۔ یہ ضلعی سپورٹس آرگنائزیشن جو ہیں وہ جب سلیکشن کرتی ہیں اور جب ضلعی سطح پر جن کھلاڑیوں کی سلیکشن ہو جاتی ہے انہیں ضلعی سپورٹس آرگنائزیشن facilitate کرتی ہے۔ پنجاب سپورٹس ڈیپارٹمنٹ صرف صوبے کی سطح پر جو کھلاڑی آتے ہیں ان کو facilitate کرتا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو ٹیم میں سلیکٹ ہوتے ہیں لیکن جب تک آپ سکولوں میں basic چیزیں ہی فراہم نہیں کریں گے تو مجھے بتائیں کہ ان کی پریکٹس کیسے ہوگی وہ بچے ٹیم کے لئے کیسے تیار ہوں گے۔ میرا پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ نے ان کو کھیلوں کا سامان کتنا فراہم کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر کھیل!

وزیر سپورٹس: جناب سپیکر! سکولوں کی سطح پر جو فنڈز مہیا کئے جاتے ہیں وہ ضلعی حکومتیں مہیا کرتی ہیں اور لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں اس کو رکھا گیا ہے کہ بجٹ کا دو فیصد حصہ سپورٹس پر خرچ کیا جائے جو وہ سکولوں کو سپورٹس promote کرنے کے لئے کرتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو موجودہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا سسٹم ہے اس سے پہلے جو نظام تھا اس میں جو ڈسٹرکٹ کونسلز ہوتی تھیں ان کے بجٹ سے مخصوص رقم سپورٹس کے لئے مختص کی جاتی تھی اس کے نتیجے میں جو پرائیویٹ کلب بھی facilitate ہوتے تھے اور کم و بیش تمام کلب کو سالانہ کچھ نہ کچھ گرانٹ دی جاتی تھی اب جب نیا ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سسٹم آگیا ہے اس میں بریک آگیا ہے میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ آیا اب بھی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ سپورٹس کے فروغ کے لئے اپنے ضلع کے اندر اپنے بجٹ میں سے کچھ رقم مخصوص کریں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر کھیل!

وزیر سپورٹس: جناب سپیکر! لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں یہ شق موجود ہے کہ ضلعی حکومتیں اپنا بجٹ بناتے وقت دو فیصد رقم سپورٹس کے لئے مختص کریں اور وہ مختص کرتی ہیں جو کہ سپورٹس پر خرچ کی جاتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے بڑی اہم بات کی ہے انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں یہ شق موجود ہے کہ تمام ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اپنے بجٹ کا دو فیصد حصہ سپورٹس پر خرچ کریں گی تو وزیر موصوف فرمائیں کہ کیا ان کی اطلاع کے مطابق اس شق پر عمل ہو رہا ہے؟ آخر یہ منسٹر ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر سپورٹس!

وزیر سپورٹس: جناب سپیکر! اس شق پر عمل ہو رہا ہے اور جب بھی provincial monitoring ہوتی ہے اس میں دیکھا جاتا ہے کہ سپورٹس پر فنڈز مختص کئے گئے ہیں اور وہ سپورٹس پر خرچ ہو رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ ثمینہ نوید کا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3740 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع بہاولنگر میں طالبات کے لئے ٹرانسپورٹ کا مناسب انتظام کرنے کے لئے اقدام

*3740: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بہاول نگر میں موجود مڈل، ہائی سکولوں اور انٹر، ڈگری کالجوں کا درمیانی فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے طلباء وطالبات کو بسوں پر سوار ہو کر متعلقہ سکولوں اور کالجوں میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے جانا پڑتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع بھر میں ٹریفک کا مناسب انتظام نہ ہونے کی وجہ سے اکثر طلباء وطالبات بروقت سکول وکالج نہیں پہنچ پاتے، جس کی وجہ سے انہیں سزا یا جرمانے ہوتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ صبح سکولوں، کالجوں کے اوقات کار کے وقت بسیں تاخیر سے چلتی ہیں بلکہ ٹرانسپورٹر جان بوجھ کر تاخیر کرتے ہیں جس کی وجہ سے سٹاپوں پر طالب علموں کا رش ہو جاتا ہے طلباء تو بسوں کی چھتوں پر سوار ہو جاتے ہیں جبکہ طالبات کھڑی کی کھڑی رہ جاتی ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سکولوں کے اوقات کار کے وقت چلنے والی بسوں کو پابند کرنے اور مزید بسیں چلانے کو تیار ہے تاکہ حکومت کو خاطر خواہ نتائج حاصل ہو سکیں اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ کیونکہ سکولوں اور کالجوں کے اوقات کے دوران ٹرانسپورٹ بند نہیں ہوتی بلکہ چلتی رہتی ہے اور ٹریفک پالیسی کے نظام کو رواں دواں رکھنے کے لئے ہر وقت

موجود ہوتی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کیونکہ سکولوں اور کالجوں کے اوقات کے دوران بسیں وغیرہ تاخیر سے نہیں چلتیں کیونکہ ہر گاڑی کا ٹائم مقرر ہوتا ہے اور وہ گاڑی بروقت اڈے سے روانہ ہوتی ہے۔ جان بوجھ کر ٹرانسپورٹرز تاخیر نہیں کرتے کیونکہ سٹاپوں پر رش ہونے کی وجہ سے تاخیر ہو جاتی ہے۔

(د) یہ کہ آئندہ ٹرانسپورٹرز سے میٹنگ کر کے مزید بسیں سکول و کالج کے اوقات کے دوران چلانے کی پوری کوشش کی جائیگی اور انشاء اللہ انہیں پابند کریں گے کہ وہ سکول کھلنے اور بند ہونے کے وقت بسیں بروقت چلائیں۔ ویسے بھی رفاہ عامہ کا معاملہ ہے کوئی کوتاہی نہ کی جائیگی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ نہ صرف ہمارے ضلع بہاولنگر میں بلکہ پورے پنجاب میں یہ پرابلم ہے کہ بچے بسوں کی چھتوں پر اور اس کے پچھلے حصے پر اس طرح سے لٹکے ہوئے ہوتے ہیں جس طرح شہد کی مکھیاں چھتے کے ساتھ لگی ہوئی ہوتی ہیں تو مجھے یہ بتائیں کہ بچے تو چھتوں پر چڑھ جاتے ہیں اور اس کے پیچھے لٹک جاتے ہیں لیکن جو بچیاں ہیں جنہوں نے سکول جانا ہوتا ہے جن کے لئے ٹرانسپورٹ کا کوئی بندوبست نہیں ہے اس کے ساتھ ہی ہماری وہ اساتذہ خواتین جنہوں نے اپنی ڈیوٹی پر پہنچنا ہوتا ہے کیا وہ بسوں کی چھتوں پر بیٹھ سکتی ہیں؟ کیا وہ بسوں کے پیچھے لٹک کر سکول جا سکتی ہیں؟ اس کا گورنمنٹ نے کیا بندوبست کیا بتایا جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر! محترمہ! اگر کسی جگہ کی، کسی روڈ کی، کسی علاقہ کی نشاندہی کر دیں تو ہم اس کو دیکھ لیں گے اور اگر اس جگہ پر کوئی shortage موجود ہے تو اس کو انشاء اللہ پورا کریں گے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ صورتحال پورے پنجاب کی ہے یہ صرف لاہور اور بہاولنگر کی بات نہیں ہے آپ دیہی علاقوں میں دیکھیں وہاں سے بچوں نے سکول جانا ہوتا ہے ان کا ٹرانسپورٹ کا پرابلم ہے ان کے لئے کوئی proper ٹرانسپورٹ نہیں ہے۔ خاص طور پر لیڈی

اساتذہ کو اپنی ڈیوٹی پر پہنچنے میں خاصا مسئلہ ہوتا ہے پھر جو سٹوڈنٹس ہوتی ہیں وہ بسوں کی چھتوں پر چڑھ سکتی ہیں تو آپ مجھے بتا دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ وزیر ٹرانسپورٹ کو مل لیں اور آپ جو تجویز دینا چاہتی ہیں، دے دیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ان کو ملنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے میرا سوال اٹھانے کا مقصد یہی ہے کیونکہ میں ان سے نہیں ملنا چاہتی مجھے جواب on the floor of the House چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! وہ آپ کو کیوں نہیں ملیں گے وہ آپ کو ضرور ملیں گے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ملنے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا مجھے اس مسئلے پر implement چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر! میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ عام طور پر یہ مسئلہ پورے پنجاب میں کہیں نہیں ہے اگر ان کے علم میں ان کا کوئی اپنا ضلع یا تحصیل ہے تو یہ مجھے بتائیں انشاء اللہ اس کا حل کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر سپورٹس: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر سیاحت: جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

اوکاڑہ میں محکمہ سپورٹس کے اقدامات اوراغراض و مقاصد

*1188: محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر سپورٹس از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع اوکاڑہ میں محکمہ سپورٹس عوام کی بھلائی اور سہولت کے لئے کیا کیا اقدامات کر رہا ہے اور اس کے اغراض و مقاصد کیا ہیں ؟

(ب) ضلع سے صوبائی سطح تک محکمہ کا انتظامی ڈھانچہ کیا ہے آفیسر ز کے نام اور ایڈریس بیان کئے جائیں ؟

وزیر سپورٹس:

(الف) محکمہ سپورٹس بورڈ پنجاب اپنے اغراض و مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے سلسلے میں ہر ضلع میں کھلاڑیوں کے لئے کھیل کے میدانوں اور سہولیات کی فراہمی کے سلسلے میں تعاون کرتا ہے، بین الصوبائی یوتھ سپورٹس پروگرام میں ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی اوکاڑہ کے ذریعے قابل جوہر کی تلاش سے ضلع اوکاڑہ کے کھلاڑیوں کا چناؤ کر کے پاکستان کے بہترین کھلاڑی بنانے کی کوشش کر رہا ہے کھیل اور کھلاڑی کے فروغ کے لئے اچھی کارکردگی کرنے والی ضلعی سپورٹس ایسوسی ایشنز اور سکولوں کو مالی اور تکنیکی تعاون فراہم کر رہا ہے، جس کے نتیجے میں ضلع اوکاڑہ کے کھلاڑی مختلف کھیلوں میں بین الصوبائی اور قومی سطح پر نمائندگی کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں۔ قومی ہاکی ٹیم کے سابق کپتان محمد سرور کا تعلق ضلع اوکاڑہ سے ہے، درج ذیل کھیل کے میدان / سٹیڈیم تعمیر کئے گئے ہیں۔

1- حویلی لکھا

2- منڈی احمد آباد

اور درج ذیل کھیلوں کے میدان / سٹیڈیم زیر تعمیر ہیں۔

1- منی ہاکی سٹیڈیم رینالہ خورد

2- فیصل پارک دیپالپور

3- میونسپل سٹیڈیم اوکاڑہ

(ب) محکمہ کا انتظامی ڈھانچہ ضلعی سطح پر ڈسٹرکٹ آفیسر سپورٹس اور صوبائی سطح پر ڈائریکٹوریٹ جنرل آف سپورٹس ہے، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ سیاحت، بسیں / کوچز، آمدن و خرچ اور متعلقہ سٹاف کی تفصیل

*4809: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ کے زیر انتظام کتنی بسیں / کوچز سیاحوں کے لئے اور کتنی کمرشل روٹس پر چلانے کے لئے ہیں؟

(ب) کیا ان بسوں / کوچز کے لئے کوئی علیحدہ اڈے بھی ہیں جو کہ محکمہ ہذا کی ملکیت ہیں؟

(ج) ان بسوں / کوچز سے سالانہ کتنی آمدنی ہوتی ہے گزشتہ دو سالوں کے دوران حاصل شدہ آمدنی کی تفصیل مہیا کی جائے؟

(د) ان بسوں / کوچز کو چلانے اور دیکھ بھال کے لئے جتنے ملازمین کام کر رہے ہیں، ان کی تفصیل مع نام، عہدہ بیان کی جائے ان کی تنخواہوں اور دیگر مراعات پر اٹھنے والے اخراجات کی تفصیل مہیا کی جائے؟

(ہ) کیا حکومت محکمہ سیاحت کے ٹرانسپورٹ ونگ کو منافع بخش ادارہ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر ایسا نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سیاحت:

(الف) محکمہ کے زیر انتظام محکمہ ہذا کی ملکیت کوئی بس یا کوچ نہ ہے بلکہ تمام گاڑیاں حسب ضرورت محکمہ ٹورازم پرائیویٹ سیکٹر سے لیتا ہے۔

(ب) ان بسوں / کوچز کے لئے محکمہ ہذا کی ملکیت کوئی علیحدہ اڈا نہ ہے۔

(ج) کمرشل روٹ ملتان۔ راولپنڈی کے لئے محکمہ پرائیویٹ سیکٹر کی دو بسوں کا TIC سے بکنگ کے عوض کمیشن وصول کرتا ہے، پچھلے دو سالوں میں کمیشن کی مد میں حاصل ہونے والی آمدن -/9,25,195 روپے ہے۔

(د) چونکہ یہ بسیں محکمہ کی ملکیت نہ ہیں بلکہ پرائیویٹ سیکٹر کی ملکیت ہیں اور محکمہ صرف ان سے کمیشن وصول کرتا ہے۔ ان کی مکمل دیکھ بھال اور اخراجات بھی ٹرانسپورٹر خود ہی

برداشت کرتے ہیں لہذا محکمہ کے اس سلسلہ میں کوئی اخراجات نہیں آتے۔

(ہ) ٹرانسپورٹ ونگ سیاحوں کو معیاری ٹرانسپورٹ کی سہولیات مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ مارکیٹنگ، سکول ٹورازم اور قومی تہواروں کے انعقاد کا کام بھی کرتا ہے محکمہ سیاحت کا کام صرف سیاحوں کو ٹرانسپورٹ فراہم کرنا نہیں بلکہ سیاحت کے فروغ، سیاحوں کو ضروری معلومات اور سہولیات فراہم کرنا بھی ہے۔

خوشاب اور جوہر آباد میں سٹیڈیمز کی تعمیر کے لئے اٹھائے گئے حکومتی اقدمات

*3603: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان**: کیا وزیر سپورٹس از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے خوشاب اور جوہر آباد میں سٹیڈیم بنانے کا اعلان کیا تھا؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نے کبھی اس مقصد کے لئے فنڈز رکھے تو کتنے اور اگر نہیں رکھے گئے تو اس کی وجوہات کیا ہیں کیا حکومت سٹیڈیم مذکورہ بالا تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سپورٹس:

(الف) حکومت نے خوشاب کے لئے سٹیڈیم بنانے کا اعلان کیا تھا جبکہ یہ اعلان جوہر آباد کے لئے نہ تھا۔

(ب) حکومت نے جوہر آباد سٹیڈیم کے لئے کوئی فنڈز مختص نہ کئے ہیں جبکہ خوشاب سٹیڈیم کی تعمیر کے لئے سال 05-2004 میں -/1,95,00,000 روپے مختص کئے ہیں اور خوشاب سٹیڈیم کی تعمیر کے لئے ٹینڈر بھی ہو چکے ہیں اور ٹھیکیدار نے موقع پر کام شروع کر دیا ہے۔

جھیل کلر کہار، چکوال، ترقیاتی کاموں، گرانٹس، دستیاب سہولیات اور ملازمین کی تفصیلات

*5548: **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کلر کہار جھیل (چکوال) کی Preservation and Beautification پر سال 2003-04 سے آج تک کتنی رقم خرچ کی گئی ہے؟
(ب) اس جھیل کا اس گرانٹ سے کون کون سا ترقیاتی کام سرانجام دیا گیا ہے؟
(ج) اس جھیل پر سیاحوں کے لئے کیا کیا سہولیات محکمہ کی طرف سے فراہم کی گئی ہیں؟
(د) اس جھیل پر کون کون سے پرندے وغیرہ محکمہ کی طرف سے رکھے گئے ہیں؟
(ہ) اس جھیل کی دیکھ بھال کے لئے جو ملازمین کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ وغیرہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟
(و) ان ملازمین کو سالانہ کتنی تنخواہیں محکمہ کی طرف سے دی جا رہی ہیں؟
(ز) اس جھیل سے محکمہ کو 2003-04 سے آج تک کتنی آمدن ہوئی ہے؟

وزیر سیاحت:

(الف) کلر کہار جھیل کی Preservation and Beautification کے لئے سال 2003-04 میں 9.764 ملین روپے مختص کے گئے، جس میں سے 9.014 ملین روپے ضلعی حکومت چکوال کو بحیثیت Executing agency مندرجہ ذیل کام کرنے کے لئے ٹرانسفر کر دیئے گئے تھے بقیہ 0.75 ملین روپے ریونیو کی مد میں شامل کاموں کو مکمل کرنے کے لئے TDCP کو ٹرانسفر کر دیئے گئے۔ جھیل کے تحفظ کے لئے اس کے ارد گرد ایک مٹی کا بند بنایا جانا بھی ضروری تھا اور اس بند کی تعمیر TDCP اور ضلعی حکومت چکوال کے باہمی تعاون اور رضامندی سے بند کی تعمیر کا ذمہ ضلعی حکومت نے اپنے خرچہ سے پورا کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ تکنیکی اعتبار سے بند کی تعمیر کا کام جھیل سے متعلق باقی ترقیاتی کاموں سے پہلے مکمل کرنا ضروری تھا لہذا اس بند کی تعمیر کا کام ضلعی حکومت چکوال اپنے بجٹ سے کروا رہی ہے۔ TDCP کے منصوبہ میں شامل ترقیاتی کام مذکورہ بالا گرانٹ یعنی 9.764 ملین روپے کی لاگت سے بند کی تعمیر مکمل ہونے پر شروع کئے جائیں گے اور رواں مالی سال میں مکمل کر لئے جائیں گے۔

(ب) کلر کہار سے متعلق علاوہ تعمیر بند مذکورہ بالا گرانٹ یعنی 9.764 ملین روپے سے جو کام مکمل کئے جائیں گے ان کی تفصیل پرچم (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سیاحوں کی سہولت کے لئے 12 کمروں پر مشتمل موٹل ریسٹورنٹ ٹورسٹ انفارمیشن سنٹر اور کشتی رانی وغیرہ کی سہولیات مہیا کی گئی ہیں۔

(د) یہ ایک قدرتی جھیل ہے اور یہاں مقامی و وسط ایشیا سے نایاب پرندے، ہجرت کرنے کے بعد موسم سرما گزار کر واپس چلے جاتے ہیں۔ پرندوں سے متعلقہ امور محکمہ تحفظ جنگلی حیات سرانجام دیتا ہے۔

(ہ) اس جھیل کے لئے موقع پر ایک اسسٹنٹ ٹورازم آفیسر گریڈ16 تعینات ہے جس کا نام عبدالغفار ہے۔

(و) تنخواہ کی مد میں سالانہ -/1,46,520 روپے ادا کئے جارہے ہیں۔

(ز) محکمہ نے یہ ریزارٹ مع کشتی رانی کی سہولت چار لاکھ روپے سالانہ ٹھیکہ پر دیا ہوا ہے اور 04-2003 سے لے کر آج تک 3 لاکھ آمدن ہو چکی ہے۔

2003 سے تاحال روٹ پرمٹس جاری کرنے کی تفصیل

*6863: ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جنوری 2003 سے آج تک محکمہ ٹرانسپورٹ نے کتنے روٹ پرمٹ جاری کئے۔ روٹ پرمٹ جاری کرنے والی کمیٹی کے ممبران اور میرٹ بیان فرمائیں؟

(ب) محکمہ ہذا کو روٹ پرمٹ جاری کرنے پر جو آمدن ہوئی، اس کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ج) روٹ پرمٹ جاری کرنے والی اتھارٹی کا عہدہ اور گریڈ کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) جنوری 2003 سے اپریل 2005 تک کل 1,45,232 روٹ پرمٹ جاری کئے گئے تھے۔ حکومت پنجاب نے سیکشن 46 موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 کے تحت صوبہ پنجاب میں صوبہ کی سطح پر صوبائی ٹرانسپورٹ ذریعہ نوٹیفکیشن نمبری SO(TR-I)Mise /III/86 مورخہ 12-05-87 کے تحت تشکیل کی ہوئی ہے جو کہ پورے صوبہ میں موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 اور موٹر وہیکلز رولز 1969 میں تفویض کردہ اختیارات اور فرائض سرانجام دیتی ہے۔ اتھارٹی کے ممبران کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔	سیکرٹری ٹرانسپورٹ حکومت پنجاب	چیئرمین
2۔	سیکرٹری مواصلات حکومت پنجاب	ممبر

3۔	چیف ٹرانسپورٹ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات حکومت پنجاب	ممبر
4۔	ڈی آئی جی (ٹریفک) پنجاب لاہور	ممبر
5۔	سیکرٹری پنجاب پراونشل ٹرانسپورٹ اتھارٹی لاہور	سیکرٹری / ممبر

اسی طرح ضلع کی سطح پر بذریعہ نوٹیفکیشن نمبری SOTR-1/5-4/2000 مورخہ 08-08-2001 کے تحت ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹیز کام کر رہی ہے جو کہ موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 اور موٹر وہیکلز رولز 1969 کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے امور سرانجام دیتی ہے۔ ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹیز کے ممبران کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔	ڈسٹرکٹ کوآرڈنیشن آفیسر	چیئرمین
2۔	ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر	ممبر
3۔	E.D.O ورکس اینڈ سروسز	ممبر
4۔	سیکرٹری ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی	سیکرٹری / ممبر

(ب) محکمہ کو روٹ پرمٹ کی مد میں جنوری 2003 سے اپریل 2005 تک تقریباً -/36,65,65750 روپے آمدن ہوئی۔

(ج) رولز 62 موٹر وہیکلز رولز 1969 کے تحت پراونشل ٹرانسپورٹ یا ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹیز ایک عام یا خاص قرار داد کے ذریعے روٹ پرمٹ کے اجراء و تجدید اور منسوخ وغیرہ کرنے کے اختیارات چیئرمین ٹرانسپورٹ اتھارٹی یا سیکرٹری کو تفویض کر سکتی ہے۔

سیکرٹری ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی گریڈ 18 کے آفیسر ہیں۔ البتہ صوبہ پنجاب کے سابق ڈویژنل ہیڈ کوارٹر کے علاوہ 26 اضلاع میں DDO(C) کے پاس سیکرٹری ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کا اضافی چارج ہے جو کہ گریڈ 17 کے آفیسر ہیں۔

محکمہ کھیل میں 2002 تا حال بھرتی کی تفصیل

*4325: شیخ اعجاز احمد: کیا وزیر سپورٹس از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک محکمہ کھیل میں جتنے افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور ڈومیسائل کی تفصیل مہیا کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(د) اگر بھرتی سے قبل اخبارات میں تشہیر کی گئی تو اخبارات کے نام مع تاریخ فراہم کی جائے؟

(ہ) اگر ان افراد کو رولز میں نرمی کرکے بھرتی کیا گیا تو رولز میں نرمی کی کیا وجوہات تھیں؟

وزیر سپورٹس:

(الف،ب،ج،د،ہ) محکمہ کھیل میں یکم جنوری 2002 سے لے کر آج تک کوئی بھرتی نہیں ہوئی۔

ٹورسٹ Resort واہگہ لاہور، رقبہ، تعمیری لاگت دستیاب سہولیات اور ملازمین کی تفصیلات

*5556: انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ٹورسٹ Resort، واہگہ بارڈر لاہور کی ڈویلپمنٹ کا کام کب سے شروع کیا گیا ہے اور موقع پر کون کون سا کام ہو رہا ہے؟

(ب) یہ ٹورسٹ Resort کب، کتنے رقبہ پر قائم کیا گیا؟

(ج) اس کے لئے کس پارٹی سے کتنی لاگت سے زمین حاصل کی گئی ہے؟

(د) اس وقت اس ٹورسٹ Resort پر کیا کیا سہولیات سیاحوں کے لئے فراہم کی گئی ہیں؟

(ہ) اس ٹورسٹ Resort پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور تاریخ تقرری فراہم کی جائے۔

(و) ان ملازمین کو ماہانہ کتنی تنخواہ دی جا رہی ہے؟

وزیر سیاحت:

(الف) ٹورسٹ Resort واہگہ بارڈر کی ڈویلپمنٹ کا کام موجودہ مالی سال سے شروع کیا گیا ہے، اس وقت پراجیکٹ کے (Conceptual Design) پر کام ہو رہا ہے اور موقع پر زمین خریداری و رجسٹری کا کام مکمل ہو چکا ہے۔

(ب) اس ٹورسٹ Resort کے لئے گزشتہ سال 6 کنال رقبہ خریدا گیا اور ابھی ڈیزائن وغیرہ بنایا جا رہا ہے جس کی تکمیل کے بعد تعمیراتی کام شروع کیا جائے گا۔

(ج) اس ٹورسٹ Resort کے لئے 6 کنال زمین مسمی فقیر محمد و مسمی نذیر حسین پسران شیر محمد ساکنان رام پورہ لاہور کینٹ بذریعہ محمد ایوب ولد محمد یوسف مختار عام بعوض 9 لاکھ 60 ہزار روپے خریدی گئی ہے۔

(د) ابھی تعمیراتی کام شروع نہیں ہوا البتہ تجویز شدہ ڈیزائن کے مطابق یہاں پر کھانے پینے کی سہولت کے علاوہ ٹورسٹ انفارمیشن سنٹر، رہائشی کمرے اور دیگر سہولیات مہیا کی جائیں گی۔

(ہ) اس ٹورسٹ Resort پر اس وقت کوئی ملازم تعینات نہ ہے۔

(و) سوال غیر متعلقہ ہے۔

انٹر سٹی ٹرانسپورٹ کے کرایہ جات کی تفصیل اور زائد وصولی پر حکومتی اقدامات

*7251: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) انٹر سٹی ٹرانسپورٹ کا کرایہ فی کلو میٹر کتنا ہے، A/C اور NON-A/C کے کرایوں کی تفصیل علیحدہ علیحدہ دی جائے؟

(ب) لاہور تا چکوال اور لاہور تا راولپنڈی (براستہ موٹر وے A/C) بس اور کوچ کے کرایہ نامہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) لاہور تا بھیرہ براستہ موٹر وے (A/C) بس / کوچ کے کرایہ نامہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ لاہور تا بھیرہ، راولپنڈی اور چکوال وغیرہ جانے والی بسیں 150 روپے فی مسافر کرایہ وصول کر رہی ہیں؟

(ہ) اگر لاہور تا بھیرہ کرایہ 150 روپے سے کم ہے تو کیا حکومت ان ٹرانسپورٹرز کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) جیسا کہ معزز ایوان کے متعدد بار علم میں لایا جا چکا ہے کہ حکومت پنجاب نے مورخہ 28-11-2000 سے صوبائی کابینہ کے فیصلہ کے مطابق انٹر سٹی روٹوں پر چلنے والی

A/C گاڑیوں کے کرایوں کو مارکیٹ کے اتار چڑھاؤ پر منحصر کر دیا ہے تاہم Non A/C گاڑیوں کے موجودہ کرایہ کی شرح 45 پیسے فی کلومیٹر فی مسافر مورخہ 09-05-21 کے مطابق مقرر ہوئی ہے نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ A/C گاڑیوں کے کرایہ کو حکومت پنجاب نے مارکیٹ کے اتار چڑھاؤ پر منحصر کر دیا ہے اور مالکان کرایہ خود مقرر کرتے ہیں اس لئے حکومت کا عمل دخل کرایہ کو مقرر کرنے میں نہ ہے۔

(ج) بمطابق جز (الف، ب) میں بیان کیا گیا ہے۔

(د) درست ہے۔ اس روٹ پر چلنے والی A/C بسیں 150 روپے فی مسافر کرایہ وصول کر رہی ہیں۔ جیسا کہ جز (ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ اے سی گاڑیوں کے کرایہ کو مالکان خود مقرر کرتے ہیں۔

(ہ) ان روٹوں پر چلنے والی A/C بسیں 150 روپے فی مسافر کرایہ وصول کر رہی ہیں جیسا کہ جز (الف) اور (ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ اے سی گاڑیوں کے کرایہ کو حکومت پنجاب نے مارکیٹ کے اتار چڑھاؤ پر منحصر کر دیا ہے۔

چکوال میں سٹیڈیم کی تعمیر

*4692: محترمہ ماہا راجہ ترین: کیا وزیر سپورٹس ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) چکوال میں کس کس جگہ کتنے رقبہ پر سپورٹس سٹیڈیم ہیں؟

(ب) کیا یہ سٹیڈیم اس ضلع کی آبادی کے مطابق ہیں اگر کم ہیں تو حکومت ضلع ہذا میں مزید کتنے سٹیڈیم اور کس کس جگہ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سپورٹس:

(الف) ضلع چکوال کا واحد کثیر المقاصد مکمل سٹیڈیم ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر پر واقع ہے جو تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن چکوال کی ملکیت ہے جس کی پیمائش 563x890 فٹ ہے۔

(i) ضلع کا واحد سٹیڈیم ضلع چکوال اور چکوال شہر کی بڑھتی ہوئی آبادی کے لئے ناکافی ہے۔

(ii) حکومت پنجاب سے تحصیل ہیڈ کوارٹر تلہ گنگ۔

چواسیدن شاہ کے علاوہ چکوال شہر میں ایک اور اضافی سٹیڈیم کی تعمیر کی سفارش ہے تاہم ضلعی حکومت چکوال بکھاری کلاں (تحصیل چکوال) نکہ کہوٹ اور ٹہی (تحصیل تلہ گنگ) میں منی سپورٹس سٹیڈیم تعمیر کر رہی ہے۔

سابق راولپنڈی ڈویژن میں تفریحی مقامات اور آمدن و اخراجات کی تفصیل

*6045: جناب محمد وقاص: کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سابق راولپنڈی ڈویژن میں کون کون سے تفریحی مقامات محکمہ ہذا کے تحت ہیں؟

(ب) گزشتہ مالی سال میں ترتیب وار ان سے محکمہ ہذا کو کتنی آمدن ہوئی اور ان پر کتنا خرچ اٹھا؟

وزیر سیاحت:

(الف) سابق راولپنڈی ڈویژن میں درج ذیل تفریحی مقامات ہیں جو کہ محکمہ ہذا کے ماتحت ہیں:۔

1۔ چیئر لفٹ نیو مری پتریاٹہ تحصیل مری
2۔ چھرہ پانی
3۔ گھوڑا گلی
4۔ سالگراں
5۔ ٹورسٹ ریزارٹ کلر کہار ضلع چکوال

(ب) برائے مالی سال 2003-04

	آمدن	خرچ
چیئر لفٹ پتریاٹہ سالگراں، چھرہ پانی	-/4,33,00,000روپے	-/13,97,576روپے
گھوڑا گلی، چھتر باغ	-/20,23,828روپے	نہ ہے۔
کلر کہار	-/2,55,000روپے	نہ ہے۔

پی آر ٹی سی کے بجٹ، سٹاف اور گاڑیوں سے متعلقہ تفصیلات

*8023: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کب ختم کی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس کارپوریشن کو ختم کرنے کے باوجود ابھی تک اس کو حکومت کی طرف سے بجٹ فراہم کیا جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابھی تک اس کارپوریشن میں افسران کی کافی تعداد کام کر رہی ہے؟

(د) اس کارپوریشن میں تعینات افسران گریڈ 16 اور اوپر کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے، نیز ان کو ملازمت میں رکھنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) اس کارپوریشن کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں، ان گاڑیوں کے نمبر اور ان کے پٹرول/ڈیزل اور مرمت کے اخراجات سال 05-2004 کی تفصیل دی جائے؟

(و) کتنی گاڑیاں اس کارپوریشن کے افسران کے زیر استعمال ہیں، ان گاڑیوں کے نمبر اور ان افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور سال 05-2004 کے ان گاڑیوں کے پٹرول/ڈیزل کے اخراجات اور مرمت کے اخراجات کی تفصیل دی جائے؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کو جون 1997 میں ختم کیا گیا۔

(ب) جی ہاں! بجٹ پی آر ٹی سی کے ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن کی ادائیگی، پی آر ٹی سی سیل کے ملازمین اور سکیورٹی عملہ کی تنخواہوں کی ادائیگی کے لئے مختص کیا جاتا ہے۔

(ج) اس کارپوریشن میں صرف دو آفیسرز کام کر رہے ہیں۔

(د)

آفیسرز کے نام	عہدہ	گریڈ
تنویر احمد	ڈائریکٹر ایڈمن/سٹور	19
چودھری محمد اقبال	ڈائریکٹر فنانس	17

1۔ پی آر ٹی سی کے ریٹائرڈ ملازمین کی فیملی پنشن اور بڑھاپا الاؤنس کیسز کے علاوہ ریٹائرڈ ملازمین کی طرف سے دائر کردہ مقدمات کی پیروی اور دعوؤں کے جوابات کی تیاری اور عدالتی احکامات کے خلاف اپیل دائر کروانا اور عدالتی احکامات پر عملدرآمد کروانا ان کی ذمہ داری ہے۔ علاوہ ازیں پراپرٹی ڈسپوزل کے سلسلہ میں پرائیویٹائزیشن بورڈ میں ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کی نمائندگی کرتے ہیں۔ سٹور میں موجود بسوں کے پرزہ جات و دیگر اشیاء کی نیلامی کے امور کے ذمہ دار ہیں۔

2۔ ڈائریکٹر فنانس کے ذمہ 12500 ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن کے فنڈ کے حصول کے لئے اوراس کی تقسیم کے امور منقولہ، غیر منقولہ پراپرٹی کی آمد کی وصولی سے جمع کرانے تک کے امور عدالتی فیصلوں کے نتیجہ میں نظر ثانی شدہ ادائیگیوں کے امور اور سالانہ بیلنس شیٹ اور حسابات کے ذمہ دار ہیں۔ دیگر کمرشل آڈٹ کے پیرا جات کے جوابات اور بذریعہ ڈیپارٹمنٹل اکاؤنٹس کمیٹی ان کے تصفیہ جات کے ذمہ دار ہیں۔

(ہ) گاڑیوں کے نمبرز اور اخراجات 05-2004 کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

	گاڑی نمبر	خرچہ پٹرول	خرچہ مرمت
وزیر ٹرانسپورٹ	LOH 383	35327	8691
مینجنگ ڈائریکٹر	LOW 1992	85539	34920
پی ایس ٹو وزیر ٹرانسپورٹ	LOV 5870	81718	20990
ڈائریکٹر ایڈمن / سٹور	LOC 4828	45132	64172
ڈپٹی سیکرٹری ٹرانسپورٹ	LOM 2824	73242	15398
ڈائریکٹر فنانس (پول)	RIP 8060	72876	22655

(و) کارپوریشن کے آفیسرز کے زیر استعمال گاڑیوں کی تفصیل ذیل میں ہے۔

تنویر احمد، ڈائریکٹر ایڈمن / سٹور	19	LOC 4828	45132	64172
محمد اقبال، ڈائریکٹر فنانس	17	RIP 8060	72876	22655

سیالکوٹ، ہاکی سٹیڈیم کا تخمینہ لاگت، تعمیری میعاد اور دیگر متعلقہ تفاصیل

*5026: انجینئر عمران اشرف: کیا وزیر سپورٹس ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیالکوٹ میں نئے ہاکی سٹیڈیم کی تعمیر کے لئے پسرروڈ پر جگہ مختص کر دی گئی ہے؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو تعمیر کا آغاز کب ہو گا تخمینہ لاگت اور تعمیری میعاد کیا ہو گی آغاز تعمیر میں تاخیر کی کیا وجوہات ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سٹیڈیم کی تعمیر کا ابھی کوئی نام ونشان نہیں لیکن گراؤنڈ کو عام پبلک کے لئے کھیلوں کی سرگرمیوں کے حوالے سے بند کر دیا گیا ہے؟

(د) کیا یہ ممکن ہے کہ گراؤنڈ کو گردونواح کے شہریوں کے کھیل کی سرگرمیوں کے لئے سٹیڈیم کو تعمیر کے آغاز سے قبل تک کھول دیا جائے؟

وزیر سپورٹس:

(الف) یہ درست ہے کہ پسرور روڈ پر ہاکی سٹیڈیم کے لئے جگہ مختص کر دی گئی ہے۔

(ب) اسٹرو ٹرف بچھانے کے سلسلہ میں ابتدائی کام شروع ہو چکا ہے ہاکی سٹیڈیم کی مین بلڈنگ ٹینڈر طلب کرنے کے مراحل میں ہے۔ تخمینہ لاگت 63.059 ملین جبکہ اسٹروٹرف کے بچھانے کے اخراجات اس کے علاوہ ہیں۔ تعمیر کا کام مرحلہ وار ہو گا۔ ہاکی سٹیڈیم کی مین بلڈنگ پہلے مرحلہ میں مکمل ہو گی جس کا تخمینہ 20.000 ملین ہے اور عرصہ تکمیل 18 ماہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ موقع پر اسٹروٹرف بچھانے کا ابتدائی کام شروع ہے۔ مزید یہ جگہ کھیلوں کی سرگرمیوں کے لئے پہلے کبھی استعمال میں نہ لائی جاتی تھی۔

(د) یہ ممکن نہ ہے کیونکہ موقع پر اسٹروٹرف بچھانے کا ابتدائی کام شروع ہے۔

میلہ جشن بہاراں 2003 لاہور۔ انتظامات و سٹال سے متعلقہ تفصیل

*6092: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا مارچ 2003 میں میلہ جشن بہاراں منانے کا حکم جناب وزیر سیاحت نے براہ راست دیا تھا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس میلہ کے انتظامات کے حقوق ایک فرم میسرز شانی انٹر پرائزز 49 خواجہ روڈ نیو سمن آباد لاہور کو دیئے گئے جنہوں نے میلہ میں سٹال کی بکنگ کے عوض لاکھوں روپے وصول کئے میلہ کا انعقاد افتتاح کے روز ہی منسوخ کر دیا گیا لیکن جن دکانداروں کو سٹال الاٹ کئے گئے تھے انہیں کوئی رقم واپس نہ کی گئی؟

(ج) اس میلے کے انعقاد کے وقت دیگر مختلف فرموں سے میلے کے انعقاد کے اور بکنگ کے حقوق دینے کے لئے قانون کے مطابق کھلے عام پیشکشیں کیوں نہ طلب کی گئیں؟

وزیر سیاحت:

(الف) باغ جناح لاہور میں مارچ 2003 میں میلہ جشن بہاراں منانے کا فیصلہ لاہور شہر میں جشن بہاراں تقریبات کا دائرہ ریس کورس سے بڑھانے کے سلسلے کی ایک کڑی ہے جس کا انعقاد وزیر سیاحت پنجاب کے حکم سے کیا گیا۔

(ب) میلہ کے تمام اخراجات وانتظامات میسرز شانی انٹر پرائزز 49-خواجہ روڈ نیو سمن آباد نے اٹھائے انہوں نے ہی تمام سٹال وغیرہ لگائے۔ محکمہ کے پاس ایسی کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی کہ میسرز شانی انٹر پرائزز نے سٹال کی بکنگ کے عوض لاکھوں روپے وصول کئے اور جن دکانداروں کو سٹال الاٹ کئے گئے تھے انہیں کوئی رقم واپس نہ کی گئی کیونکہ میلہ کا انعقاد افتتاح کے روز ہی منسوخ کر دیا گیا۔

(ج) جب میلہ لگانے کا فیصلہ کیا گیا تو وقت کی کمی کے پیش نظر چند فرمیں جو ٹورازم کے حوالہ سے سٹال لگاتی ہیں سے رابطہ کیا گیا مگر انہوں نے سٹال لگانے میں کسی دلچسپی کا اظہار نہ کیا۔ شانی انٹر پرائزز نے نہ صرف میلے کے انعقاد میں دلچسپی ظاہر کی بلکہ محکمہ زراعت کو میلہ شروع ہونے کے دن سے ختم ہونے تک یومیہ 10 ہزار روپیہ دینے پر بھی رضا مندی کا اظہار کیا۔

پی آر ٹی سی کے سال 05-2003 کے بجٹ اور اخراجات

*8024: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے مالی سال 04-2003 اور 05-2004 کے بجٹ اور ان سالوں کی آمدن وخرچ کی تفصیل دی جائے؟

(ب) ان سالوں کے دوران اس کارپوریشن کے افسران گریڈ 16 اور اوپر کے تنخواہوں اور ٹی۔اے/ڈی۔اے کے اخراجات کی تفصیل دی جائے؟

(ج) ان سالوں کے دوران سب سے زیادہ ٹی۔اے/ڈی۔اے اور تنخواہ جس آفیسر کو دی گئی، اس کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

(د) ان سالوں کے دوران کارپوریشن کو کس کس ذرائع سے آمدن حاصل ہوئی؟

(ہ) ان مالی سالوں کے دوران اس کارپوریشن کی کتنی جائیداد فروخت کی گئی؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف)

	2003-04	2004-05
بجٹ	126067000/-	10,14,68,000/-
آمدن	----------	7,64,651/-

اخراجات	10,10,10,442/-	10,66,97095/-

ٹوٹل بجٹ:-/ 227535000 آمدن:-/ 764631 اخراجات: -/20,7707537

(ب) کارپوریشن کے دو آفیسرز ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں جن کی تنخواہ درج ذیل ہے۔

	2003-04	2004-05
تنویر احمد خان گریڈ 19 تنخواہ مع الاؤنسز	1,79,616/-	1,79,616/-
محمد اقبال ڈائریکٹر فنانس گریڈ 17	109188/-	10,9188/-

کارپوریشن کے آفیسرز جو ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں، ان کے ٹی اے/ڈی اے کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تنویر احمد گریڈ 19 ٹی اے/ڈی اے	3525	6480
محمد اقبال گریڈ 17 ٹی اے/ڈی اے	3641	10183

(ج)

تنویر احمد ڈائریکٹر ایڈمن/سٹور گریڈ 19

2003-04 تنخوا	179616/-	ٹی اے/ڈی اے	3525/-
2004-05 تنخواہ	179616/-	ٹی اے/ڈی اے	6480/-

محمد اقبال ڈائریکٹر فنانس گریڈ 17

2003-04	تنخواہ-/109188	ٹی اے/ڈی اے	3641/-
2004-05	تنخواہ-/109188	ٹی اے/ڈی اے	10183/-

(د)

	2003-04	2004-05
آمدن بذریعہ کرایہ	268943/-	59,803/-
حصول بذریعہ انتقال موٹر گاڑی	2,10000/-	
متفرق آمدن	11055/-	494848/-
ٹوٹل	279993/-	764651/-

(ہ) پی آر ٹی سی کی تمام جائیدادیں گورنمنٹ آف دی پنجاب کو منتقل ہو چکی ہیں۔ پنجاب پرائیویٹائزیشن بورڈ ان کی جائیدادوں کو فروخت کرتی ہے۔ مالی سال 04-2003 اور 05-2004 میں مذکورہ بورڈ نے پی آر ٹی سی کی کوئی جائیداد فروخت/نیلام نہیں کی ہے۔

ہاکی سٹیڈیم بہاولپور، گراؤنڈ میں آسٹروٹرف بچھانے کا مسئلہ

*5451: **ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر سپورٹس ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ہاکی سٹیڈیم گراؤنڈ بہاولپور کب، کتنی لاگت سے تعمیر کیا گیا تھا؟
(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سٹیڈیم میں آسٹرو ٹرف بچھانے کے لئے مالی سال 2003-04 میں رقم بھی مختص کی گئی تھی؟
(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ رقم ہونے کے باوجود اس ہاکی سٹیڈیم میں آسٹرو ٹرف کا کام شروع نہ ہوا ہے اس کی وجوہات کیا ہیں؟
(د) کیا حکومت مذکورہ ہاکی سٹیڈیم گراؤنڈ میں آسٹرو ٹرف مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سپورٹس:

(الف) Dring سٹیڈیم بہاولپور میں ہاکی گراؤنڈ کی تعمیر بہت پرانی ہے اور تقریباً 1951-52 سے پہلے عمل میں آئی تھی جس پر صحیح لاگت کا اندازہ نہ ہے۔ البتہ موجودہ دور میں ہاکی گراؤنڈز کی Leveling پر جہاں آسٹرو ٹرف بچھائی جانی ہے، پر معمولی خرچ کے علاوہ کوئی لاگت نہ آئی ہے۔
(ب) مذکورہ سٹیڈیم میں آسٹرو ٹرف بچھانے کے لئے مالی سال 2001-02 میں 20 ملین روپے اور 2003-04 میں مزید 18.734 ملین روپے جاری کئے گئے تھے اس طرح کل 38.734 ملین روپے اس سکیم کے لئے جاری کئے گئے تھے۔
(ج) یہ درست ہے کہ رقم ہونے کے باوجود اس ہاکی سٹیڈیم میں آسٹرو ٹرف کا کام شروع نہ ہو سکا کیونکہ اس کا Revised Estimate منظوری کے مراحل میں تھا۔
(د) ضلعی حکومت مذکورہ بالا مجوزہ جگہ (الف) گراؤنڈز میں آسٹرو ٹرف بچھانے کا ارادہ رکھتی ہے، تاخیر کی وجہ یہ ہے کہ ہاکی سٹیڈیم بہاولپور کی گراؤنڈ میں آسٹرو ٹرف بچھانے کے لئے ایک سکیم 2001-02 میں مالیتی 38.734 ملین منظور ہوئی تھی۔ اس پر کام شروع نہیں ہوا۔ کیونکہ بوجہ تبدیلی جگہ اور تبدیلی Revised Rates، سکیم 44.980 ملین مالیت کی ہو گئی تھی۔ اب محکمانہ DDSC نے اس سکیم کی منظوری دے دی ہے اور بہت جلد بقیہ کارروائی کے بعد کام شروع ہو جائے گا۔

ضلع بھکر، شہنشاہ ہمایوں کے تعمیر کردہ دلکشا باغ کی بحالی کا مسئلہ

*7462: جناب حفیظ اللہ خان: کیا وزیر سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بھکر شہر کے نزدیک دریا کے کنارے شہنشاہ ہمایوں نے ایک باغ تعمیر کرایا تھا جس کا نام دلکشا باغ ہے دریا ختم ہو چکا ہے باغ ابھی تک موجود ہے یہ ایک تاریخی باغ ہے لیکن حکومتوں کی بے توجہی کا شکار رہا ہے؟

(ب) کیا حکومت اس دلکشا باغ پر توجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے کیونکہ اس باغ سے بھکر کے شہریوں کو بہترین تفریح میسر ہو سکتی ہے؟

وزیر سیاحت:

(الف) بھکر شہر کے نزدیک شہنشاہ ہمایوں کا تعمیر کردہ دلکشا باغ پنجاب ٹورازم حکومت پنجاب کے زیر اہتمام نہ ہے بلکہ یہ وفاقی حکومت کے محکمہ آثار قدیمہ کے زیر انتظام ہے۔

(ب) افسران کو ہدایت کر دی گئی ہے لہذا محکمہ کے افسران جلد باغ کا دورہ کریں گے اور سروے کے بعد اس کے متعلق غور کریں گے۔

ٹرانسپورٹ کا کرایہ بڑھانے کا طریق کار اور کرایہ بڑھانے کا جواز

*8354: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ Urban روٹس پر چلنے والی ٹرانسپورٹ کا کرایہ بڑھانے کے نوٹیفکیشن 2005 میں فرنچائزڈ ٹرانسپورٹ کے مالکان کے دباؤ پر جاری کئے گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ Urban روٹس پر چلنے والی ٹرانسپورٹ کا کرایہ پہلے 4 کلو میٹر کا -/4 روپے اور اس کے بعد پر 2 کلو میٹر کا -/2 روپے زائد وصول کئے جانے کا نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے، اگر ہاں تو کرایہ بڑھانے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ اربن روٹس پر چلنے والی ٹرانسپورٹ کے کرایوں میں اضافہ کسی دباؤ کے تحت نہ کیا گیا ہے۔ ڈیزل کی قیمت میں اضافہ کے علاوہ کئی دوسرے عوامل بھی پبلک ٹرانسپورٹ کے چلنے کی لاگت پر اثر انداز ہوتے ہیں جیسا کہ موبل آئل اور دوسرے Lubricants، ٹائر سپیئر، پارٹس، لیبر اور تنخواہوں میں اضافہ وغیرہ۔ اس طرح سے

مجموعی طور پر فی کلومیٹر لاگت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور پبلک ٹرانسپورٹ Cost Effectiveثابت نہیں ہوتی۔ محکمہ ٹرانسپورٹ نے کرایوں میں اضافے کا معاملہ حقائق کی روشنی میں تمام پہلوؤں کا جائزہ لینے کے بعد صوبائی وزراء برائے ٹرانسپورٹ خزانہ، مواصلات و تعمیرات اور قانون و لوکل گورنمنٹ پر مشتمل کابینہ کمیٹی کو اس کے منعقدہ اجلاس مورخہ 07-12-2005 میں پیش کیا اور مندرجہ بالا وضاحت کے ساتھ سٹیجز کو 7 سے 5 کرنے کی تجویز دی اور یہ واضح کیا کہ کرایہ میں اضافہ اس طرح سے تجویز دیا گیا ہے کہ نہ تو عوام پر اضافی بوجھ پڑے اور ٹرانسپورٹرز کے لئے بھی یہ قابل عمل ہو۔ کابینہ کمیٹی نے محکمہ ٹرانسپورٹ کی تجاویز سے اتفاق کیا۔

بعد ازاں عوام کی تجاویز پر اعتراضات بذریعہ پریس ریلیز مورخہ 09-03-2006 طلب کئے گئے اور تمام حقائق کی روشنی میں جائزہ لینے کے بعد نوٹیفکیشن نمبری SO(TR-I)2-06/2000 مورخہ 25-03-2006 جاری کیا گیا جس میں پہلی سٹیج یعنی 4 کلومیٹر تک کے کرایہ میں کوئی اضافہ نہ کیا گیا ہے۔ اس نوٹیفکیشن کا اطلاق صرف اربن روٹس پر چلنے والی بسوں پر ہی نہیں بلکہ ویگنوں پر بھی ہوتا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ پہلے 4 کلومیٹر کے کرایہ میں کوئی اضافہ نہ کیا گیا ہے۔ جو بدستور 6 روپے ہے۔ موجودہ نوٹیفکیشن مورخہ 25-03-06 میں سٹیجز کو سابقہ نوٹیفکیشن مورخہ 21-09-05 کے مقابلے میں 7 سے کم کر کے 5 کیا گیا ہے جو درج ذیل ہے:۔

فاصلہ	کرایہ فی سواری
0تا4کلومیٹر	-/6روپے
4.1تا8کلومیٹر	-/8روپے
8.1تا14کلومیٹر	-/10روپے
14.1تا22کلومیٹر	-/12روپے
22کلومیٹر سے زائد	-/14روپے

(روٹ کا زیادہ سے زیادہ فاصلہ 32 کلومیٹر ہے)

ملتان۔ خواتین کے لئے سپورٹس کمپلیکس کی تعمیر

*7296: محترمہ زیب النساء قریشی: کیا وزیر سپورٹس از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا حکومت پنجاب ملتان شہر میں خواتین کے لئے سپورٹس کمپلیکس بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات بتائی جائیں؟

وزیر سپورٹس:

(الف) فی الحال ایسا کوئی منصوبہ حکومت پنجاب کے زیر غور نہ ہے۔

(ب) ملتان میں پہلے سے موجود سپورٹس انفراسٹرکچر کھلاڑیوں(بشمول خواتین)کی ضروریات کے مطابق موجود ہیں اور خواتین کو کسی بھی سپورٹس Venue میں کھیلنے پر قطعاً کوئی پابندی نہیں ہے اس لئے فی الحال کسی نئے سپورٹس کمپلیکس کی تعمیر ضرورت کے مطابق نہ ہوگی۔

لاہور۔کرایہ کی وصولی میں ٹرانسپورٹرز کی من مانیاں اور حکومتی اقدامات

*8355: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں چلنے والی فرنچائزڈ بسوں کے مالکان نے بسوں کے کرایہ نامہ میں اپنی مرضی کے مطابق ردوبدل کر لیا ہے اور کم فاصلہ کو زیادہ دکھا کر زیادہ کرایہ وصول کر رہے ہیں؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا لاہور میں چلنے والی تمام بسوں کا کرایہ نامہ جاری کرتے وقت ہر روٹ کا از سر نو سروے کر لیا گیا ہے، اگر ہاں تو کب، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ لاہور میں اربن ٹرانسپورٹ سسٹم کے تحت چلنے والی بسوں اور ویگنوں کے لئے کرایہ نامہ مقرر کرنے کے لئے حکومت پنجاب محکمہ ٹرانسپورٹ نوٹیفکیشن نمبر SO(TR-I)2-6-2000 مورخہ 25-03-06 جاری کیا جو درج ذیل ہے:

فاصلہ	کرایہ فی سواری
0تا4کلومیٹر	-/6روپے
4.1تا8کلومیٹر	-/8روپے
8.1تا14کلومیٹر	-/10روپے
14.1تا22کلومیٹر	-/12روپے
22کلومیٹر سے زائد	-/14روپے

(روٹ کا زیادہ سے زیادہ فاصلہ 32کلومیٹر ہے)

حکومت کے منظور شدہ کرایہ اور فاصلوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی ہر روٹ پر سٹاپ ٹو سٹاپ کرایہ نامہ جاری کرتی ہے اور اربن روٹس پر چلنے والی بسیں اور ویگنیں اس کرایہ نامہ کی پابند ہیں۔

(ب) لاہور میں چلنے والی بسوں / ویگنوں کا کرایہ نامہ حکومت پنجاب محکمہ ٹرانسپورٹ کے جاری کردہ نوٹیفکیشن کا تابع ہوتا ہے جس کے مطابق ہر روٹ کا ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی سٹاپ ٹو سٹاپ کرایہ متعین کرتی ہے۔

حال ہی میں لاہور کے تمام روٹوں کا ایک ٹیکنیکل کمیٹی سے سروے کروایا گیا ہے اور یہ باقاعدہ طور پر ضلعی حکومت سے منظور شدہ ہے۔ تاہم کسی روٹ پر سروے کے حوالے سے اگر کوئی عذر ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کو وصول ہوتا ہے تو اس کی درستی کے لئے اتھارٹی دوبارہ سروے کرواتی ہے تاکہ درستی کی جا سکے۔

بھکر میں سیاحتی مرکز کا قیام

*8533: جناب حفیظ اللہ خان: کیا وزیر سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا ضلع بھکر میں محکمہ سیاحت کوئی سیاحتی مرکز کھولنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر سیاحت:

موجودہ ترقیاتی پروگرام میں ضلع بھکر میں سیاحتی مرکز کھولنے کی کوئی سکیم نہیں ہے۔

ڈی جی سپورٹس کے ماتحت آفیسرز کی تعداد و تفصیل

*8800: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر سپورٹس ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈی جی سپورٹس کے ماتحت گریڈ 17 اور اوپر کی منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل گریڈ اور اسامی وار بتائیں؟

(ب) مذکورہ اسامیوں پر تعیناتی کے لئے تعلیم و تجربہ کی تفصیل بتائیں؟

(ج) ان اسامیوں پر کام کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل بتائیں؟

(د) جو ملازمین اپنے عہدہ اور گریڈ سے ہائر گریڈ کی اسامیوں پر کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل بتائیں؟

وزیر سپورٹس:

(الف)

اسامی	گریڈ	منظور شدہ تعداد
ڈائریکٹر سپورٹس	19	1
ڈپٹی ڈائریکٹر	18	1
اسسٹنٹ ڈائریکٹر	17	4
سینئر کوچ	17	6
ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسرز (سابق ڈویژنل سپورٹس آرگنائزر)	17	8

(ب) ریکروٹمنٹ رول کی کاپی فلیگ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج)

	نام اسامی / عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت / تجربہ
I-	خالی ڈائریکٹر سپورٹس	19	-
ii-	سید مودود جعفری	ڈپٹی ڈائریکٹر 18	بی اے، 28 سال 10 ماہ
iii-	عصمت اللہ نیازی	اسسٹنٹ ڈائریکٹر 17	بی ایس سی، 27 سال 9 ماہ
iv-	محمد امین شاہد	اسسٹنٹ ڈائریکٹر 17	بی اے، بی ایڈ 29 سال 8 ماہ
v-	عذرا پروین	اسسٹنٹ ڈائریکٹر 17 سپورٹس (زنانہ)	ایم اے، 20 سال 3 ماہ
vi	محمد صدیق	سینئر کوچ 17	ایف اے، 15 سال 7 ماہ
vii	محمد یعقوب	سینئر کوچ 17	ایف اے، 16 سال 7 ماہ
viii	محمد بخش جاوید	سینئر کوچ 17	بی اے، 18 سال 11 ماہ

ix	جلیل احمد	سینئر کوچ 17 انجینئر، 18	میٹرک اینڈ ڈپلومہ ان ایسو سی ایٹ سال 10 ماہ
x	لیاقت علی	سینئر کوچ 17	ایف اے، 18 سال 11 ماہ
xi	محمد حفیظ بھیٹ	سینئر کوچ 17	ایم اے، 18 سال 11 ماہ
xii	فاروق عزیز	ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر 17	بی اے، 27 سال 9 ماہ
xiii	میاں زبیر انور	ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر 17	ایم اے، 24 سال 4 ماہ
xiv	محمد سلیم	ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر 17	بی اے، 28 سال 7 ماہ
xv	رضا حسین ٹوانہ	ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر 17	ایف اے، 27 سال 9 ماہ
xvi	مشتاق احمد	ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر 17	ایم اے، 30 سال
xvii	عبدالرشید مہر	ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر 17	ایم اے

(د)

نام	عہدہ	گریڈ
i ندیم انجم	اسسٹنٹ ڈائریکٹر	17
ii شیخ ریاض احمد	ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر	16
iii طارق نذیر	ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر	16
iv محمد صدیق	ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر	16
v نور مصطفی	ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر	16
vi شاہ منظر فرید	ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر	16

ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی فیصل آباد کے منصوبوں پر عملدر آمد کی صورتحال

*8514: راجہ ریاض احمد: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی فیصل آباد نے گورنر پنجاب کی ہدایت کی روشنی میں 40 فیصد اڈا فیس کم کرنے کا فیصلہ 14 مزید شرائط کے تابع مورخہ 02-10-24 کو اتھارٹی کی میٹنگ میں کیا تھا اور اس کی باضابطہ کاپی مورخہ 02-11-02 کو سٹی ناظم فیصل آباد کو بھجوائی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فیصلہ کے برعکس سابقہ شرح سے رقم/اڈا فیس وصول کی جارہی ہے جبکہ اس ضمن میں یاد دہانی کی چٹھیاں ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی فیصل آباد متعدد بار لکھ چکی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اڈا فیس کمپیوٹر سلپ کی بجائے عام سلپ / رسید پر وصول کی جارہی ہے جو فیصلہ کی شرط نمبر 10 کی سراسر خلاف ورزی ہے نہ تو ابھی تک بسلسلہ نقشہ و تعمیرات ٹرانسپورٹروں کی 8 رکنی کمیٹی کے ساتھ میٹنگ ہوئی ہے اور موقع پر تعمیرات بند ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ فیصلہ کی شرط نمبر 8 کے تحت آمدن کی ماہانہ رپورٹ نہ تو سیکرٹری D.R.T.A فیصل آباد کو بھجوائی جارہی ہے اور نہ ہی صدر موٹر ٹرانسپورٹ ایسوسی ایشن فیصل آباد کو بھجوائی جارہی ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان غیر قانونی اقدامات اور فیصلہ پر عملدرآمد نہ کرنے کی بناء پر متعلقین کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی فیصل آباد کی میٹنگ مورخہ 24-10-02 کو جنرل بس سٹینڈ فیصل آباد کی تعمیر نو کے سلسلہ میں ہوئی اور گاڑیوں کی اڈا فیس آٹھ شرائط کے ساتھ درج ذیل شرح سے وصول کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

اڈا فیس

I۔ بڑی بسیں (100 کلو میٹر سے زائد فاصلہ) -/75 روپے فی بس فی چکر

II۔ چھوٹی بس (100 کلو میٹر سے زائد فاصلہ) -/60 روپے فی بس فی چکر

III۔ چھوٹی بسیں (100 کلو میٹر سے کم فاصلہ) -/ 40 روپے فی بس فی چکر

IV۔ اے سی بس ہینو ٹائپ -/75 روپے فی بس فی چکر

V۔ اے سی ہائی ایس / نان اے سی ویگن -/20 روپے فی بس فی چکر

VI۔ اے سی کوسٹر -/40 روپے فی کوسٹر فی چکر

شرائط

VII۔ خالی گاڑیوں سے کوئی اڈا فیس نہ لی جائے گی جو گاڑی کے عملے کے ساتھ سٹینڈ چھوڑیں گی۔

VIII۔ ماہانہ آمدنی بشمول سٹینڈ اور دکانوں کا کرایہ اور اخراجات کا حساب سیکرٹری DRTA اور صدر موٹر ٹرانسپورٹ ایسوسی ایشن کو باقاعدہ طور پر بھجوایا جائے گا۔

IX۔ تعمیراتی کام کی تکمیل کے لئے ٹرانسپورٹرز کے آٹھ نمائندے رابطے کے لئے مقرر کئے گئے۔

X۔ 10روز میں اڈا فیس کا سسٹم کمپیوٹرائز کر دیا جائے گا۔

XI۔ اڈا کی تکمیل کے بعد بڑھایا گیا ریٹ ختم کر دیا جائے گا۔

XII۔ کوئی دوسری فیس ٹال ٹیکس وغیرہ وصول نہیں کی جائے گی۔

XIII۔ TMA بقایا جات فوری ادا کرے گی اور لائسنس کی تجدید کرائے گی۔ ان گاڑیوں سے کوئی فیس نہ لی جائے گی جو جنرل بس سٹینڈ استعمال نہ کریں۔

XIV۔ تعمیر کا کام مختصر عرصے میں شروع کروا دیا جائے گا۔

بعد ازاں اتھارٹی کی دوسری میٹنگ مورخہ 03-02-03 میں ٹرانسپورٹروں اور TMA کی مشاورت سے درج ذیل شرح سے نئی اڈا فیس مقرر کی گئی اور اس کارروائی کی کاپی TMA سٹی فیصل آباد کو برائے عملدرآمد بھجوائی گئی۔ چونکہ جنرل بس سٹینڈ کا انتظام وانصرام اس وقت ان کے TMA (سٹی) کے پاس تھا۔

I۔ بڑی بس اے۔ سی یا نان اے۔ سی (100 کلومیٹر سے زائد فاصلہ) -/60 روپے فی بس فی چکر

II۔ تمام دوسری گاڑیاں -/30 روپے فی گاڑی فی چکر

(ب) یہ درست نہ ہے۔ فیس ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی، فیصل آباد کے فیصلے مورخہ 03-02-03 جس کا ذکر جز (الف) کے جواب میں کیا گیا ہے کے مطابق لی جا رہی ہے۔

DRTA فیصل آباد نے تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن فیصل آباد کو دو مرتبہ چٹھیاں جاری کیں پہلی چٹھی نمبری 1758 مورخہ 02-11-18 میں تمام TMO صاحبان کو محکمہ لوکل گورنمنٹ کی جانب سے اوور چارجنگ نہ کرنے بارے ہدایات پہنچائی گئیں جبکہ دوسری چٹھی نمبری 392 مورخہ 03-04-05 میں تحصیل ناظم سٹی فیصل آباد کو لکھا گیا کہ اڈا فیس DRTA کی میٹنگ مورخہ 03-02-03 میں مقرر کی گئی شرح کے مطابق وصول کریں۔

(ج) یہ درست ہے کہ اڈا فیس کمپیوٹر سلپ کی بجائے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت مروجہ رسید فارم 05 جو گورنمنٹ پرنٹنگ پریس لاہور سے موصول شدہ ہیں کے ذریعے وصول کی جا رہی ہے۔

بسلسلہ نقشہ و تعمیرات ٹرانسپورٹرز کی کمیٹی کے ساتھ سابقہ انتظامیہ یعنی TMA سٹی فیصل آباد کی میٹنگز ہوئیں لیکن TMA سٹی فیصل آباد نے قانونی تقاضے پورے کئے بغیر اڈا کی تعمیر شروع کرا دی اور NLC کے ساتھ کنٹریکٹ بھی کر لیا تھا۔ مورخہ 05-10-05 کو جنرل بس سٹینڈ کے انتظام وانصرام کو سٹی ڈسٹرکٹ کو منتقل ہونے کے بعد سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو اس بڑے پراجیکٹ کی Technical Sanction (T.S) اور Administrative approval (A.A) نہ ہونے کی وجہ سے ادائیگیوں میں مشکل پیش آئی جس وجہ سے تعمیر کا کام عارضی طور پر رکا ہوا ہے۔ A A کے لئے کیس پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ میں زیر غور ہے جو نہی منظور ہوئی اڈے کی تعمیر کا کام فوری طور پر دوبارہ شروع ہو جائے گا اور بلڈنگ کی تعمیر کے بعد اڈا فیس کی وصولی Computerized کر دی جائے گی۔

(د) یہ درست ہے ماضی میں ناظم TMA سٹی فیصل آباد کے دفتر سے جنرل بس سٹینڈ کی ماہانہ آمدن رپورٹ نہ بھجوائی گئیں تھیں لیکن مورخہ 05-10-05 سے جنرل بس سٹینڈ فیصل آباد کا انتظام و انصرام تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن فیصل آباد نے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ فیصل آباد کے حوالے ہونے کے بعد اور اس کی آمدن باقاعدگی سے سٹیٹ بنک آف پاکستان فیصل آباد میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ہیڈ آف اکاؤنٹ (other) C01070 میں جمع ہو رہی ہے۔ جس کی تفصیل ہر ماہ ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر فیصل آباد اور E.D.O فنانس فیصل آباد کو مل رہی ہے۔ قبل ازیں یہ آمدن تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن فیصل آباد کے اکاؤنٹ نمبر 700107 میں جمع ہو رہی تھی جس کے اکاؤنٹس جون 2006 میں ضلعی حکومت کو ٹرانسفر کئے گئے۔

(ہ) چونکہ ماسوائے جز (ج) کے تمام فیصلہ جات پر عملدرآمد ہو رہا ہے اور اڈا کی عمارت کی تعمیر کے ساتھ ہی اڈا فیس کی وصولی Computerized کر دی جائے گی اس لئے اس وقت کسی بھی اہلکار کے خلاف قانونی کارروائی مناسب نہ ہے۔

ضلع شیخوپورہ میں محکمہ سیاحت کے منصوبہ جات

*8630: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا محکمہ سیاحت کا ضلع شیخوپورہ میں ایسا کوئی منصوبہ زیر غور ہے جس سے وہاں کی عوام میں ٹورازم کا شعور اور لوگوں کے لئے تفریح کے مواقع پیدا ہوں اور سیاحوں کی آمدورفت کی وجہ سے یہاں کے غریب عوام کو روزگار کے مواقع میسر آئیں؟

وزیر سیاحت:

محکمہ سیاحت نے شیخوپورہ میں ہرن مینار کے تاریخی مقام پر واٹر سپورٹس کی سہولت مہیا کر رکھی ہے، جس سے واٹر سپورٹس کے شوقین لوگوں کے علاوہ عام لوگ بھی مستفید ہو رہے ہیں۔ اس وقت 10 پیڈل بوٹس، ایک روئنگ بوٹ اور ایک انجن بوٹ موجود ہے جس میں ایک نئی موٹر بوٹ 30HP، 10 پیڈل بوٹس اور 2 روئنگ بوٹس کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔ اس سہولت سے اوسطاً 2 ہزار افراد ماہانہ مستفید ہو رہے ہیں۔

ضلع شیخوپورہ میں تعطیلات موسم گرما 2006 کے دوران 500 مفت ٹکٹ برائے پتریاٹہ سکول کے بچوں میں تقسیم کئے گئے، علاوہ ازیں وقتاً فوقتاً مختلف گروپس اور سکول کے بچوں کے ٹورز ہرن مینار لے جائے جاتے ہیں۔

محکمہ نے بروشرز اور ٹیلی ویژن ڈاکومنٹری CDs کے ذریعے تاریخی مقام ہرن مینار کی سیاحتی اہمیت کو اجاگر کیا ہے جس کی مدد سے زیادہ سے زیادہ سیاح راغب ہوں گے۔

ضلع بہاولپور۔ بس سٹینڈز پر صفائی کے لئے حکومتی اقدامات

*8544: محترمہ پروین مسعود بھٹی: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولپور میں بسوں کے کتنے اڈے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بسوں کے اڈوں پر فروخت ہونے والی اشیاء کا معیار بہت بُرا ہوتا ہے، جسے کھا کر مسافر بیمار ہوتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بس اڈوں پر بے حد گندگی ہوتی ہے؟

(د) کیا حکومت نے بس اڈوں کے معیار کو بہتر بنانے کے لئے کوئی اقدامات کئے ہیں، اگر جواب ہاں میں ہے تو کیا اقدامات اب تک کئے ہیں نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) ضلع بہاولپور میں منظور شدہ سی کلاس بس سٹینڈز کی تعداد پانچ ہے جن کو متعلقہ تحصیل

میونسپل ایڈمنسٹریشن یعنی بہاولپور، احمد پور شرقیہ، یزمان، خیر پور ٹامیوالی اور حاصل پور چلا رہی ہیں۔

ضلع بہاولپور میں منظور شدہ ڈی کلاس سٹینڈز کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

1۔	بہاولپور شہر	4
2۔	تحصیل احمد پور شرقیہ	4
3۔	تحصیل خیر پور ٹامیوالی	1
4۔	تحصیل حاصل پور	1
	ٹوٹل	10

مندرجہ بالا ڈی کلاس سٹینڈز کو پرائیویٹ آدمی چلا رہے ہیں۔

(ب) بس سٹینڈ پر فروخت ہونے والی اشیاء کے معیار کی جانچ پڑتال بذمہ عملہ TMA اور محکمہ صحت ہے۔

(ج) بس اڈوں پر صفائی اور دیگر انتظامات میں بہتری لانے کے لئے محکمہ ٹرانسپورٹ نے قاعدہ 253 اور 253-A موٹر وہیکلز رولز 1969 کے تحت سی کلاس اور ڈی کلاس اڈوں کے لئے الگ الگ یکساں معیار (Standardized Design Uniform) مقرر کیا ہے تاکہ مسافروں اور ٹرانسپورٹروں کو اڈوں پر بہتر سہولیات فراہم ہو سکیں۔

سیکرٹری DRTAs کو اس ضمن میں ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ مذکورہ قانون پر سختی سے عملدرآمد کرائیں جس سے صفائی کا معیار اور دیگر امور میں بہتری آئیگی۔ مزید برآں TMO صاحبان کو بھی یہ ہدایات دی گئی ہیں کہ TMA کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے اندر اس بات کو یقینی بنائیں کہ سی کلاس اور ڈی کلاس سٹینڈز پر مسافروں کے لئے مذکورہ قاعدہ کے مطابق بہتر سہولیات بہم پہنچائی جائیں۔

(د) جیسا کہ جز (ج) کے جواب میں بیان کیا گیا ہے۔

بہاولپور میں خواتین کے لئے سپیشل ٹرانسپورٹ کا اجراء

*8548: محترمہ پروین مسعود بھٹی: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور میں خواتین کی سپیشل بسیں نہیں ہیں جس کی وجہ سے پردہ دار خواتین کو بس میں سوار ہونے میں دقت پیش آتی ہے؟

(ب) کیا حکومت شہر کے اندر چھوٹی ویگنیں برائے خواتین چلانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) یہ درست ہے۔ بہاولپور اور اس کے علاوہ دیگر شہروں میں خواتین کے لئے سپیشل بسیں نہ ہیں۔

(ب) خواتین کے لئے مخصوص چھوٹی ویگنیں چلانے کی کوئی پالیسی نہ ہے۔ تاہم ویگن کے اندر فرنٹ سیٹ خواتین کے لئے مختص ہے۔

لاہور و دیگر شہروں میں ٹرانسپورٹ کا کرایہ طے کرنے کا فارمولہ

*8613: محترمہ زیب النساء قریشی: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور شہر اور دیگر شہروں میں سٹی بسوں کا کرایہ کس حساب سے لیا جاتا ہے؟

(ب) کیا کرایہ فاصلے کے حساب سے یا سٹاپ کے حساب سے لیا جاتا ہے؟

(ج) اگر سٹاپ آدھے کلومیٹر یا اس سے کم ہے تو اس کا کتنا کرایہ ہے؟

(د) کیا حکومت کرایوں کی مد میں عوام کی بہتری کے لئے اصلاحات کرنا چاہتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) لاہور اور دیگر شہروں میں سٹی روٹس پر چلنے والی بسوں کا کرایہ محکمہ ٹرانسپورٹ کے جاری کردہ نوٹیفکیشن نمبری SOTR-1/2-6/2000(4) مورخہ 25-03-06 کے مطابق لیا جاتا ہے جس میں فاصلے کے اعتبار سے مندرجہ ذیل پانچ سٹیجز میں کرایہ کی شرح مقرر کی گئی ہے:۔

1۔0تا4 کلومیٹر	-/6روپے
2۔4.1تا8 کلومیٹر	-/8روپے
3۔8.1تا14 کلومیٹر	-/10روپے
4۔14.1تا22 کلومیٹر	-/12روپے
5۔22 کلومیٹر سے زائد	-/14روپے

(روٹ کا زیادہ سے زیادہ فاصلہ 32 کلومیٹر ہے)

مذکورہ بالا نوٹیفکیشن کی روشنی میں ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹیز سٹاپ ٹو سٹاپ

کرایہ نامہ الگ سے جاری کرتی ہیں۔

(ب) کرایہ فاصلے کے اعتبار سے جز(الف) کے جواب میں بیان کی گئی پانچ سٹیجز میں مقررہ شرح سے لیا جاتا ہے۔

(ج) اس ضمن میں جز(الف) کے جواب میں بیان کے جواب میں بیان کی گئی سٹیجز میں سے پہلی سٹیج کا اطلاق ہوگا۔

(د) کرایوں کے اضافہ میں کئی عوامل کارفرما ہوتے ہیں یعنی تیل، سپیئر پارٹس اور دیگر Lubricants کی قیمتوں میں اضافہ، انتظامی اخراجات وغیرہ تیل کی قیمتوں میں بار بار اضافہ کے باوجود محکمہ ٹرانسپورٹ نے عوام کی سہولت کے پیش نظر کرایہ میں اضافے کو روکا ہوا ہے۔ اربن ٹرانسپوٹرز کی جانب سے کرایوں میں اضافے کی درخواست کو محکمہ نے ہمیشہ اس حوالے سے پرکھا کہ نہ تو اس سے عوام پر اضافی بوجھ پڑے بلکہ یہ ٹرانسپورٹرز کے لئے بھی قابل عمل ہو۔

رپورٹیں
(توسیع)

جناب قائم مقام سپیکر: رائے اعجاز احمد پبلک اکاؤنٹس کمیٹی 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ برائے حسابات بابت سال 02-2001 ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

رائے اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 2000-2001 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 12۔جنوری 2007 تا 24۔نومبر 2007 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: کیا توسیع کر دی جائے؟

(تحریک منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اگلی بھی رائے اعجاز احمد صاحب ہیں یہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ برائے حسابات بابت سال 99-1998 ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

رائے اعجاز احمد: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 1999-1998 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں چھ ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا توسیع کر دی جائے؟

(تحریک منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: رائے اعجاز احمد سب کمیٹی فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

فنانس کمیٹی کی تحریک استحقاق نمبر 6 بابت سال 2006 کے بارے میں رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

رائے اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحریک استحقاق نمبر 6 بابت سال 2006 پیش کردہ سید احسان اللہ وقاص ایم پی اے کے بارے میں سب کمیٹی فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-دسمبر 2006 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: کیا توسیع کر دی جائے؟

(تحریک منظور ہوئی)

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، دستی صاحب!

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! میں کل بہت ضروری بات کہنا بھول گیا تھا۔ وہ مبارکباد دینی تھی۔ سب سے tall, graceful, handsome ظل ہما جن کو سیکرٹری قائداعظم مسلم لیگ بنا دیا ہے میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ دوسرا ہم نے اپوزیشن اور ٹریژری بنچز میں کوئی فرق نہیں رکھا۔ میں فرزانہ راجہ کو بھی مبارکباد دیتا ہوں کہ یہ سیکرٹری انفارمیشن بنی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین! رائے اعجاز احمد کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہاں پر دو دن پہلے لوکل باڈیز کا Question Hour تھا اور اس پر پارکنگ سٹینڈ کے کرائے کے حوالے سے بڑی لمبی چوڑی بحث ہوئی تھی اور راجہ صاحب نے یہ کہا تھا کہ کرائے زائد وصول نہیں کئے جاتے اور ہم نے کارروائی بھی کی ہے۔ ایسا ہی ایک مسئلہ شالامار ٹاؤن کا ہے۔ یہاں پر عابد اینڈ کمپنی کے کچھ لوگ ہیں جنہوں نے عابد اینڈ کمپنی کی رسیدیں چھپوائی ہوئی ہیں جو سکولوں اور پرائیویٹ اداروں میں جاتے ہیں اور وہاں سے پانچ پانچ ہزار روپے پروفیشنل فیس وصول کرتے ہیں حالانکہ legally نہ تو انھوں نے آکشن میں شالامار ٹاؤن سے کوئی ٹھیکہ لیا ہے۔ میں راجہ بشارت صاحب سے درخواست کروں گا کہ اس سلسلے میں یہ تھوڑا سا جو ٹاؤن کمیٹیوں کے ناظم ہیں ان کو دیکھیں۔ سمن آباد کے ناظم کے متعلق شاہ صاحب نے کہا تھا کہ اس نے سونو لال جو رقاصہ تھی اس کو دو ہار دیئے تھے۔ آج میں جب آ رہا تھا تو سمن آباد میں باقاعدہ بینر لگے ہوئے تھے جن پر لکھا ہوا تھا کہ "جرات مند قیادت اور مشرف کے سپاہی کو سلام پیش کرتے ہیں۔" یہ سمن آباد ٹاؤن کمیٹی کے ناظم کا تھا۔ راجہ صاحب نے کہا تھا کہ اس کے متعلق ہم انکوائری کروائیں گے اور اگر یہ ثابت ہو گیا تو میں انشاء اللہ ہاؤس کو بھی مطلع کروں گا۔ میں راجہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ دو تین دن کے بعد یہ اسلام آباد کی ہوائیں بھی کھا کر

آئے ہیں اور وہاں سے کچھ خوشخبریاں بھی لے کر آئے ہیں اور پتا نہیں کیا کیا یہ سن کر آئے ہیں؟ میں ان سے درخواست کروں گا کہ سونو لال رقاصہ کو جس نے وہ ہار پہنائے تھے۔ کیا انھوں نے اس سمن آباد کے ناظم کے خلاف کوئی انکوائری hold کی ہے؟

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب! ایک تو راجہ صاحب یہ خوشخبری لائے ہیں کہ جو جماعت اسلامی والے ہیں وہ ہمارے ساتھ ہی اکٹھے رہیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: انشاء اللہ جناب چیئرمین! میں آپ کے ساتھ ہوں۔

جناب چیئرمین: باقی آپ جو کہتے ہیں وہ راجہ صاحب جواب دے دیتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! ہم آپ کے ساتھ ہیں بس۔

جناب چیئرمین: شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس دن یہاں پر دو حوالوں سے بات کی گئی تھی۔ ایک ٹاؤن ناظم کے حوالے سے بات کی گئی تھی تو اس دن اجلاس ختم ہونے کے فوراً بعد میں نے سیکرٹری لوکل گورنمنٹ سے کہا تھا کہ اس سلسلے میں مجھے suggest کریں کہ گورنمنٹ کو کیا کارروائی کرنی چاہئے؟ اس سلسلے میں اس وقت تک جو بھی اقدامات ہوئے ہیں وہ میں چیک کروا کر بتا سکتا ہوں کیونکہ کل صبح میں اسلام آباد گیا تھا۔ صحافی ہاؤسنگ کالونی راولپنڈی اسلام آباد کا فنکشن تھا۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے ان کو پلاٹس کی الاٹمنٹ کے حوالے سے ایک اجلاس رکھا ہوا تھا تو میں اس میں شرکت کے لئے گیا تھا بہر حال اس سلسلے میں، میں چیک کر لوں گا۔ اس کے علاوہ یہاں پر دوسرا پوائنٹ اوور چارجنگ کے متعلق کہا گیا تھا۔ چند دوستوں کی طرف سے یہ کہا گیا تھا کہ بعض جگہوں پر اوور چارجنگ ہو رہی ہے اور بعض جگہوں کا کہا گیا تھا کہ وہاں پر بورڈ آویزاں نہیں ہیں۔ اس سب کچھ کے لئے ہم نے باقاعدہ انکوائری کے آرڈر کر دیئے تھے اور انشاء اللہ تعالیٰ میں اگلے اجلاس میں آپ کو اسی معزز ایوان میں یہ معلومات فراہم کروں گا کہ آج یعنی جس دن آپ نے یہ مسئلہ اٹھایا تھا اس کے بعد کتنے ٹھیکیداروں کے خلاف اوور چارجنگ کے سلسلے میں کارروائی ہوئی اور کتنے لوگوں کے خلاف غیر منظور شدہ پارکنگ سٹینڈز بنانے پر کارروائی ہوئی؟ یہ سب تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ اگلے اجلاس میں، میں اس معزز ایوان میں بتاؤں گا۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، بھٹی صاحب کھڑے ہیں۔ان کو بھی سن لیا جائے کہ وہ کیا کہنا چاہ رہے ہیں؟

جناب عبدالرشید بھٹی: جناب چیئر مین! ایہہ گل کر لین میں فیر کرلاں گا۔

جناب چیئر مین: جی، وقاص صاحب! آپ بات کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئر مین! یہاں پر جناب وزیر کوآپریٹو تشریف رکھتے ہیں۔ پورے صوبہ پنجاب میں ایک کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی "دی پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز ہاؤسنگ سوسائٹی" ہے۔اس کے صدر ایڈیشنل چیف سیکرٹری پنجاب ہیں۔اب اس کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کا حال یہ ہے کہ وہاں کے پندرہ سولہ پلاٹوں پر جو مختلف غریب سرکاری ملازمین کے پلاٹ ہیں ایک مسلم لیگ (ق) ہی کے ایک غنڈہ نما جو یونین کونسل کا ناظم ہے اس نے ان پر قبضہ کر لیا ہوا ہے۔ایک ہفتہ ہو گیا ہے ان پر قبضہ کیا ہوا ہے۔اس پر دیواریں بنا دی گئی ہیں۔ میں خود اس ہاؤسنگ سوسائٹی میں رہتا ہوں۔ وہاں پر ہر وقت پندرہ بیس گن مین بیٹھے ہوتے ہیں۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ ایک ایسی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی جس کا صدر پنجاب کا ایڈیشنل چیف سیکرٹری ہو اس کے under اگر امن و امان کی یہ حالت ہو گی اور وہاں پر اس طرح کا ظلم ہو گا تو باقی اداروں کا کیا بنے گا؟ میں درخواست کرتا ہوں کہ کرنل انور صاحب جو وزیر کوآپریٹو ہیں، بہت اچھے منسٹر ہیں، محنت کرتے ہیں، ان سے درخواست کرتا ہوں کہ اس بارے میں وہاں پر فوری کارروائی کروائیں اور جو سوسائٹی کے غریب سرکاری ملازمین کے پلاٹوں پر قبضہ کیا گیا ہے وہ قبضہ واپس لیں۔ وہاں پر راتوں رات دیواریں بنا دی گئی ہیں اور پندرہ بیس گن مین ان کے اندر بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے والا نہیں ہے۔اس سوسائٹی کے سیکرٹری صاحب نے بتایا ہے کہ میں نے خود اے ایس پی صاحب کو کہا ہے، ساری پولیس کو کہا ہے کوئی ہماری سنتا نہیں ہے۔ ہم کیا کریں؟ میں درخواست کرتا ہوں کہ اس بارے میں کوئی خصوصی کارروائی کی جائے۔اس کا ذرا جواب دیں۔

جناب چیئر مین: وقاص صاحب! کیا آپ اس سے پہلے وزیر صاحب سے ملے ہیں یا بات کی ہے، ان کے علم میں یہ بات ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: میں نے ان سے پہلے بھی درخواست کی ہے۔

جناب چیئر مین: جی، وزیر کوآپریٹو!

وزیر امداد باہمی: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ شاہ صاحب نے اس سلسلے میں میری توجہ دلائی ہے۔ چونکہ ابھی on the floor of the House پر بھی یہ point out کر دیا گیا ہے تو ہم انشاء اللہ اس کے متعلق انکوائری کروالیں گے کہ کون آدمی ہیں جو illegal occupant کر رہے ہیں کیونکہ سوسائٹی کی طرف سے شکایت موصول نہیں ہوئی، شاہ صاحب نے یہ کی ہے۔ ہم اس کی انکوائری کروا لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ جمعہ تک اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دیں تاکہ پتا چلے اور ایڈیشنل چیف سیکرٹری کی سربراہی میں جو ایک ہاؤسنگ سوسائٹی ہے اس میں یہ law less ness نہیں ہونی چاہئے۔ جی، وزیر خوراک صاحب! آپ نے کوئی ملوں کا وعدہ کیا تھا اس میں آپ کے پاس کوئی پیشرفت ہے؟

وزیر خوراک: جناب چیئرمین! آپ بطور چیئرمین کوئی حکم کریں تو کسی کی جسارت ہے کہ وہ کام نہ کرے۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں۔ شوگر کین کے متعلق وہ کمیٹی تھی اس کے متعلق آپ فرمائیں۔

وزیر خوراک: آپ ماشاء اللہ بڑے dioramic قسم کے چیئرمین ہیں۔ میں نے آپ کے حکم کی تعمیل میں ساری تفصیل لی ہے۔ اس وقت 40 میں سے 39 شوگر ملیں پورے صوبہ پنجاب میں کام کر رہی ہیں اور ایک بند ہے۔ ان میں سے نو شوگر ملیں چل پڑی ہیں اور ان پر کرشنگ شروع ہو گئی ہے، کماد آ رہا ہے اور شوگر بن رہی ہے۔ 30 ملوں کے بوائلر on کر دیئے گئے ہیں۔ انشاء اللہ ایک ہفتے کے اندر اندر ساری کام کرنا شروع کر دیں گی اور کسی قسم کی شکایت زمینداروں کی طرف سے آپ کو انشاء اللہ موصول نہیں ہوگی۔ میں آپ کو on the floor of the House یقین دہانی کراتا ہوں۔

جناب چیئرمین! میں آپ کو شوگر ایکٹ تھوڑا سا پیش کرنا چاہوں گا تاکہ یہ روز روز کی confusion دور ہو جانی چاہئے۔ یہ 07-2006 کے بارے میں start of crushing season شوگر ایکٹ کیا کہتا ہے:

> According to the provision of the Punjab Sugar Factories Control Act 1950. Crushing season of the Sugar cane commences from on the 1st

October any year and the occupier of the factory shall start crushing of sugar cane by a day not later than 30th November each year. The provisions of the relevant sections are reproduced below...

نیچے وہ ساری دی گئی ہیں۔ یہ 30۔نومبر تک ان کا آخری دن ہوتا ہے۔اس سے پہلے ان کے خلاف legal action نہیں لیا جا سکتا۔30۔نومبر کے بعد ہم ان کے خلاف legal action بھی لے سکتے ہیں۔ میرا مقصد تھا کہ آپ کو ساری پوزیشن ذرا واضح کر دوں۔ شکریہ

جناب چیئر مین: بہت شکریہ

جناب عبدالرشید بھٹی: جناب چیئر مین!۔۔۔

جناب چیئر مین: جی، بھٹی صاحب!

جناب عبدالرشید بھٹی: جناب چیئر مین!میں جناب دے،ایس سارے معزز ہاؤس دے، پنجاب دے پریس دے سامنے اک بڑا ای گھناؤنا اور خوفناک منصوبہ گزشتہ تناں چوں مہینیاں توں میرے نال کجھ سرکاری بندے کھیل رہے نیں۔ سرکاری بندے او نیں جیہڑے ضلع لاہور دے مسلط کیتے ہوئے ناظم نیں جنہاں نے ڈیڑھ سو سیٹاں وچوں پوری حکومتی مشینری استعمال کر کے صرف 40 سیٹاں جیتیاں تے 80 سیٹاں دے رزلٹ تبدیل کیتے فیر او ضلع ناظم لاہور بنے۔ایہہ جدوں دے ضلع ناظم لاہور بنے نیں اینہاں دا پتا نہیں میں کیہ نقصان کیتا۔ایسے خوفناک طریقے نال میرے گرد ایہہ گھیرا تنگ کر رہے نیں۔اج توں تن چار مہینے پہلے میرے حلقہ رائے ونڈ وچ اک میری ای برادری دا ناظم سیاسی طور تے میرا مخالف سی،او میرے بچیاں طرح سی، میرا پہلے ووٹر سپورٹر وی رہیا، میری تھاں تے نعرے وی لگاندا رہیا، ایسے میاں عامر نے اوہنوں انگلاں شنگلاں دے کے میرے سامنے کھڑا کیتا ہویا سی، تن چار مہینے پہلے اوہنوں اپنے بڑی اک گہری سازش دے ذریعے قتل کروایا،اوہدی بیوی دے ذریعے جیہڑی کہ پرانی اوہدی کئی سالاں توں واقف سی،اوہدے باپ دے ذریعے اک سازش دے ذریعے قتل کروا کے اپنے ہی گھر دے وچ بہہ کے اومدعی بنے نیں وی وی، بائی بائی سالاں دے،اوہناں نوں اپنے ورغلاں کے، حکومتی رعب دے کے میرے اور میرے تے بھراواں تے پرچہ کرا دتا۔ میں پورا علاقہ مدعیاں دے گھر بھیجیا کہ میرا کوئی گناہ نہیں، میرا کوئی

تعلق نہیں، میرا ایہہ پیٹیاں طرح سی، سیاست اک خدمت اور عبادت داناں اے۔ میں سیاست نوں نہیں سمجھدا کہ ایہدے وچ قتل و غارت یا خون دا کوئی تعلق اے۔ جیہڑے لوک قتل کر دے نیں اوہ سیاستدان نہیں رہندے اور نہ اوہناں نوں لوک ووٹ دیندے نیں۔

جناب چیئر مین: بھٹی صاحب! یہ آپ کا کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟ راجہ صاحب! کیا آپ کے علم میں یہ بات ہے؟

جناب عبدالرشید بھٹی: چیئر مین صاحب! میں دسناں آں۔ میں اگر اج بولن لگاں تے میں ساریاں دے علم وچ لیا کے بولن لگاں واں۔

جناب چیئر مین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین! رشید بھٹی صاحب میرے بھائی ہیں۔ یہ معاملہ پہلے سے ہمارے نوٹس میں ہے، اس سلسلے میں ہم پہلے بھی کوشش کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ مزید کوشش کریں گے کہ اس میں مزید کوئی غلط فہمی پیدا نہ ہو یا کسی لحاظ سے بھی محترم رشید بھٹی صاحب کے ساتھ کوئی کسی قسم کی زیادتی نہ ہو سکے۔ میرے لئے یہ انتہائی قابل احترام ہیں، میرے بھائی ہیں میں اب بھی ان کو آپ کی وساطت سے یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ کسی قسم کی کوئی زیادتی نہیں ہو گی۔ رہی بات یہ کہ جس واقعے کی یہ مزید تفصیل بتانا چاہتے ہیں میں خود ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا وہ مجھے بتائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگر کوئی اور بات بھی ہو گی تو اسے بھی ہم طے کر لیں گے لیکن میری استدعا ہو گی کہ پہلے ذرا ہم آپس میں بیٹھ کر بات کر لیں۔

جناب چیئر مین: بھٹی صاحب! یہ مناسب تجویز ہے۔ اگر آپ کی بات راجہ صاحب کے ساتھ طے نہ ہو سکی تو کل ہم آپ کو دوبارہ time دے دیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! رشید بھٹی صاحب کو بات کرنے دیں۔ راجہ بشارت صاحب ان کی بات یہاں سن لیں۔ اب یہ معاملہ ہاؤس میں آ گیا ہے۔ بھٹی صاحب نے اس معاملے کو ہاؤس میں رکھ دیا، اب یہ ہاؤس کا حق ہے لہذا بھٹی صاحب کو بات کرنے دیں۔

جناب چیئر مین: اس پر فیصلہ تو حکومت نے ہی کرنا ہے۔ اگر راجہ صاحب بھٹی صاحب کو مطمئن نہ کر سکے تو پھر وہ آگے اس کا کوئی لائحہ عمل طے کر لیں گے کہ مزید کیا کرنا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! ہر فاضل ممبر کا یہ right ہے کہ وہ point of order پر بات کرے۔ آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر انھیں بات کرنے کی اجازت دی ہے۔ انھوں نے اپنی بات شروع بھی کر لی ہے لہذا اب انھیں اپنی بات کو مکمل کرنے دیں۔ بھٹی صاحب! آپ ذرا اپنی بات کو مختصر کریں۔

جناب عبدالرشید بھٹی: جناب چیئرمین! میں مختصراً بات کرتا ہوں۔ راجہ صاحب وی میرے بھائی نیں، بہت اچھے آدمی نیں، میری ہمیشہ سندے نیں تے ایہناں میری ہمیشہ عزت کیتی اے، احترام کیتا اے۔ ایس کم دے وچ وی ایہہ involved ہوئے نیں۔ ایہناں پچھلے اجلاس دے وچ DIG Investigation لاہور نوں ایتھے بلوایا۔ جہڑا متعلقہ SP تفتیش کر رہیا اے اوہنوں بلوایا۔ ایہناں ساڈے چند ایم پی ایز دے سامنے اوہناں نوں پچھیا کہ بھئی ایمانی قرآنی دسو کہ اس کیس دے نال ایہناں دا کوئی تعلق ہے؟ اوہناں نیں آکھیا کہ ایمانی قرآنی تے کوئی تعلق نہیں اے۔ ساری تفتیش وچوں ایہہ بے گناہ پائے گئے نیں۔ راجہ صاحب نے اوہناں نوں آکھیا کہ فیر ایہناں نوں بے گناہ لکھ لیاؤ۔ ایہہ گل وکھری اے، مینوں بے گناہ نہ لکھن، بے شک پھاہے لا دین۔ جناب میں جہڑی گل کرناں چاہناں اوہ ہور اے۔ گل بہت serious اے، گل ایہہ آ، مینوں لاہور پولیس دے اعلیٰ افسران نے دسیا اے کہ میاں عامر تے سردار کامل عمر نیں تیرے قتل دے واسطے 50 لکھ روپیہ دے دتا اے۔ مینوں پولیس نیں چھ اشتہاری بندیاں دے ناں وی دسے نیں۔ میں ایہہ گل جناب دے نوٹس وچ لیانا چاہناں واں۔ میرے پچھے ایہناں نے اشتہاری چڑھائے ہوئے نیں تے میں کسے ویلے وی قتل ہو سکناں واں، میرا کوئی بھرا قتل ہو سکدا اے۔ میں ایس گلوں تہاڈے نوٹس وچ لیانا چاہناں کہ ریکارڈ وچ رہوے کہ میرا یا میرے بھراواں وچوں کسے دا وی نقصان ہویا تے اس دے ذمہ دار ایہہ ہون گے۔ اگر راجہ صاحب آکھن گے، اسمبلی آکھے گی تے میں لاہور پولیس دے اوہناں ذمہ دار افسراں دے ناں وی دس دیاں گا کہ فلاں فلاں بندے نے 50 لکھ روپیہ بھر دتا اے ایس واسطے توں اپنا اپاہ کر لے۔ میں آکھیا کہ تسیں اپاہ کرو۔ اوہناں آکھیا کہ نئیں توں اپنی security دا بندوبست خود کر۔ میں ایس گلوں جناب نوں دس رہیا آں۔ راجہ صاحب یا وزیراعلیٰ پنجاب سب میری گل سنن گے لیکن جناب کم اس توں اگے ٹر گیا اے۔ کجھ لوگ ریاستاں دے اندر اپنیاں ریاستاں بنائی بیٹھے نیں۔ جنہاں دی اوقات خود بی ڈی ممبر منتخب ہون دی نئیں اے لیکن لاہور دے عوام دی ایہہ بد قسمتی اے کہ ایہو جئے جاہل، ان پڑھ تے کرپٹ آدمی ضلع ناظم بن کے بیٹھے ہوئے نیں تے لوکاں

کولوں قتل وغارت گری کروا ندے پئے نیں۔ مینوں کس گل دی سزا دتی گئی اے۔ میرے خلاف پرچہ کیوں کرایا گیا، میری اک دشمنی کیوں پوائی گئی اے؟ صرف ایس بندے دی ذاتی انا دی خاطر ایہہ سب کجھ ہوندا پیا اے۔ پورے لاہور دی پولیس گواہ اے، پورے لاہور دی پولیس کہندی اے، ہر فورم تے کہندی اے کہ میں بے گناہ واں لیکن مینوں بے گناہ لکھدے نئیں۔ چیئر مین صاحب! میں صرف اس سنگین situation نوں تہاڈے نوٹس وچ لیاناں چاہندا ساں۔ ایہناں دا حل راجہ صاحب کول نئیں۔ پیسے تے اوہ چکائی پھردے نیں۔ لاہور پولیس وچ اینی جان نئیں ہیگی کہ اوہ میاں عامر نوں پھڑ سکے کیونکہ اوہ اپنے آپ نوں پتا نئیں کتھے کتھے منسوب سمجھدا اے۔ میں تہاڈے ساریاں دی وساطت نال عرض کرناں آں کہ میں بہت شریف آدمی آں، بہت لسا آدمی آں، بہت ماڑا آدمی آں لیکن کوئی وی بندہ اگر طاقت دے نال مینوں جھکانا چاہے تے میں کدی وی نئیں جھکاں گا، میں مر جاواں گا، جھکاں گا نئیں۔ میں راجہ صاحب تے حکومت پنجاب نوں واضح طور تے کہناں چاہناں آں کہ میں چار سال تک بڑے بڑے ظلم سہے نیں، میں بہت دکھ سہہ لے نیں۔ ہن میں مزید اک لمحہ وی کجھ سہن نوں تیار نئیں۔ جعلی ضلع ناظم اٹھ کے میرے خلاف جعلی پرچے کراوے میں ہن ایہہ برداشت نئیں کر سکدا۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن بنچز کی طرف سے آوازیں آئیں کہ ادھر آ جائیں)

میں ایتھے ای آں، تسیں وی ایتھے ای او، میں وی ایتھے ای آں۔ آپاں سارے اکو کجھ آں۔ نہ تہاڈے وچ کوئی گل اے تے نہ ساڈے وچ کوئی گل اے۔ گل کتھے ہو رہی اے۔

جناب چیئر مین! ایہہ جہڑی situation ایہناں بنا دتی اے ایہہ صحیح نئیں اے۔ جہڑے اس بچے دے قاتل نے اوہ دندناتے پھردے نیں، اوہ میاں عامر دے گھر پھردے پئے نیں، اوہناں نوں کوئی پچھدا نئیں اے۔ اوناں نوں کیوں نئیں پچھیا جاندا؟ کجھ دن پہلے اک پریس کانفرنس ہوئی۔ اس مقتول گوگے دے گھر جہڑی اک سال ملازم رہی، اوہدیاں دو بچیاں ملازم رہیاں۔ اوہناں نے تن چار دن پہلے اک پریس کانفرنس کیتی اے۔ سارے قومی اخباراں وچ آیا اے کہ ایہناں نیں اوہدیاں دو بچیاں اغواء کیتیاں ہویاں نیں۔ اوہنے کہیا اے کہ ایس عورت نے ایہہ قتل کروایا اے تے اوہ اس دی چشم دید گواہ اے۔ اوہدی بیٹیاں گواہ نیں لیکن لاہور پولیس چپ کر کے، ٹھنڈی نیندراں ستی ہوئی اے کیونکہ ایہدے وچ ضلع ناظم involved ایہہ۔ جدوں انصاف دی ایہہ حالت ہووے کہ ضلع ناظم قاتل بن جائے تے فیر کی آکھیے۔ میں اک حکومتی ایم پی اے آں تے میرے نال لاہور

پولیس غنڈہ گردی دی آخیر کر رہی اے۔ اصل قاتلاں نوں چھڈیا ہویا اے، موجاں لین دے رہی اے تے میرے پچھے چڑھے ہوئے نیں۔ رب راکھا۔

چوہدری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، گجر صاحب!

چوہدری اصغر علی گجر: جناب چیئر مین! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ بھٹی صاحب نے جو معاملہ پیش کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ایوان کے اندر اس سے زیادہ serious معاملہ کسی نے ذاتی طور پر اس سے پہلے کبھی پیش نہیں کیا۔ آپ نے بھی ایک دفعہ ایسی ہی بات اپنے متعلق کہی تھی۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ ہم اپوزیشن والے اس لئے خوش ہوں گے کہ حزب اقتدار کے بنچز کی طرف سے مخالف کی بات آئی ہے۔ بالکل ایسی بات نہیں ہے۔ یہ ان کی ذات کا معاملہ ہے خدانخواستہ، خدانخواستہ اگر کوئی نقصان ہو جائے تو اس کے بعد پھر کچھ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ بھلا پھر بھٹی کے سب قاتلوں کو پھانسی لگا دیا جائے اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ فائدہ اس میں ہے کہ ابھی سے ہی اس کا کوئی ایسا بندوبست کیا جائے کہ یہ جو حالات ہیں انھیں کسی نہ کسی طریقے سے درست کیا جائے۔ یہ بات بھی اپنی جگہ مسلمہ ہے کہ لاہور کا ناظم واقعی powerful ہے اور میرا خیال ہے کہ راجہ بشارت اور وزیر اعلیٰ کی طاقت سے وہ بالا تر ہے۔ اس کی پشت پر صدر پاکستان کا ہاتھ ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو انتہائی سنجیدگی سے لیا جائے۔ اگر اس معاملے کو صدر پاکستان تک بھی لے جانا پڑے تو ضرور لے جایا جائے تاکہ اس کا تدارک ہو سکے۔ ایک ایم پی اے نے ایوان کے اندر اپنے متعلق یہ بات کہی ہے کہ میری جان کے پچاس لاکھ روپے دیئے جا چکے ہیں تو اس کا ازالہ ہونا چاہئے، ان کا تحفظ ہونا چاہئے۔ اس معاملے کو نکھارا جانا چاہئے۔ اگر ان کو آپس میں بٹھا کر کوئی معاملہ طے ہو سکتا ہے تو یہ زیادہ بہتر طریقہ ہو گا تو میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اب چونکہ یہ معاملہ اس ایوان کے اندر اٹھایا گیا ہے اب پورا ایوان اس بات کا ذمہ دار ہے کہ رشید بھٹی صاحب کو تحفظ فراہم کیا جائے۔ آج کے بعد اگر رشید بھٹی یا اس کے بھائیوں کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آئے گا تو ہم سب اس کے مجرم قرار دیئے جائیں گے بصورت دیگر ہمیں اس کی اصلاح کی کوئی صورت آج ہی نکالنی چاہئے۔ شکریہ

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئر مین! میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ ویسے تو آج تقریباً چار سال مکمل ہو گئے ہیں اور چار سال کے بعد بھٹی صاحب کی گزارشات سے جس قسم کی

صورتحال سامنے آتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت پنجاب اور وزیر قانون صاحب کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔وہ چار سال تک جس قسم کے لاء اینڈ آرڈر ، جس قسم کی transparency، اچھی حکومت، good governance کا پورے صوبے اور ایوان کو یقین دلاتے رہے ہیں حقائق اس کے بالکل برعکس ہیں۔آج جو صورتحال ان کے اپنے ایک ممبر نے یہاں بیان کی ہے وہ بالکل اس کے برعکس ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر اور امن و امان کی صورتحال کی خرابی کیا ہو سکتی ہے؟ جناب! یا تو آپ انھیں وقت نہ دیتے۔جب آپ نے ان کو پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کا وقت دے دیا اور انھوں نے جو باتیں کی ہیں وہ اب اس ہاؤس کی کارروائی کا حصہ بن چکی ہیں۔اب یہ بالکل unnoticed نہیں جانی چاہئیں ورنہ اس سے یہ تاثر جائے گا کہ یہ ایوان صرف ایک discussion house ہے، یہاں پر صرف بحث و مباحثہ ہوتا ہے اس کی اور کوئی وقت نہیں ہے۔ میں آپ کی توجہ Rule (74) کی طرف دلانی چاہوں گا۔آپ اس وقت چونکہ preside کر رہے ہیں لہذا آپ کو وہ تمام powers حاصل ہیں جو کہ سپیکر کو ہوتی ہیں تو رولز آف بزنس کے رول۔74 میں درج ہے کہ:

> **74. Reference by the Speaker:** Notwithstanding anything contained in these rules, the Speaker may refer any question of privilege to the Committee on Privileges for examination, investigation and report.

میری گزارش ہے کہ ایک ممبر کی جان کی حفاظت سے زیادہ یا کم اور اس کی کیا privilege ہو سکتی ہے؟ جب انھوں نے specifically اور categorically یہ کہا ہے کہ میرے پاس ان پولیس افسران کے نام موجود ہیں اگر وہ ان کے نام ہاؤس میں نہیں بتانا چاہتے تو وہ کمیٹی کے سامنے بتا دیں کہ جنھوں نے کہا ہے کہ آپ کو مارنے کی فلاں فلاں اشتہاریوں کی ذمہ داری ہے اور ضلع ناظم نے ان اشتہاریوں کو 50 لاکھ روپیہ ادا کیا ہوا ہے۔یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ یہ وہی ڈسٹرکٹ ناظم ہے جس کے گھر آکر صدر تین تین گھنٹے بیٹھے رہتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک معزز ممبر کی جان کی حفاظت سے بڑھ کر اور اس سے کم اور کوئی question of privilege نہیں ہو سکتا۔آپ کو یہ power حاصل ہے۔اس پر investigation ہونی چاہئے اور اسے examine کرنے کے بعد اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، بہتر ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایگریکلچر مارکیٹنگ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! رشید بھٹی ہمارے بھائی ہیں اور ہم ان کا احترام کرتے ہیں اور میں اس ایوان میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ اکیلے نہیں ہیں بلکہ ان کے ساتھیوں کے خیالات بھی ان کے ساتھ ہیں۔ ہم رشید بھٹی صاحب کو یقین دلاتے ہیں کہ اگر ان کے ساتھ کسی بھی قسم کی کوئی زیادتی ہوئی تو یہ ایوان اور ان کے ساتھی ان کے ساتھ رہیں گے اور ان کے ہر دکھ درد میں شریک رہیں گے۔ جہاں تک رانا ثناء اللہ یا اپوزیشن کے دوسرے ممبران نے یہ معاملہ اٹھایا ہے تو میں کہنا چاہتا ہوں کہ یہ صدر یا کسی اور کا معاملہ نہیں ہے بلکہ مقامی سطح پر سیاست ہوتی ہے اور مقامی سطح پر ہی باتیں ہوتی ہیں۔ ہم بالکل رشید بھٹی کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔ میں اس ایوان کو اور بھٹی صاحب کو بتانا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ ہم ہر مسئلے اور ہر جگہ پر ان کا ساتھ دیں گے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جی، مخدوم اشفاق صاحب!

وزیر برائے تحفظ ماحولیات: جناب چیئرمین! رانا صاحب نے ابھی جو بات کی ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں۔ چونکہ یہ معاملہ ایوان میں اٹھایا گیا ہے تو ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ اگر کسی اپوزیشن کے رکن سے بھی اس طرح کوئی زیادتی کرتا ہے یا ان کی جان کو خطرہ ہے تو ہم سب مل کر اس کا ساتھ دیں گے۔ یہ معاملہ بہت serious ہے اور میں ان کی تائید کرتا ہوں۔

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سرخرو اعوان: جناب چیئرمین! جس طرح بھٹی صاحب نے بتایا ہے میں بھی اس ہاؤس میں ایک مسئلہ بتانا چاہتا ہوں۔ میں آزاد الیکشن لڑ کر اس پارٹی میں شامل ہوا تھا بعد میں مجھے کہا گیا کہ اس ڈسٹرکٹ ناظم کو support کرو لیکن میں نے کہا کہ یہ جمہوری طریقہ نہیں ہے اور ہمارا امیدوار فلاں ہے اور دونوں ایک ہی پارٹی کے ہیں اس لئے انھیں open چھوڑ دیا جائے let people decide لیکن مجھے کہا گیا کہ اسی کو کرو تو میں نے بات ماننے سے انکار کر دیا۔ تو مجھے پارلیمانی سیکرٹری سے demote کیا گیا اور میرے گھر پولیس بھیج کر اسی دن گاڑی اٹھوائی گئی۔

(اپوزیشن کی طرف سے شیم شیم کے نعرے)

جبکہ قانون یہ کہتا ہے کہ ہمیں خود پندرہ دن کے اندر گاڑی واپس کرنی چاہئے تھی لیکن جو کچھ میرے ساتھ کیا گیا میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری insult ہے بلکہ تمام ممبران کی insult ہے۔ ہم عوامی نمائندے ہیں ہم یہاں اس لئے نہیں آئے کہ حکم مانیں۔ جمہوری طریقہ لوگوں کی رائے ہے لیکن ایک آدمی کو جتوانے کے لئے جنرل کے کاغذات کو reject کروایا گیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میرے گھر پولیس بھیجی گئی اور مجھے demote کیا گیا۔ میں اسے resent کرتا ہوں and I take it as personal insult میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کرنے کے یہ طریقے نہیں ہیں۔اس لئے میں یہ وارننگ دیتا ہوں کہ جو پارٹی بھی حکومت میں ہو جب وہ کسی پر personal attack کر رہی ہو یا غیر جمہوری طریقے اختیار کر رہی ہو تو اسے خیال کرنا چاہئے۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جناب!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔جناب چیئر مین! جس طرح رشید بھٹی صاحب نے تفصیلاً بات کی ہے اور آپ نے ایوان میں ممبران کا concern بھی دیکھ لیا ہے۔انھوں نے اپنی گفتگو کے دوران یہ بھی کہا کہ موجودہ حکومت نے پورے لاہور کے اندر دھاندلی کی اور ناظمین کی 40 سیٹوں پر پوری مشینری کا استعمال کیا گیا اور 80 سیٹوں کے رزلٹ تبدیل کروائے گئے۔میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ یہاں پر بھٹی صاحب نے categorically کہا کہ ڈسٹرکٹ ناظم کے الیکشن کے 80 سیٹوں کے رزلٹ تبدیل کروائے گئے اور وہاں پر اپنے من پسند افراد کو جتوایا گیا۔حکومتی بنچز سے ہی ہمارے دوسرے ساتھی نے بھی کھڑے ہو کر بات کی کہ ان کے ضلع میں ڈسٹرکٹ ناظم کو جتوانے کے لئے ان پر زور دیا گیا اور جب انھوں نے جمہوریت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ کہا کہ میں ضلع ناظم کی support نہیں کرتا تو پھر پارلیمانی سیکرٹری شپ سے ان کی چھٹی کروادی گئی اور ان کے گھر پولیس بھیج کر زبردستی ان کی گاڑی چھینی گئی۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ تو پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ہم شروع دن سے لے کر آج تک یہ بات کرتے آرہے ہیں کہ ڈکٹیٹر شپ کسی طرح بھی ملک کے مسائل کا حل نہیں ہو سکتی۔جس طرح یہاں پر ممبران کے ساتھ زیادتیاں کی گئیں۔اب ممبران کو یقین ہو چکا ہے کہ اب اس حکومت کی بساط لپیٹی جارہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ جمہوریت کا دور دورہ ہوگا اس لئے ان میں یہ بات کہنے کی ہمت پیدا ہوئی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ آج جو دو ممبران نے بات کی ہے یہ موجودہ حکومت اور موجودہ سسٹم کے خلاف بہت بڑی چارج شیٹ ہے۔میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور باقی ممبران سے بھی کہتا ہوں کہ اگر ان کے ضمیر زندہ ہیں اور ان کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہے تو وہ بھی میدان میں آئیں اور یہاں پر یہ بات سامنے رکھیں۔رشید بھٹی صاحب ہمارے بڑے بھائی اور قابل احترام ہیں۔ہم اپوزیشن اور حکومتی چکروں میں نہیں پڑتے بلکہ ہم تو ایک دوسرے کی عزت اور احترام کی بات کرتے ہیں۔جیسا کہ رانا ثناء اللہ خان

صاحب نے آپ کو رولزآف بزنس کا حوالہ دیا ہے اگر آج آپ نے ہمارے معزز ممبران کے ساتھ ہونے والی زیادتی کو ignore کر دیا اور ایوان نے اس پر کوئی action نہ لیا تو پھر یہ روایت بن جائے گی کہ پولیس جس ممبر کو چاہے ہراساں کرے۔ چاہے اشتہاری اس کے سر کی قیمت لے لے لیکن ان کے خلاف کوئی ایکشن نہیں ہوگا۔ بھٹی صاحب نے فرمایا ہے کہ قاتل دندناتے پھر رہے ہیں اور ضلع ناظم کی گود میں بیٹھے ہیں۔ لہذا میری گزارش ہے کہ چونکہ اب آپ نے ہاؤس کا concerned دیکھ لیا ہے اس لئے آپ اس معاملے پر ہاؤس کی ایک سپیشل انوسٹی گیشن کمیٹی بنائیں اور اسے ایک specific period دیا جائے جس میں وہ اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرے تاکہ دونوں ممبران کے ساتھ جو پولیس گردی ہو رہی ہے اس کا ازالہ کیا جاسکے۔ بہت شکریہ

چودھری تسنیم ناصر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: پلیز! تشریف رکھیں۔ اب اس کو wind up کریں۔ پارٹی ہیڈ وزیراعلیٰ ہیں وہ کسی کو پارلیمانی سیکرٹری / وزیر بنائیں یا نکالیں وہ ان کی صوابدید ہے۔ اگر ان سے زیادتی ہوئی تھی تو انھوں نے point out کیوں نہیں کیا تھا۔ جہاں تک رشید بھٹی صاحب کی بات کا تعلق ہے اس کا جواب راجہ بشارت صاحب دیں گے۔

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سرخرو اعوان: جناب چیئرمین! پولیس گھر پر بھیجنا کہاں کا انصاف ہے؟

جناب چیئرمین: اگر پولیس نے زیادتی کی تھی تو آپ تحریک استحقاق لاتے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: بگو صاحب! تشریف رکھیں اور میری بات سنیں۔ پلیز! بگو صاحب بات سنیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں۔ آپ اپنے فیصلے سے پہلے حکومت کا جواب آنے دیں۔ لاء منسٹر صاحب کی بات سن لیں۔

جناب چیئرمین: بگو صاحب! پہلے میری بات سنیں۔ میں ہاؤس کا کسٹوڈین ہوں۔ جب سے یہ مجھے پینل آف چیئرمین بناتے ہیں تو میں کبھی پارلیمانی میٹنگ میں بھی نہیں گیا۔ میں اپنا توازن قائم رکھتا ہوں اور الحمدللہ میں نے کبھی بھی تجاوز نہیں کیا۔ جب کسی کی تحریک استحقاق آتی ہے تو میں بغیر کسی کی بات سنے اسے منظور کرتا ہوں۔ اگر ان کی تحریک استحقاق آئی ہے اور اس Chair

نے منظور نہیں کی تو پھر آپ یہ کہہ سکتے ہیں۔ جہاں تک بھٹی صاحب کے معاملات کا تعلق ہے میری بھی دشمنی چلتی تھی۔ میں نے شروع میں راجہ صاحب سے کہا تھا کہ اب راجہ صاحب اس معاملے کا حل نکالیں گے کیونکہ ہم نے تو وزیر قانون کو کہنا ہے اور راجہ صاحب ہی وزیر قانون اور پارلیمانی امور ہیں۔ میں نے شروع میں ان کوdirectionدی تھی۔ راجہ صاحب!آپ اس کا جواب ابھی دیں گے یا کل؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین!میں ابھی اس کا جواب دوں گا۔

جناب چیئرمین: جی، جواب دیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین!آپ تو ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں۔ایک فاضل رکن نے،ایک گھر کے بھیدی نے بات کی ہے تو میری درخواست ہے کہ اگر لاء منسٹر صاحب اس کا جواب دینا چاہتے ہیں تو ان کو دینے دیں اور اس کے بعد کوئی فیصلہ کریں۔

جناب چیئرمین: انھوں نے پارلیمانی سیکرٹری بدلنے کی بات کی ہے اور یہ وزیر اعلیٰ کا اختیار ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جی، ان کو اختیار ہے لیکن جو بات معزز رکن کر رہے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: پلیز!تشریف رکھیں۔ جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ جناب چیئرمین!میں سب سے پہلے تو یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ رشید بھٹی صاحب نے جو کچھ فرمایا سارا معاملہ وہاں سے شروع ہوا تھا اس وقت میں نے ان کی بات کو کاٹتے ہوئے مداخلت بھی کی اور جناب کی خدمت میں بھی استدعا کی یہ ہمارے نوٹس میں ہے اور ہم اس پر پہلے سے کارروائی کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اپنے محترم بھائی کے ساتھ کسی قسم کی کوئی زیادتی نہیں ہونے دیں گے۔آپ نے بڑاrightly observeکیا کہ ہمارے ایک اور محترم ممبر نے ایک سال پرانی بات کو آج یہاں ایوان میں کہہ دیا تو اس ایک سال کے دوران بے شمار ایسیdevelopmentsہوئی ہیں۔پارلیمانی پارٹی اور اس معزز ایوان کے اجلاس بھی ہوتے رہے ہیں لیکن انہوں نے بات نہیں کی میں سمجھتا ہوں کہ ان کی بات کا جواب دینے سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ میں جناب اور اس معزز ایوان کو رشید بھٹی صاحب کے مسئلے پر مطمئن کروں۔

جناب چیئرمین! جیسا کہ میں نے ابتداء میں کہا تھا کہ یہ مسئلہ پہلے دن سے ہمارے نوٹس میں ہے اور ہم اس پر کارروائی کر رہے ہیں۔یہاں میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج آپ دیکھیں کہ اب تین ساڑھے تین مہینے ہو گئے ہیں۔ ہمارے محترم بھائی کو اس مقدمے میں غلط طور پر ملوث کرنے کی کوشش کی گئی۔ان کے حکم پر جیسا کہ انہوں نے خود بھی فرمایا ہے۔یہاں پر میں نے ایڈیشنل آئی جی انوسٹی گیشن کو بھی بلوایا اور دیگر متعلقہ جو تفتیشی آفیسر تھے ان کو بھی بلوایا۔انہوں نے ہمارے محترم بھائی کے سامنے اس بات کو بھی تسلیم کیا کہ ان کو اس مقدمے میں غلط طور پر ملوث کیا جا رہا ہے۔اسی کی بنیاد پر آج تک ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی اور یہ بات ریکارڈ پر ہے۔دوسری بات جس کا انہوں نے یہاں پر ذکر کیا ہے کہ اگر وہ اس مقدمے میں ملوث نہیں ہیں، پولیس کو اس بات کا علم ہے کہ وہ بے گناہ ہیں تو پولیس ان کی بے گناہی سے متعلق final ضمنی کیوں نہیں لکھ رہی؟ یہ ان کا کہنا درست ہے اور یہ دو دن پہلے بھی انہوں نے مجھے کہا تھا۔ We will ensure کہ پولیس کی اس وقت تک جو بھی investigation ہوئی ہے اس کا جو بھی نتیجہ نکلا ہے اس کے مطابق پولیس اس کیس کو finalized کرے۔اگر میرے بھائی کے متعلق final version پولیس کی یہ ہے کہ یہ بے گناہ ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ It will accordingly be decided.۔

دوسری میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ اصغر گجر صاحب اور رانا ثناء اللہ خان نے بھی فرمایا کہ ایک معاملہ ہاؤس میں آیا۔ہاؤس کے نوٹس میں آنے کے بعد یہ ہم سب کی اور خاص طور پر حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ جن خدشات کا اظہار میرے محترم بھائی نے کیا ہے ہم ان خدشات کو دور کریں۔اس بات کی گارنٹی کوئی بھی نہیں دے سکتا۔زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے لیکن انسانی طور پر جو ممکنہ کوشش ہو سکتی ہے میں آپ کے توسط سے اپنے بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومتی سطح پر جن خدشات کا انہوں نے اظہار کیا ہے اس کے ازالے کے لئے ہم کارروائی کریں گے۔

تیسری بات جو انہوں نے کسی خاص حوالے سے کی ہے کہ ان کی involvement کی وجہ سے ہو رہا ہے تو میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ یہاں پر آپ ایک کمیٹی بنا دیں اور استحقاق کمیٹی کو معاملہ بھیج دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ مجھ پر اعتماد کریں اور میں آپ کو اس معاملے کی مکمل رپورٹ تحقیقات کے بعد دوں گا اور اس کے بعد اگر یہ بات ثابت ہو جاتی

ہے کہ involvement ہے کسی کی مداخلت کی وجہ سے ان کو ہراساں کیا جا رہا ہے پھر آپ اس کے بعد اس معاملے کو استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجیں مجھے اعتراض نہیں ہو گا لیکن اگر آپ مجھے preliminary تھوڑی سی انکوائری کروانے کے لئے موقع دیں گے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی اس معزز ایوان اور معزز رکن کی تسلی کے مطابق معاملات کو آگے چلایا جائے گا لیکن ایک بات یہاں پر میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سارے دوستوں نے لاء اینڈ آرڈر کی situation کے حوالے سے بات کی ہے، involvement کے حوالے سے بات کی پولیس کے under pressure ہونے کے حوالے سے بات کی گئی تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس بات کو ضرور ذہن میں رکھنا چاہئے کہ پولیس نے جو investigation اس وقت تک کی ہے وہ independently کی ہے۔ چونکہ اس وقت تک میرے معزز بھائی نے ایک بیان دیا ہے اور باوجود اس حقیقت کے بقول ان کے کہ ڈسٹرکٹ ناظم ان کی مخالفت کر رہا ہے لیکن اس کے باوجود پولیس کا ان کو بے گناہ تسلیم کرنا میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے اس سلسلے میں کوئی مداخلت نہیں ہے۔ یہ بات آپ کو تسلیم کرنی پڑے گی اس لئے میں اب بھی یقین دلاتا ہوں کہ خواہ کوئی ڈسٹرکٹ ناظم ہو، کوئی بھی ہو، میں سمجھتا ہوں کہ انصاف کے تقاضوں کو انشاء اللہ ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔ اس وقت ایوان میں چونکہ ایک معزز رکن کے بارے میں بات ہو رہی ہے لیکن میں اس کے علاوہ بھی آپ کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ کسی کی بے جا مداخلت کسی کے اثر و رسوخ کے باعث کسی بے گناہ کو کسی بھی مقدمے میں ملوث کرنا یا اس کو اس طرح سے پریشان کرنا ہماری پالیسی نہیں ہے ہم نے کیا ہے اور نہ ہی انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ کے لئے کریں گے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ معاملہ اگر آج میرے سپرد کریں گے تو میں اس ایوان اور معزز رکن کی تسلی کے مطابق انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی رپورٹ دوں گا اور We will ensure کہ میرے بھائی کی تسلی ہونی چاہئے ان کے ساتھ کسی قسم کی کوئی زیادتی نہیں ہونی چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! ٹھیک ہے۔ وزیر قانون صاحب نے جو فرمایا ہے کہ ابتدائی طور پر prima facie اس بات کی Inquiry to the satisfaction of Bhatti Sahib جو کہ ہمارے معزز رکن ہیں یہ آپ کر لیں اور اس کے بعد آپ یہ رولنگ فرما دیں کہ۔۔۔

جناب چیئرمین: میری عرض سن لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میری گزارش بھی یہی ہے کہ اس کے بعد اس کی رپورٹ ایوان میں

پیش کریں اور اگر وہsatisfied نہ ہوں تو انہوں نے جیسا کہ تسلیم کیا ہے کہ یہ معاملہ investigationکے لئےاستحقاق کمیٹی کو بھیجا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ایوان کی جو رائے ہےاور راجہ صاحب نے بھی کہا ہے کہ اگلے اجلاس تک اس کی رپورٹ پیش کریں گے اور اگر یہ ہاؤس اس سے مطمئن نہ ہوا تو اس معاملے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے گا یا پھر اس پر سپیشل کمیٹی بنا دیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: اس وقت تک تو نئی اسمبلی آجائے گی۔

جناب چیئرمین: نئی اسمبلی آئے گی تو دیکھا جائے گا یہ کوئی بات نہیں ہے۔

جناب عبدالرشید بھٹی: جناب والا!میں سارے ہاؤس دے معزز دوستاں دا بہت ای مشکور آں جنہاں میری گل نوں وزن دتا۔

رانا آفتاب احمد خان: ہور ادھر جاؤ۔

جناب عبدالرشید بھٹی: جے ادھر ناں ہونداں تے ہور گل ودھ جانی سی۔اجے تے بچیاں ہو یا واں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا!جو کچھ بھٹی صاحب نے کہا وہ بھی بہت ضروری تھا جو ہمارے دوسرے معزز رکن نے کہا وہ بھی بہت ضروری تھا۔۔۔

جناب چیئرمین: یہ بھی تحریک استحقاق لائیں ایک سال بعد بات کرنے کا جواز نہیں بنتا۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین!اب آپ میری بھی ایک عرض سن لیں۔

جناب چیئرمین: ایک سال کے بعد کوئی جواز نہیں بنتا۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا!ٹھیک ہے وہ تحریک استحقاق لے آئیں گے۔اس پر حکومت نے بھی اپنا موقف پیش کر دیا لیکن میں جس طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ مسئلہ اور ہے۔یہ بھی ٹھیک ہے کہ ان کی بات بھی بہت ضروری ہے لیکن آپ دیکھ لیں کہ صبح سے اب تک کتنے پوائنٹ آف آرڈر ہوئے ہیں اور اس میں کتنے related تھے۔ایجنڈے پر کوئی کام اب تک نہیں ہو سکا۔بڑی محنت سے ہم لوگ اپنی تحاریک التوائے کار یہاں پر لاتے ہیں پتا نہیں کتنا ریسرچ ورک کرنا پڑتا

ہے۔آج اجلاس ختم ہو جائے گا میں تو کم از کم اپنے طور پر بہت شرمندہ ہوں گا کہ میں یہاں پر کیا لینے آیا ہوں۔

جناب چیئرمین: اجلاس ختم نہیں ہو رہا بلکہ آگے لے کر جا رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: آپ کارروائی کو تو ایجنڈے کے مطابق چلائیں اور آپ کا بھی فرض ہے کہ ہاؤس کے اندر کوئی سنجیدگی آئے۔ایک تو یہاں پر ہٹلر کے وقت کے کیمرے پھرتے رہتے ہیں اور ہاؤس میں کوئی concentration نہیں ہونے دیتے۔دوسرا یہ کہ ہماری ہاؤس میں اپنی cross talk اتنی ہے کہ یہاں کیا کوئی کام کرے گا۔اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ ہاؤس کو ایجنڈے کے مطابق چلائیں تاکہ ہم کوئی کام کر سکیں اور میں اپنے ضمیر کو تو مطمئن کروں کہ میں یہاں پر کچھ کر کے جا رہا ہوں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: میں ہاؤس کے نوٹس میں ایک بات لانا چاہتا ہوں کہ آج صبح میں میو ہسپتال اپنے چیک اپ کے لئے گیا تھا وہاں پر بجلی بند تھی اور مریض وہاں پر رو رہے تھے جن کے آپریشنز تھے وہ بھی defer ہو گئے ہیں۔اس کے علاوہ بچہ وارڈ کے لوگ بھی میرے پاس پیش ہوئے وہاں بھی لوگ پریشان تھے میں وزیر صحت صاحب کو یہ direction دیتا ہوں کہ وہ یا تو خود جائیں یا پارلیمانی سیکرٹری فرزانہ نذیر صاحبہ جائیں۔رات میں ایک مریض کو گنگا رام میں بھی دیکھنے گیا تھا ہماری حکومت پنجاب ان ہسپتالوں کو اتنے زیادہ پیسے دیتی ہے اور اس کا جو میں نے رات گنگا رام میں حال دیکھا ہے وہ بہت برا تھا۔وہاں پر لوگ چائے پی رہے تھے کوئی انتظام گنگا رام میں تھا اور نہ ہی میو ہسپتال میں تھا۔وہاں انہوں نے مجھے سرنجیں دکھائیں کہ جناب یہ جعلی سرنجیں ہمیں لگا رہے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ فری علاج ہے۔چیف منسٹر جو پیسوں کا اعلان کرتے ہیں ہماری اسمبلی اس کو پاس کرتی ہے۔وزیر موصوف بتائیں کہ آپ کے علم میں کوئی ایسی بات ہے یا میں ہی آج گیا ہوں تو یہ سب کچھ دیکھ آیا ہوں۔آپ وہاں کوئی دورہ نہیں کرتے۔آپ اس کی وضاحت فرمائیں۔

وزیر صحت: شکریہ۔جناب چیئرمین! آپ نے وہاں پر خود جا کر جو کچھ محسوس کیا ہے۔آپ نے فرمایا ہے کہ آپ تو خود وہاں پر گئے تھے تو ظاہر ہے کہ آپ کی بات سو فیصد درست ہو گی۔ Hundred percent I agree. تو میں جیسے آپ نے کہا ہے میں محترمہ فرزانہ نذیر اور اپنے دوسرے پارلیمانی سیکرٹری نذر محمود شاہ صاحب، دونوں سے request کرتا ہوں کہ ابھی یہ دونوں چیزیں جا کر خود چیک کریں اور کل ہی یہ رپورٹ بنا کر مجھے دے دیں۔

جناب چیئرمین: یہ رپورٹ دو دن میں آنی چاہئے۔ راجہ صاحب! ہاؤس کی معزز خواتین کی طرف سے ایک درخواست آئی ہے جوان کا 40 ہزار والا بل ہے وہ آپ کب لا رہے ہیں۔ وہ بل لے آئیں تاکہ انہیں نئے سال کے لئے Air Voucher دے دیں یہ آپ کے بھی مشکور ہوں گے اور چیف منسٹر صاحب نے اس بارے میں کوئی فیصلہ کیا ہوا ہے۔ آپ اس میں مہربانی کریں گے تو یہ بل کل آ جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ ابھی آپ ہاؤس کی کارروائی مزید آگے بڑھائیں میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

تحاریک استحقاق

جناب چیئرمین: اب ہم Privilege Motions لیتے ہیں۔ محترمہ لیلیٰ مقدس کی تحریک move ہو چکی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میری بات ہو گئی تھی میں نے ان کی میٹنگ بھی کروا دی ہے وہ اس کو press نہیں فرماتیں لہذا آپ dispose of فرمادیں۔

جناب چیئرمین: وہ موجود ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میری request پر یہ pending ہوئی تھی۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! آپ کی یقین دہانی پر یہ dispose of کی جاتی ہے۔

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFARIS: Right sir.

جناب چیئرمین: چودھری محمد شفیق انور صاحب!

اسسٹنٹ الیکشن کمشنر (رحیم یار خان) کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ گستاخانہ رویہ

(---جاری)

چودھری محمد شفیق انور: جناب چیئرمین! یہ تحریک جمعہ کے روز پیش ہوئی تھی اس وقت Monday کے لئے ملتوی کر دی گئی تھی تو اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ اس وقت یہ مسئلہ اٹھا

تھا کہ چونکہ یہ سنٹرل گورنمنٹ کا مسئلہ ہے اس لئے اسے پنجاب اسمبلی سماعت نہیں کر سکتی لیکن اس سلسلے میں ہماری وکلاء صاحبان اور چیئرمین استحقاقات کمیٹی ملک نذر فرید کھوکھر صاحب سے بھی بحث ہوئی ہے۔ ہم چیف الیکشن کمشنر کے خلاف تحریک استحقاق پیش نہیں کر رہے بلکہ ہم ایک سول سرونٹ اسسٹنٹ الیکشن کمشنر کے خلاف یہ تحریک پیش کر رہے ہیں لہذا بقول نذر فرید کھوکھر صاحب اور دیگر وکلاء صاحبان کے کہ ہم انہیں کمیٹی میں بلا سکتے ہیں لہذا میری گزارش ہے کہ اس کو accept کر کے Privilege Committee کو بھیج دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ circulate بھی نہیں ہوئی اور concerned department کو بھی نہیں گئی اس لئے اس کا جواب بھی نہیں آیا۔ last time جب یہ ہاؤس میں take up ہوئی تھی تو اس وقت میں نے سپیکر صاحب کو یہ گزارش کی تھی کہ آپ اپنے چیمبر میں میٹنگ بلا لیں اور کچھ decide کریں۔ ابھی تو میرے پاس جواب ہی نہیں آیا اس لئے oppose کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس لئے اگر آپ مناسب سمجھیں تو میٹنگ بلا لیں اس میں اگر آپ طے کریں گے تو ہم اس کو circulate کروا کر concerned department سے اس کا جواب لے لیتے ہیں کیونکہ یہ ابھی concerned department کو جواب کے لئے گئی ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: چودھری صاحب! آج ہی طے کر کے اس کی میٹنگ کے لئے آپ کو اطلاع کر دیں گے۔ یہ تحریک pending ہوتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق محمد ابراہیم خان صاحب کی ہے۔ جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اس کو oppose نہیں کرتا۔

تھانہ بستی ملوک کے اے ایس آئی کا رکن اسمبلی سے ہتک آمیز رویہ

(---جاری)

جناب چیئرمین: یہ تحریک استحقاق privileges committee کے سپرد کی جاتی ہے۔

سید مجاہد علی شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، شاہ صاحب!

سید مجاہد علی شاہ: جناب چیئرمین! آپ فیصلہ تو کر چکے ہیں مجھے اس کے اوپر کوئی اعتراض نہیں ہے مگر حقیقت اس سے بالکل برعکس ہے جس واقعہ کی یہاں نشاندہی کر کے یہ Privilege Motion move کرائی گئی ہے اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ وہاں اتنا بڑا ظلم ہوا ہے کہ ایک بندے کو دن دہاڑے اغواء کر کے۔۔۔

وزیر خوراک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، جناب!

وزیر خوراک: جناب چیئرمین! ایک Privilege Motion move ہوئی ہے۔ منسٹر صاحب نے اس کو oppose نہیں کیا، آپ نے وہ Privilege Committee کے سپرد کر دی ہے اس کے بعد اس کے اوپر بولنے کی میرا خیال ہے کوئی گنجائش نہیں ہے آپ اس کو رولز کے مطابق بھی دیکھ لیں۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! تشریف رکھیں۔ تحاریک استحقاقات ختم ہوتی ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب چیئرمین: ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار رانا ثناء اللہ خان صاحب کی ہے۔ لوکل باڈیز سے متعلق ہے اور move ہو چکی ہے۔ جی، رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! اس کا نمبر کیا ہے؟

جناب چیئرمین: 821/06۔ move ہو چکی ہے۔ راجہ صاحب! آپ نے جواب دینا ہے۔

گئوشالہ فیصل آباد میں پٹرول پمپس مالکان کا گرین بیلٹ مسمار کرنے پر ٹریفک کا نظام درہم برہم

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار فیصل آباد سے متعلق ہے اور اس میں رانا ثناء اللہ صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ایک سڑک کی original planning سے ہٹ کر ایک سی این جی سٹیشن یا پٹرول پمپ والوں نے اس سڑک کو دو رویہ کر دیا ہے تو اس سلسلے میں

ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے بڑا مبہم سا جواب آیا ہے میں ذاتی طور پر اس جواب سے مطمئن نہیں لیکن چونکہ ایک اہم معاملہ ہے اور رانا صاحب کے حلقے سے متعلقہ ہے تو میں اس مسئلے کو حل کرنا چاہتا ہوں میں نے concerned TMA's کی اتھارٹیز کو یہاں پر بلایا ہوا ہے اگر رانا صاحب بھی کل دس منٹ کے لئے کل ساڑھے نو دس بجے یا جو ٹائم یہ دیں، تشریف لے آئیں ان کی موجودگی میں یہ اپنا point of view بہتر طور پر بتا سکتے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ We will resolve this matter.

جناب چیئرمین: یہ تحریک کل تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار 822 صحت سے متعلقہ ہے جو کہ رانا ثناء اللہ صاحب کی ہے۔ جی، رانا صاحب!

سر سید ٹاؤن فیصل آباد میں انسانی اعضاء کی فروخت کے گھناؤنے کاروبار میں ملوث گروہ کے خلاف کارروائی کا مطالبہ

(---جاری)

رانا ثناء اللہ خان: یہ move ہو چکی ہے اور اس کا جواب آج وزیر موصوف نے دینا ہے۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب!

وزیر صحت: شکریہ۔ جناب چیئرمین! یہ رانا صاحب نے پرسوں ایک transplantation کے بارے میں میو ہسپتال میں incident کی طرف اشارہ کیا تھا تو اس کے بعد۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! میو ہسپتال میں یہ بھی شامل کر دیتے ہیں اور اس کی رپورٹ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ لے آئیں۔ ابھی میں نے depute جو کیا ہے کہ وہ اس کے ساتھ ہی attach کر دیتے کیونکہ وہاں بڑے گھمبیر مسائل ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ اس میں آپ کیا کیا شامل کریں گے۔ یہ 20 سال کا نوجوان بچہ ہے جسے داتا صاحب سے اٹھا کر زبردستی ہسپتال لایا گیا اور وہاں پر آکر اس کو بے ہوش کر کے اس کا گردہ نکال لیا گیا۔ یہ کیس وہ ہے جو میو ہسپتال سے متعلقہ ہے۔

جناب چیئرمین: میں نے بھی میو ہسپتال سے متعلقہ ہی بات کی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! اس کے بعد یہ جو گنگا رام ہسپتال کی بات آپ نے کی ہے تو گنگارام ہسپتال میں جو وہاں فاطمہ جناح میڈیکل کالج کا پرنسپل اکبر چودھری ہے تو وہ وہاں پر

اکبر اعظم بنا ہوا ہے۔36 کروڑ روپے کی کرپشن کے الزامات اس کے خلاف ہیں اور آج تک دو مرتبہ اس کے خلاف انکوائری کے آرڈرز ہوئے ہیں لیکن وہ انکوائری اس کے خلاف نہیں ہو سکی۔آپ اس کی دیدہ دلیری دیکھیں کہ وہ خود مختار ادارہ ہے اور خود مختار ادارہ میں ڈائریکٹر فنانس ہوتا ہے وہ وفاقی اور صوبائی حکومت کا نمائندہ ہوتا ہے اور اس نے تمام disbursement پر تمام چیکوں پر دستخط کرنا ہوتے ہیں اور وہ ہر دفعہ یہ کرتا ہے کہ جو وہاں پر ڈائریکٹر فنانس ہوتا ہے اس کو زبردستی وہاں سے بھگا دیتا ہے، اسے وہاں سے شفٹ کر دیتا ہے اور کسی دوسرے کلرک ٹائپ آدمی کو ڈائریکٹر فنانس کا چارج دے کر تمام پچھلے بلز کلئیر کروالیتا ہے۔اب اس مرتبہ اس نے ڈائریکٹر فنانس یاسمین قریشی وہاں پر 19ویں گریڈ کی آفیسر تھیں تو اس نے ان کو ٹرانسفر کر دیا تو اس خاتون نے ہمت کر کے کہا کہ آپ میری ٹرانسفر نہیں کر سکتے مجھے repatriate متعلقہ اتھارٹی ایس اینڈ جی ڈی کر سکتی ہے۔اس نے اس کے دفتر کے اوپر تالے لگوا دیئے، اس کا ہسپتال میں داخلہ بند کر دیا۔اس نے ابھی چارج چھوڑا نہیں ہے کہ ایک کنٹریکٹ پر اس نے کوئی کیشئر ٹائپ جو ریٹائرڈ آدمی رکھا ہوا تھا، اس کو چارج دے کر تو پچھلا جتنا back log میں ہے وہ سارے بل کلئیر کروا رہا ہے اور یہ معاملہ وہ ڈائریکٹر فنانس یاسمین قریشی نے چیف سیکرٹری، منسٹر اور سیکرٹری صحت کے نوٹس میں لائی ہیں اور باقاعدہ تحریراً انہیں کہا ہے لیکن حالت یہ ہے کہ وہاں پر دورہ تو یہ کیا کریں گے جو facts ان کے knowledge میں لائے جاتے ہیں کہ وہاں پر 36 کروڑ روپے کی کرپشن ہوئی ہے۔یہ سارا کچھ ہو رہا ہے اس کا انہوں نے کچھ نہیں کیا۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! میری گزارش سن لیں۔مجھے آپ کے اس واقعہ کا پہلے نہیں پتا تھا۔ میں نے جو دیکھا ہے اسی وقت ڈائریکشن دی اور انشاء اللہ تعالیٰ اس پر دو دن رپورٹ میں آئے گی اور میں اسے ہاؤس کے سامنے پیش کروں گا۔اس کے ساتھ ہی آپ نے جو واقعات بیان کئے ہیں تو وزیر صاحب وہ بھی اس میں attach کئے جائیں اور رپورٹ دو دن میں آلینے دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! گردے زبردستی نکالنے والی رپورٹ تو یہ لے کر آئے ہیں۔وہ یہ بتادیں کہ ابھی انہوں نے کیا کیا ہے؟

جناب چیئرمین: رانا صاحب! اس کے لئے دو دن دے دیں اور دو دن تک pending کر لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! یہ دو دن تو ہیں۔

جناب چیئرمین: جمعہ تک کے لئے pending کر دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ دو دن کس بات کے لئے دے دیں کیونکہ جمعہ تک اجلاس ہے نہیں۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! جمعرات تک دے دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! جمعرات تک اجلاس رہے گا؟

جناب چیئرمین: رانا صاحب! sure جمعرات تک رہے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: چلو ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! آپ نے اس دن کہا تھا۔ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنی تحریک پڑھوں۔

جناب چیئرمین: شیخ علاؤالدین صاحب! آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

میڈیکل کالجوں میں Male ڈاکٹرز کی نشستیں بڑھانا

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ملک میں لیڈی ڈاکٹرز کی تعداد male ڈاکٹرز کے مقابلے میں تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے اعداد و شمار بتائے ہیں اور ان کے مطابق پچھلے سیشن میں 1080 لڑکیاں اور صرف 664 لڑکے میڈیکل کالجوں اور ڈینٹل کالج میں Admission Test پاس کر سکے ہیں وائس چانسلر ممتاز حسن کے اپنے الفاظ ہیں انھوں نے کہا ہے کہ In the near future We will find only female doctors to treat us. یہ راز کوئی چھپا ہوا نہ ہے کہ 60 فیصد سے زائد لیڈی ڈاکٹرز میڈیکل پروفیشن کو شادی کے بعد خیر باد کہہ دیتی ہیں۔ جس سے ایک طرف تو قوم کا کروڑ ہا روپیہ سالانہ ضائع ہو رہا ہے اور دوسری طرف ڈاکٹرز کی دستیابی بھی ملک کے لئے مسئلہ بنی ہوئی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: شکریہ۔جناب چیئرمین! معزز ایوان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ میڈیکل کالجز میں داخلہ بغیر کسی امتیاز کے اوپن میرٹ پر ہوتا ہے۔یہ طریق کار سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلے 1999 اور اس کے بعد اپیل نمبر 414 وغیرہ بعنوان شیریں منیر وغیرہ بنام حکومت پنجاب PLD9090 سپریم کورٹ 295 کے تحت پچھلے 15 سال سے جاری ہے۔

جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ 88-1987 سے پہلے خواتین کے لئے کوئی 20 فیصد سیٹیں fixed تھیں اور 80 فیصد سیٹیں males کے لئے تھیں۔ اس وقت ایک بہت serious disparity آئی۔ میں اس پر آپ کی توجہ دلاتا ہوں کیونکہ میں نے خود سارے فیصلے کو پڑھا ہے۔ ایک لڑکا جس کے 713 نمبر تھے، اس کو کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں داخلہ مل گیا اور اسی سال ایک بچی تھی جس کے 802 نمبر تھے، اسے کسی میڈیکل کالج میں داخلہ نہیں ملا۔یعنی اس لڑکی کے اس لڑکے سے تقریباً 90 نمبر زیادہ تھے and she could not get admission in any medical college تو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ لڑکی کیس سپریم کورٹ میں لے کر گئی۔گورنمنٹ پیش ہوئی اور سپریم کورٹ کے ججز نے فیصلہ کیا کہ کوٹا سسٹم discriminatory ہے یہ آبادی کے تناسب سے بھی نہیں ہے تو اس پر فیصلہ ہوا کہ میڈیکل کالجوں میں داخلہ اوپن میرٹ پر کیا جائے۔ اب اس رولنگ کے تحت اوپن میرٹ ہوتا ہے۔ کئی سال ایسے آئے ہیں کہ لڑکوں کی زیادہ تعداد میڈیکل کالجوں میں گئی ہے۔اب پچھلے چار پانچ سال سے لڑکیاں اچھے نتائج دے رہی ہیں اور میڈیکل کالجوں میں زیادہ آ رہی ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ اس تحریک التوائے کار کا جواز نہیں بنتا کیونکہ یہ سپریم کورٹ کی رولنگ ہے اور This is according to the Constitution of Pakistan.

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ مجھے وزیر موصوف کی یہ بات سن کر بڑی حیرانگی ہوئی ہے۔یقیناً سپریم کورٹ ہم سب کے لئے ایک انتہائی معزز ادارہ ہے لیکن میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا Law ضرورت کے مطابق amend نہیں ہوتے۔جب یہ دیکھا جا رہا ہے کہ ڈاکٹروں کی تعداد بہت کم ہو گئی ہے اور لیڈی ڈاکٹرز کے حوالے سے کوئی اس بات کو جھٹلا نہیں سکتا کہ لیڈی ڈاکٹر شادی کے بعد کام نہیں کرتیں بلکہ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ MBBS کی ڈگری بھی شادی کے لئے ایک additional source ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ سپریم کورٹ نے ایک آرڈر پاس کیا ہے تو کیا law میں amendment کرنا ہم لوگوں کا کام نہیں ہے۔

کیا ہم مرکزی حکومت کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہاں پر یہ مسئلہ درپیش ہے لڑکیاں کام نہیں کر رہی ہیں۔ ان پر قوم کا اتنا پیسا لگ رہا ہے اور لڑکوں کو چانس ملنا چاہئے۔ اب ہو کیا رہا ہے؟

جناب چیئرمین: جی، محترمہ لبنیٰ طارق صاحبہ!

محترمہ لبنیٰ طارق: شکریہ۔ جناب چیئرمین! یہ ہمارے بڑے معزز رکن ہیں۔ یہ ہمیشہ بڑے اچھے public issues سامنے لے کر آتے ہیں مگر آج میں ان کی بات سے اتفاق نہیں کروں گی کہ کوٹا سسٹم بچوں اور بچیوں کا کیا جائے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ بہت ساری لڑکیاں 60 فیصد یا 80 فیصد میڈیکل کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد پریکٹس نہیں کرتیں تو ایسا نہیں ہے۔ ان میں بہت سی بچیاں ایسی ہیں جن کے روزگار کا معاملہ ہوتا ہے۔ آپ کوٹا سسٹم کیسے کر سکتے ہیں کہ جب ایف ایس سی اور اس کے بعد بھی محنت کرنے کے بعد بچیاں آگے آتی ہیں۔ یہ ایک نیچرل بات ہے کہ بعد میں ان کی شادی ہو جاتی ہے مگر ultimately وہ پریکٹس کرتی ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، شیخ صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں facts پر بات کرتا ہوں کہ کوئی لڑکی، کوئی لیڈی ڈاکٹر یہاں سے 30 میل جا کر بھی کام کرنے کو تیار نہیں ہے۔ کوئی لیڈی ڈاکٹر rural areas میں جا کر کام کرنے کو تیار نہیں ہے۔ ہم آپ کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ان کو ضرور دے دیں۔ یہ ساری اسمبلی بھی انھیں ہی دے دیں۔ خدا کے لئے ہم باہر چلے جاتے ہیں لیکن ان کو یہ کہیں کہ یہ پانچ دس سال پھر کام بھی کریں۔ کوئی لیڈی ڈاکٹر ایک سال کام کرنے کو بھی تیار نہیں ہے۔ میں چونیاں میں منتیں کر کر کے لیڈی ڈاکٹر کو لاتا ہوں وہ چار دن بعد بھاگ جاتی ہے۔ اس کو کوئی نہ کوئی سفارش ملتی ہے وہ چلی جاتی ہے۔ مجھے عورتوں کی تعلیم پر اعتراض نہیں ہے۔ مجھے لیڈی ڈاکٹرز بننے پر بھی اعتراض نہیں ہے۔ مجھے اعتراض اس بات پر ہے کہ ایک تو شادی کے بعد اللہ جانے کیا ہوتا ہے کہ لیڈی ڈاکٹرز کام ہی نہیں کرتیں اور دوسرا پتا نہیں کیا ہوتا ہے کہ ان کو کوئی نہ کوئی سفارش ملتی ہے تو وہ لاہور میں بھی کام کرنے کو یہ سمجھتی ہیں کہ جیسے احسان عظیم کر رہی ہیں۔ لڑکے رل رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! ان کو کہیں کہ یہ چپ کریں۔ آپ نے ہاؤس کا decorum رکھنا ہے۔ آپ ان کو courtesy بتائیں۔ میرے ساتھ facts پر بات کریں۔ مجھے اپنی بہنوں سے اس معاملے میں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن جو قوم کا اربوں روپیہ ضائع ہو رہا ہے۔ amendment آ سکتی ہے۔ اگر نہیں آ سکتی تو لڑکیوں سے پانچ دس سال کا bond لیا جا سکتا ہے آپ ہماری جگہ پر بھی آ کر

بیٹھ جاؤ لیکن خدا کے لئے کام کرو۔ اللہ کے واسطے ہمیں کچھ کام بھی کر کے دکھاؤ۔ مجھے بتائیں کہ کیا کام کر رہی ہیں۔ یہ بھی کیا کر رہی ہیں اور وہ بھی کیا کر رہی ہیں۔ یہ مجھے بتائیں تو صحیح؟

جناب چیئرمین: جی، فرزانہ صاحبہ!

محترمہ فرزانہ نذیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اور حدیث میں ہے کہ علم حاصل کرنا ہر مرد اور عورت پر فرض ہے۔ کیا یہ کوئی discrimination دی گئی تھی۔ آپ دیکھیں کہ ایک اوپن میرٹ ہے۔ لڑکے کیوں اتنے نکمے ہیں، کیوں نہیں وہ پڑھتے، کیوں پھرتے رہتے ہیں۔ وہ بیٹھ کر پڑھیں اور مطالعہ کریں؟

شیخ علاؤالدین: لڑکے نکمے بھی ان کی وجہ سے ہیں۔

محترمہ فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! یہ میرے ساتھ اسی وقت visit کریں، لڑکے تو پھر ڈیوٹیوں سے بھاگ جاتے ہیں لیکن جو female Registrar, female House Surgeon, female House Physician اپنے وقت سے زیادہ ڈیوٹی دیتی ہیں۔ آپ پوسٹ گریجوایشن کا رزلٹ دیکھ لیں کہ لڑکوں کی failure کی list ہے اور لڑکیاں سب پاس ہیں اس لئے پاس ہیں کہ وہ دل لگا کر کام کرتی ہیں۔ یہ male dominating society ہے۔ آنریبل ممبر کو یہی تکلیف ہے۔ آپ دیکھیں کہ female کہاں کام نہیں کر رہیں۔ کیا یہ پسند کریں گے کہ ان کے گھر والے male doctor کو دکھائے۔ گائنی کا مریض ہے تو کیا یہ male doctor کے پاس جائیں گے۔ اس وقت تو یہ شور مچاتے ہیں کہ female doctor, female surgeon ہو۔

جناب چیئرمین: محترمہ! تشریف رکھیں۔ جی، سعید اکبر خان صاحب!

وزیر جیل خانہ جات: جناب چیئرمین! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ شیخ صاحب نے جو فرمایا ہے ان کا قطعاً یہ مدعا نہیں ہے۔ ان کے ذہن میں یہ بات ہے کہ لڑکیوں کی پڑھائی کے بارے میں یا ان کی پڑھائی کو روکنے کے بارے میں قطعاً کوئی قوم یا گھر کا سربراہ afford ہی نہیں کر سکتا کہ اس کی بچی یا بیٹا ان پڑھ ہو۔ ہماری تو یہ خواہش ہے کہ جتنی بھی ہماری بچیاں ہیں وہ جتنی زیادہ تعلیم حاصل کریں گی، ہمارے گھریلو حالات اتنے ہی بہتر ہوں گے اور یہ حقیقت ہے ہمارے جیسے backward علاقے کے لوگوں کو جو اصل مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ backward علاقوں میں جتنے بھی Basic Health Centres ہیں وہاں ڈاکٹرز کی بھی کمی ہے تو ہمیں ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر

میں بڑی problem ہے۔ان کا مقصد یہ ہے کہ جتنی بچیاں میڈیکل میں آتی ہیں ہماری گھریلو اور معاشرتی پابندیاں اس طرح کی ہیں جس کی وجہ سے وہ بچیاں اگر practice کرنا بھی چاہیں تو ان کو گھریلو حالات اتنا مجبور کرتے ہیں کہ وہ practice نہیں کرتیں۔ ان کی خواہش ہے کہ جو بھی بچی میڈیکل کا امتحان پاس کرتی ہے اور ہاؤس جاب کرنے کے بعد وہ سروس کرتی ہے تو ان کو اس طریقے سے پابند کیا جائے کہ اتنا عرصہ آپ ضرور گورنمنٹ کی ملازمت کریں گی تاکہ ہماری قوم جو اس وقت مسائل کا سامنا کر رہی ہے، جہاں وہ میڈیکل کی سہولیات چاہتے ہیں اور وہ provide نہیں ہو رہیں تو ان کا مقصد ہے کہ اس طریقے سے باہمی افہام و تفہیم سے کوئی اصول طے ہو جائے کہ جس سے ہمارے غریب طبقہ کے اور backward علاقوں کے لوگوں کو جو مسائل درپیش ہیں یا جو میڈیکل کی سہولیات سے محروم ہیں، وہ ان کو مل سکیں۔ حل دونوں اطراف مل کر کریں کیونکہ ہماری جو یہاں پر لیڈی ایم پی ایز ہیں ان کی بھی یہ خواہش ہونی چاہئے کہ جو backward علاقے ہیں وہاں پر صحت کی سہولیات ہونی چاہئیں۔ سہولت اس وقت ہونی ہے جب وہاں ڈاکٹرز available ہوں گے۔ وہاں گورنمنٹ تمام سہولیات بھی دے رہی ہے اور یہ اس گورنمنٹ کو کریڈٹ جاتا ہے کہ اس گورنمنٹ نے سپیشل تنخواہ مقرر کی ہے اور الاؤنسز دیئے ہیں کہ اس وقت اگر شہر میں کوئی نوکری کرتا ہے تو اس کو بارہ، پندرہ ہزار تنخواہ ملتی ہے، جو Basic Health Centre میں جاتا ہے اس کو پچیس ہزار تنخواہ ملتی ہے۔ گورنمنٹ تو یہی کر سکتی ہے لیکن اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اخلاقی طور پر بھی bound ہوں اور کوئی قانونی طریق کار بھی بنایا جائے تاکہ جو گھر والے ان کو practice نہ کرنے دیں تو ان کو پتا ہو کہ یہ قانوناً پانچ یا دس سال practice کرنے کا پابند ہے۔ شکریہ

ڈاکٹر اسد اشرف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب چیئرمین! یہ پنجاب کے عوام کو بہت بڑا اور نازک مسئلہ درپیش ہے۔ آپ دیکھیں کہ 65/60 فیصد female میڈیکل کالجز میں جاتی ہیں اور 40/35 فیصد پچھلے دس سالوں سے یہ ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ٹھیک کہا ہے کہ یہ سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے اور دس سال پہلے جس لڑکی کو 803 نمبرز پر داخلہ ملا تھا تو اس کے ساتھ پچیس اور لڑکیوں کو بھی داخلہ ملا تھا جو لائن میں تھیں اور اس میرٹ سے آگے تھے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اب یہ backlog بہت زیادہ ہو گیا ہے۔ practical life میں جہاں زیادہ مریض بچے اور عورتیں ہیں۔ بچے اور عورتیں لیڈی ڈاکٹرز

کے ساتھ زیادہ بہتر interact and communicate کر سکتی ہیں، اپنا مسئلہ بیان کر سکتی ہیں اور ان کے پاس جانا زیادہ پسند کرتی ہیں لیکن جب ہم فیلڈ میں on ground دیکھتے ہیں تو وہاں پر male dominant ہیں اور لیڈی ڈاکٹرز ناپید ہیں، حتیٰ کہ یہاں پر شہر میں جو ہسپتال ہیں یہاں پر female Pediatrician، گائناکالوجسٹ اور ڈرماٹالوجسٹ کی کمی ہے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ قانون سازی کریں۔ آئین یہ کہتا ہے کہ gender discrimination نہیں ہونی چاہئے، سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ آگیا ہے کہ یہ open merit ہونا چاہئے تو پھر کیا وجہ ہے کہ گنگارام اور فاطمہ جناح میڈیکل کالج صرف exclusively for females رکھا ہوا ہے، وہاں پر انہوں نے male کا داخلہ کیوں ممنوع کیا ہوا ہے، یہ بھی سب کے لئے ایک جیسا ہونا چاہئے لیکن اس طرح کی disparity نہیں ہونی چاہئے۔ شیخ علاؤالدین صاحب نے بڑی اچھی تجویز دی ہے اور بڑی اہم بات کی ہے کہ female جو ڈاکٹرز بننا چاہتی ہیں انہیں کم از کم پانچ یا دس سال bound کروایا جائے کہ وہ after completing the Graduation ڈاکٹر بننے کے بعد practical life میں پبلک کو صحت کی سہولیات دیں گی کیونکہ اتنا پیسا گورنمنٹ نے لگایا ہے۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ بشارت صاحب! کیا ہمیں قانون بنانے میں کوئی عار ہے؟ میں کئی دفعہ اس چیئر پر بیٹھ کر بھی کہتا ہوں کہ دیہاتوں کا جب تک آپ کوٹا علیحدہ مقرر نہیں کریں گے تب تک وہاں پر آپ ڈاکٹر مہیا نہیں کر سکتے۔ کیا سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد ہمیں قانون بنانے میں کوئی عار ہے؟ کیونکہ سپریم کورٹ نے پابندی لگائی ہے، کیا ہم نئی قانون سازی نہیں کر سکتے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! یہ دیکھنا متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے۔

جناب چیئرمین: آپ قانون کے وزیر ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! ہمارے پاس کوئی ریفرنس آئے گا تو ہم بات کریں گے۔ ہمارے پاس اگر ڈرافٹ آتا ہے تو ہم اس کو دیکھ کر بات کرتے ہیں۔ چونکہ بنیادی جو بات ہے اس کا متعلقہ منسٹر جواب دیں گے۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب چیئرمین! مجھے بڑی حیرانی ہے کہ آج اگر 2006 میں کوئی بات کی جا رہی ہے اور جہاں ہم emancipation کی بات کرتے ہیں، female and male کی equality

کی پوری دنیا بات کر رہی ہے تو وہاں پر ہم اس طرح کی کوئی قانون سازی کی بات کریں اور discriminatory law under the constitution کوئی گورنمنٹ یا کوئی moral authority اجازت نہیں دیتی کہ آپ discriminatory laws بنائیں بلکہ جہاں discrimination ہمیں نظر آتی ہے، ہماری حکومت کی تو کوشش ہے کہ اس discrimination کو ختم کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ open merit کا concept جو ہے وہ based on equality ہے یعنی open کا مطلب ہی یہ ہے کہ جو بہتر ہے وہ آگے آئے گا۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب! دیہاتوں میں جو آپ کے ہسپتال ہیں ان کی فہرست دے دیں کہ وہاں پر کتنے ڈاکٹرز تعینات ہیں؟

وزیر صحت: جناب چیئرمین! میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ یہ دو الگ ایشوز ہیں کہ کون سے کالجز میں admit ہوتا ہے اور دوسرا ایشو جو شیخ صاحب نے raise کیا ہے وہ بالکل بجا ہے اور میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ خواتین ہمارے BHU's یا RHC's میں کیوں نہیں جاتیں یہ ایک علیحدہ ایشو ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ جو Admission Policy ہے، سپریم کورٹ میں جس بچی نے چیلنج کیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس بچی کو کریڈٹ دیا جائے کہ اس نے ایک discrimination کو ختم کیا ہے۔ جو دوسرا ایشو ہے کہ ہماری خواتین job کیوں نہیں کرتیں یا ہماری جو female پوسٹیں ہیں وہ کیوں نہیں fill ہوتیں تو اس پر میں آپ کو up date دینا چاہتا ہوں and this can be verified میں ویسے ہی بات نہیں کر رہا۔ جو چیف منسٹر کے ہیلتھ سیکٹر ریفارم پروگرام ہیں جو ہم نے اس سال launch کیا، مارچ 2006 تک رورل ہیلتھ سنٹرز میں ہمارے پاس Women Medical Officers صرف 34 فیصد تھیں اور اس وقت ہم نے ستمبر کے اعداد و شمار کے مطابق verify کیا تو ہمارے پاس Women Medical Officers، 74 فیصد ہیں تو already incentives کے ذریعے ہم ان کو attract کر رہے ہیں اور ایسے اضلاع جہاں پر female نہیں جاتیں وہاں پر ان کو بہتر incentive دیا جائے گا۔ لیکن میں محسوس کرتا ہوں کہ discriminatory law کے بارے میں یا اس کی قانون سازی کے بارے میں اس ایوان کا حق بنتا ہے اور نہ آج کا دور اس چیز کا مجاز ہے کہ ہم اس طرح کی بات کریں۔

(اذان ظہر)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ایک بات عرض کرنا چاہوں گا کہ اب صرف دو باتیں ہیں ایک تو بڑی واضح بات ہو گئی کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر آپ ان لڑکیوں کو اسی طرح دینا ہے تو ان کے ساتھ کم از کم دس سال کا بانڈ ہو اور اگر لڑکوں نے اسی طرح رلنا ہے، اتنے اتنے high marks لے کر بھی تو وہ بھی قوم کے لئے المیہ ہے۔ دوسری جو بات میں عرض کرنا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں پہلے کوئی لڑکی نہیں آتی تھی۔ جب سے یہ مسئلہ بنا اب کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں بھی ان کی تعداد زیادہ ہے انہی کے وائس چانسلر نے یہ فگرز دیئے ہیں۔ اس کے علاوہ جو ضروری بات ہے وہ یہ ہے کہ محترم وزیر صحت سے میں عرض کروں گا کہ کتنے ڈاکٹرز اور کتنی لیڈی ڈاکٹرز اس وقت چھٹیوں پر ہیں۔ پریکٹیکلی وہ سیٹیں یا ان کے عہدے fill دکھائے جا رہے ہیں وہ خالی نہیں ہیں لیکن وہاں پر عملی طور پر وہ لوگ موجود نہیں ہیں میں دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ ملک سے باہر کام کر رہی ہیں اور کر رہے ہیں۔ یہ بھی ایک بہت بڑی وجہ ہے کہ ڈاکٹر دستیاب نہیں ہیں۔ انہوں نے چھٹیاں لی ہوئی ہیں۔ انہوں نے اس قوم کے ساتھ یہ ظلم کیا ہوا ہے کہ ناں تو وہ کسی اور کو اپنی سیٹوں پر آنے دیتے ہیں اور وہ کام پر آتے نہیں یا آتی ہیں تو ان کا معاملہ اور کچھ مسئلہ جو بہت زیادہ ہے کہ جہاں پر صرف لڑکے ایڈمشن لے سکتے تھے اب وہاں پر بھی لڑکیاں آ گئی ہیں یہ آج نہیں چار پانچ سال کے بعد آپ دیکھ لیجئے گا کہ کتنا بڑا مسئلہ بنے گا مسئلہ تو already بن چکا ہے۔ جہاں تک وزیر موصوف نے سپریم کورٹ کا پھر ذکر کیا ہے میں سپریم کورٹ کا بہت احترام کرتا ہوں 1935 کے ایکٹ کے بعد اب تک 2000 ترامیم ہو چکی ہیں وہ سب کی سب کیوں ہوئی ہیں۔ ترامیم وقت کی ضرورت کے ساتھ آتی ہیں۔ اس کو یہ amend کر دیں لڑکوں کے کالجوں کو آج بھی علیحدہ کر دیں یا لڑکیوں سے کوئی بانڈ لیں تاکہ وہ کام کریں۔

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! آج ایک بات تو یہ ثابت ہو چکی ہے کہ لڑکیاں لڑکوں سے زیادہ ذہین ہیں، زیادہ سمجھ دار ہیں، زیادہ محنتی ہیں۔ اب یہ بات بھی ہمارے بھائیوں کو ہضم نہیں ہو رہی کہ یہ کیوں ہم سے زیادہ ذہین ہیں۔ آج بات کر رہے ہیں کہ لیڈی ڈاکٹر سے دس سال کا بانڈ لینا چاہئے۔ ان لڑکوں کے بارے میں ان کی کیا رائے ہے جو ایم بی بی ایس کرنے کے بعد سی ایس ایس کر کے چلے جاتے ہیں۔ آج خواتین کے بارے میں یہ بات کر رہے ہیں ان لڑکوں کے بارے میں کیوں نہیں بات کر رہے۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! ہمارے وزیر صاحب نے بہت اچھی بات کی ہے کہ discrimination نہیں ہونی چاہئے یہ بالکل درست بات ہے، discrimination عورتوں کے ساتھ ہونی چاہئے اور نہ ہی مردوں کے ساتھ ہونی چاہئے۔ صورتحال یہ ہے کہ لاہور میں فاطمہ جناح میڈیکل کالج میں کوئی مرد داخل نہیں ہو سکتا اس لئے وہاں پر بھی یہ ختم کریں۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میڈیکل کالجز میں داخلے کے لئے مختلف کوٹے ہیں۔ یہ بلوچستان کا کوٹا ہے، یہ سندھ کا کوٹا ہے اور اسی طرح اندرون سندھ کے اندر بھی کوٹے بنائے گئے ہیں جو آج سے بیس سال پہلے ختم ہو جانے تھے وہ ابھی تک ختم نہیں کئے۔ یہ discrimination بھی ختم کریں۔ جو بات شیخ صاحب نے کہی ہے وہ بالکل صحیح بات ہے مردوں سے بھی بانڈلیں اور خواتین سے بھی بانڈلیں۔ اس میں پچاس فیصد تقریباً مستقل میٹرنٹی لیو پر ہوتی ہیں۔ ایک آ رہی ہے، ایک جا رہی ہے ظاہر ہے کہ یہ ایک فطری تقاضا ہے۔ میں یہ ساری بات جو شیخ صاحب نے کہی ہے اس سے اتفاق کرتا ہوں لیکن ایک بات سے اتفاق نہیں کرتا کہ انہوں نے جو کہا کہ ڈاکٹر اس لئے بنتی ہیں کہ شادی وغیرہ کا معاملہ ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میری محترمہ بہن ڈاکٹر فرزانہ نذیر ڈاکٹر نہ ہوتیں تو ان کی شادی نہ ہوتی۔ (قہقہے)

یہ بات غلط ہے میں ان کی بات کو تسلیم نہیں کرتا۔ یہ ڈاکٹر نہ بھی ہوتیں تب بھی ان کی شادی ہو جاتی۔

جناب چیئرمین: وزیر صحت! آپ کو یہ ڈائریکشن دی جاتی ہے کہ آپ دو دن کے بعد بتائیں گے کہ آپ بانڈلے سکتے ہیں یا نہیں لے سکتے، ترمیم کرنا چاہتے ہیں یا نہیں کرنا چاہتے۔ اس کو میں دو دن کے لئے pending کرتا ہوں۔

جناب عابد حسین چٹھہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، عابد چٹھہ صاحب!

جناب عابد حسین چٹھہ: جناب چیئرمین! میں ایک تحریک التوائے کار آؤٹ آف ٹرن پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

لاہور، فیصل آباد روڈ پر-/15 روپے فی گاڑی جگا ٹیکس کی وصولی

جناب عابد حسین چٹھہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور فیصل آباد روڈ BOT-3 کے تحت LEFCO اور FWO تعمیر کر رہی ہے اس روڈ پر لاہور تا فیصل آباد پانچ جگہوں پر زبردستی ٹول ٹیکس 15 روپے فی گاڑی پر جگا وصول کیا جا رہا ہے اور یہ ٹول ٹیکس MPA/MNA کی ملکیتی گاڑیوں کے علاوہ زرعی ٹریکٹر سے وصول کیا جا رہا ہے اور اس روڈ پر واقع مقامی آبادیوں کے لوگ جن کے پاس گاڑیاں ہیں۔ ان سے بھی زبردستی ٹول ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے اس کے علاوہ اس روڈ پر Divider ہونے کی وجہ سے ایک میل کے بعد یوٹرن ہے۔ جس کی وجہ سے اور روڈ پر واقع مقامی آبادیوں کے لوگوں کو روڈ کے دوسری طرف جانے کے لئے شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کی مثال فیروز وٹواں گاؤں کی ہے۔ علاوہ ازیں اس روڈ پر واقعہ پٹرول پمپ اور سی این جی سٹیشن کے مالکان سے Right of way فیس کی حد میں دو لاکھ روپے زبردستی وصول کئے جا رہے ہیں جبکہ حکومت پنجاب کی طرف سے صرف پانچ ہزار روپے فیس مقررہ ہے ان بے ضابطگیوں کی وجہ سے عوام شدید پریشان ہے۔ مزید برآں کہ اس سڑک پر ٹول ٹیکس ڈبل لیا جاتا ہے اس کمپنی کی کوئی ایگریمنٹ نہ ہے۔ جو حکومت کے پاس ہو، تاکہ اس کو منظر عام پر لایا جا سکے اور یہاں غیر معیاری کام ہوا ہے جبکہ قبرستان کی جگہ بھی تقسیم ہو گئی ہے اور مقامی علاقوں کو بڑی پریشانی ہے۔ فیصل آباد شہر سے بطرف لاہور تقریباً چار کلومیٹر کا سڑک کی تعمیر ادھوری رہ گئی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ شاید میری بات آپ بہتر طریقے سے سمجھ سکیں گے کیونکہ میرے علم میں ہے کہ آپ کے حلقے کا بھی ایک وسیع علاقہ اس روڈ کے ارد گرد واقع ہے۔ اگرچہ اس روڈ کی تعمیر پنجاب حکومت کا ایک سنہری کارنامہ ہے مگر جس طریقے سے BOT پر کنٹریکٹ کیا گیا ہے اور اس سے اس کی execution and implementation سے جو مقامی آبادیاں ہیں، دو دو تین تین یونین کونسلیں، چالیس چالیس، ساٹھ ساٹھ ہزار کی آبادیاں جو ارد گرد واقع ہیں ان کی مشکلات طرح طرح کی نوعیت ہیں، کئی جگہ پر قبرستان ایک طرف ہے اور وہاں پر دو دو کلومیٹر کا divider، پانچ پانچ، چھ چھ فٹ اونچا بنا دیا گیا ہے۔ جس سے وہ لوگ سڑک پار نہیں کر

سکتے اس کے علاوہ سی این جی اور پٹرول پمپ کی فیس حکومت پنجاب کی طے شدہ فیس سے کئی گنا زیادہ کس بنیاد پر لی جا رہی ہے ؟ان مسائل کو گہری نظر سے دیکھنے کے لئے میری استدعا ہے کہ اگر ہاؤس کی کمیٹی بنادی جائے جس میں فیصل آباد اور شیخوپورہ کے ایم پی ایز کو نمائندگی دی جائے تو لوگوں کے یہ مسائل ہم خوش اسلوبی سے بیٹھ کر حل کر پائیں گے۔

جناب چیئرمین: چٹھہ صاحب نے جو تحریک ایوان میں پڑھی ہے کیا اس کو ایوان میں پیش کر دوں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! ایک تو جناب! نے ان کو out of turn پڑھنے کی اجازت دی ہے دوسرا جب concerned Department کا موقف آئے گا تو اس کو سننے کے بعد فیصلہ فرمائیں۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! یہ ٹھیک ہے کہ سننے کے بعد فیصلہ ہو گا ہاؤس پاس کر تو سکتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! ہاؤس تو پاس کر سکتا ہے اور جو آپ حکم دیں گے اس کی تعمیل ہو جائے گی لیکن قواعد و ضوابط کے مطابق چلنا پڑے گا کہ آپ کم از کم اس پر گورنمنٹ کا موقف تو سنیں اور تحریک التوائے کار پر ہوتا یہ ہے کہ اس کو اگر آپ admit بھی فرماتے ہیں تو اس پر دو گھنٹے بحث ہوتی ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہونا ہوتا۔ یہ نہیں ہوتا کہ تحریک التوائے کار پر ہم کوئی حکم جاری کر دیں گے کہ اس طرح نہیں اس طرح کر دیا جائے---

جناب چیئرمین: میں اس کو بحث کے لئے admit کرنے کے لئے کہہ رہا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: اس پر دو گھنٹے کی بحث ہو گی تو اس مسئلے کا حل تو نہیں نکلنا، دونوں اطراف سے دو گھنٹے تقریریں ہوں گی اور بات ختم ہو جائے گی اگر آپ اس مسئلے کا حل چاہتے ہیں تو کم از کم آپ حکومت کا موقف آنے دیں متعلقہ وزیر اس کا جواب دے اس کے بعد آپ جو حکم دیں گے اس کی تعمیل ہو جائے گی شاید اس مسئلے کا کوئی بہتر طور پر حل نکل آئے۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! لاء منسٹر صاحب نے بالکل صحیح کہا ہے آپ ضابطہ کار کے تحت چلا سکتے ہیں آپ نے ایک تحریک التوائے کار لی ہے اس پر گورنمنٹ کا موقف لینا ہے مگر اس

میں آپ under the Rule (62) اس کے لئے ٹائم فکس کر سکتے ہیں اگر فاضل ممبر اس پر نوٹس لے گا۔ ہم یہاں پر ایسے precedents یہاں پر نہ سیٹ کریں جو کل کو ہمارے لئے پریشان کن ہوں۔ آپ نے اس کو admit کر لیا ہے اس پر گورنمنٹ کا موقف سن لیں اس کے بعد any Wednesday اس پر نوٹس رکھ سکتے ہیں۔ میرے خیال میں مناسب یہی ہوگا۔

جناب چیئر مین: ٹھیک ہے پہلے گورنمنٹ کی طرف سے جواب آ جائے۔ تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے اور تحریک التوائے کار نمبر 853 کل کے لئے رکھتے ہیں۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودہ قانون

(جو پیش کیا جا چکا ہے)

مسودہ قانون (ترمیم) بارانی زرعی یونیورسٹی راولپنڈی مصدرہ 2004

MR. CHAIRMAN: Now we tak up the University of Arid Agriculture Rawalpindi (Amendment) Bill 2004 (Bill No. 12 of 2004)

یہ جناب تنویر اشرف کائرہ کی طرف سے move ہو چکا ہے کیا منسٹر صاحب ہیں؟

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! آج منسٹر صاحب نہیں ہیں اگر اس کو pending کر لیا جائے تو وہ اس بارے میں بہتر جواب دے سکتے ہیں۔

جناب چیئر مین: اس کو اگلے سیشن تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

وزیر مال: جناب سپیکر! AC کو بند کیا جائے۔

جناب چیئر مین! AC بند کر دیں۔ جی، اگلی ہیں محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب چیئر مین! میں نے اس قرارداد میں ترمیم کا نوٹس جمع کرایا ہے تو میں ترمیم شدہ قرارداد پڑھنا چاہوں گی۔

جناب چیئر مین: کیا اس کو pending کر دیا جائے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جی۔ نہیں، میں ترمیم شدہ قرارداد پڑھنا چاہوں گی میری راجہ صاحب سے بات ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! محترمہ نے جو قرارداد دی تھی میں نے ان سے request کی تھی کہ یہ چونکہ عدالتوں سے متعلقہ ہے اور ہم عدالتوں کو پابند نہیں کر سکتے کہ وہ چھ مہینے کے اندر مقدمات کا فیصلہ کریں اور ساتھ ہی میں نے یہ بھی گزارش کی تھی کہ اس سلسلے میں باقاعدہ ایک قانون موجود ہے جہاں عدالتوں کو پابند کیا گیا ہے کہ چھ مہینے کے اندر فیملی لاز کے تحت family disputes کا فیصلہ کریں۔ اگر کوئی عدالت چھ مہینے کے اندر فیصلہ نہیں کرتی تو پھر appellant forum موجود ہیں وہاں پر جایا جا سکتا ہے مگر محترمہ کا استدلال یہ تھا کہ وہ یہ چاہتی ہیں کہ عدالتوں کو facilitate کیا جائے تاکہ وہ چھ مہینے میں مقدمات کا فیصلہ کر سکیں اور اس کے لئے حکومت اقدامات کرے تو پھر میں نے ان سے request کی تھی کہ پھر آپ amendment لے آئیں میں اس کو oppose نہیں کروں گا اس لئے میرے خیال میں وہ شاید amendment لے کر آئی ہیں اگر آپ اجازت دیں گے تو وہ amended Resolution پڑھ دیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے amended Resolution پڑھ لیں۔

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

مغربی پاکستان فیملی کورٹس ایکٹ 1964 کے تحت فیملی کیسز کا فیصلہ چھ ماہ میں کئے جانے کے لئے اقدامات

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب چیئرمین! یہ ایوان پنجاب حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ The West Pakistan Family Courts Act 1964 کے تحت فیملی کیسز کا فیصلہ چھ ماہ میں یقینی بنانے کے لئے پنجاب حکومت ایسے عملی اقدامات کرے جس سے یہ ممکن ہو سکے۔

جناب سپیکر! میں اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ یہ دینا چاہتی ہوں جیسا کہ راجہ صاحب نے کہا اور میرا اس قرارداد کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس میں کورٹس کو bound کرنے کا مطلب نہیں ہے بلکہ میں پنجاب حکومت سے ایسے عملی اقدامات چاہتی ہوں جس میں فیملی کورٹس کو ہر ڈسٹرکٹ لیول میں قائم کرنا، ان کی تعداد میں اضافہ کرنا اور ان کورٹس کے اندر فیملی ججز کا تقرر وہ اگر ممکن

ہوتو میں سمجھتی ہوں کہ چھ ماہ کے اندر فیملی کیسز کے فیصلے کئے جا سکتے ہیں۔آج کل طلاق اور خلع کے کیسز کا فیصلہ تو چھ ماہ میں ہو جاتا ہے لیکن باقی فیملی کیسز ان میں maintenance, dowryاور بچوں کی custodyصرف burdenکی وجہ سے اور فیملی کورٹس کی تعداد میں کمی کی وجہ سے ممکن نہیں ہو سکتا اس لئے میں پنجاب حکومت سے یہ سفارش کروں گی۔۔۔

جناب چیئرمین: محترمہ!قرارداد کے بعد میں نے راجہ صاحب سے پوچھنا تھا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جی، پوچھ لیں۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین!گزارش ہے کہ محترمہ نے اب قرارداد پڑھ دی ہے میں نے ان سے request کی تھی کہ وہ amendedلے آئیں وہ amendedلے کر آئی ہیں۔ میں صرف ان کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ access to the justice programmeکے تحت پراونشل گورنمنٹ پہلے سے بھی اقدامات کر رہی ہے لیکن ہم اس قرارداد کے بعد ان اقدامات میں مزید بہتری لائیں گے تو اس لئے میں اس کو opposeنہیں کرتا آپ اس کو منظور فرمالیں۔

جناب چیئرمین: یہ قرارداد متفقہ طور پر پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

> "یہ ایوان پنجاب حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ West Pakistan Family Act 1964کے تحت فیملی کیسز کا فیصلہ چھ ماہ میں یقینی بنانے کے لئے مناسب اقدامات کرے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب چیئرمین: آج کے ایجنڈے کی پہلی قرارداد شیخ علاؤالدین کی ہے۔

حکومت پنجاب، سٹاک ایکسچینج ہولڈر کی آمدن پر ایک فیصد اور بنکوں کے منافع پر پانچ فیصد سٹیمپ ڈیوٹی عائد کرے

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب چیئرمین!اس ایوان کی رائے ہے کہ:

> "پنجاب میں اسٹاک ایکسچینج کے shares turn overپر ایک فیصد اور بنکوں کے گراس منافع پر پانچ فیصد Provincial Stamp Dutyفوری طور پر

لگائی جائے تاکہ پنجاب حکومت کو اپنے انقلابی ترقیاتی پروگرام کے لئے اور
خاص طور پر بے روزگار نوجوانوں کے لئے وسیع سرمایہ حاصل ہو سکے۔"
جو تقریباً سالانہ ساڑھے سات ارب روپے گا۔

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب میں اسٹاک ایکسچینج کے shares turn over پر ایک فیصد اور بنکوں
کے گراس منافع پر پانچ فیصد Provincial Stamp Duty فوری طور پر
لگائی جائے تاکہ پنجاب حکومت کو اپنے انقلابی ترقیاتی پروگرام کے لئے اور
خاص طور پر بے روزگار نوجوانوں کے لئے وسیع سرمایہ حاصل ہو سکے۔"

MINISTER FOR FINANCE:- I oppose it.

جناب چیئرمین: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! شکریہ۔ بات یہ ہے کہ مجھے اپنے محترم وزیر خزانہ کی اس پر oppose کرنے کی سمجھ نہیں آئی۔ میں آپ کو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سٹیٹ بنک کی latest report کے مطابق بنکوں کا منافع تقریباً ایک کھرب روپے کو touch کر گیا ہے جو صرف تین سال پہلے سات ارب روپے تھا۔ اب اگر provincial stamp duty پنجاب گورنمنٹ لگاتی ہے تو ان کو additional source of income ملتا ہے۔ اس میں ان کو کیا حرج ہے کہ اگر ان کو additional source ملتا ہے اور ان کے پاس ایک وسیع سرمایا حاصل کرنے کا راستہ ملتا ہے۔ اسی طرح shares turn over پر محترم وزیر خزانہ کو پتا ہو گا کہ پچھلے دنوں سندھ گورنمنٹ نے بھی سٹاک ایکسچینج پر stamp duty لگائی ہے اور یہ دونوں مدیں ایسی ہیں کہ جن کے اندر کسی قسم کا کوئی غلط کام نہیں ہو سکتا۔ یہ چھپ نہیں سکتے، نہ تو بنکوں کا منافع چھپایا جا سکتا ہے اور نہ ہی شیئرز کی turn over چھپائی جا سکتی ہے۔ یہ direct taxes ایسے ہیں جو کہ صرف haves کو لگائے جائیں، وہ لوگ جو کہ ٹیکس دے سکتے ہیں، یہ وہ taxes نہیں ہیں جو کہ have not کو لگا کر حکومت کی بدنامی کا باعث بنیں تو اس کے اندر اگر یہ taxes ان لوگوں سے وصول کئے جائیں، naturally اگر ایک کروڑ یا دو کروڑ شیئرز کا روزانہ turn over ہوتا ہے تو ایک فیصد اس کا کچھ بھی نہیں ہے، یہ peanut ہے۔ اسی طرح بنکوں سے اگر provincial stamp duty میں پانچ فیصد لے لیا جائے تو بنکوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں وزیر خزانہ موصوف کی خدمت میں یہ

عرض کروں گا کہ بنکوں نے اپنے منافع کو کم کرنے کے لئے non productive expenses کی بے انتہا تعداد بڑھادی ہے۔ انھوں نے اپنے بنگلوں اور گاڑیوں کے اوپر اور بے شمار اضافی سٹاف پر جو خرچے لگائے ہیں اگر اس میں سے کچھ پنجاب کے بیروزگار نوجوانوں کو مل جائے تو اس میں کیا حرج ہے اور اگر اس پر discuss کر لیا جائے، آپ اس کی اسمبلی میں اجازت دے دیں اور اس کو سمجھ لیا جائے کہ یہ کیا ہے، اس میں کسی کا کوئی نقصان نہیں ہے۔ یہ ان لوگوں اور ان اداروں سے ٹیکس لیا جائے گا جو لوگ یا ادارے یہ ٹیکس دے سکتے ہیں۔ شیئر مارکیٹ میں بھی جو لوگ ٹیکس دے سکتے ہیں ان سے لیا جائے گا اور بنکوں سے لیا جائے گا۔ میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس کی کسی قسم کی مخالفت کرنا بالکل ناجائز ہے۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر خزانہ صاحب !

وزیر خزانہ: جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کو یہ بتانا چاہوں گا کہ جہاں تک سٹاک ایکسچینج اور بنکوں کا تعلق ہے تو یہ فیڈرل گورنمنٹ کے فیڈرل لیجسلیٹو لسٹ پر بنکس آئٹم نمبر 28 ہے اور سٹاک ایکسچینج آئٹم نمبر 30 ہے۔ شیخ صاحب کی یہ بات بالکل بجا ہے کہ بنکس یا مختلف ادارے بہت زیادہ منافع کما رہے ہیں لیکن سٹیمپ ڈیوٹی لگانے کے لئے ہمیں سٹیمپ ایکٹ کو دیکھنا پڑتا ہے اور بدقسمتی سے یہ بالکل اسی طرح بات کر رہے ہیں کہ اگر ہم ایک باٹا فیکٹری یا مل کے پاس چلے جائیں کہ تم ایگریکلچر انکم ٹیکس کیوں نہیں دے رہے جس کا ایگریکلچر سے کوئی تعلق یا واسطہ ہی نہ ہو۔ ایگریکلچر انکم ٹیکس تو زمیندار کو دینا ہے نہ کہ کسی دکاندار کو اور نہ کہ کسی فیکٹری یا مل کے مالک کو دینا ہے۔ سٹیمپ ڈیوٹی صرف اس صورت میں لاگو ہو سکتی ہے کہ اگر کوئی instrument استعمال ہو جس میں دو پارٹیاں اکٹھی بیٹھیں اور ایگریمنٹ کریں۔ اس instrument کی definition بھی میں شیخ صاحب کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں:

> The word instrument is defined as a document by which any right or liability is or purports to be created, transferred, limited, extended, extinguished or recorded as laid down under sub section 14 of section 2 of the Stamp Act 1899.

تو یہ جن مدات پر سٹیمپ ڈیوٹی لگوانا چاہ رہے ہیں وہ سٹیمپ ایکٹ کے تحت اس زمرے میں نہیں آتے۔ دوسرا یہ ایک وفاقی سبجیکٹ ہے۔ اس وجہ سے میں گزارش کرتا ہوں کہ آپ question put کریں تاکہ اس کا معزز ایوان فیصلہ کرے۔ بہت بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میں گزارش کرنا چاہوں گا۔۔۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! وہ قانونی بات کر رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب! میں قانونی جواب دوں گا۔ میں ان کو غیر قانونی جواب نہیں دوں گا۔ بات یہ ہے کہ میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب بھی بنک کوئی loan issue کرتا ہے تو collateral کے papers sign ہوتے ہیں اور وہ contract between the loanee and the bank ہوتا ہے۔ اب آپ مجھے یہ بتائیے کہ اس پر بھی stamps لگی ہوئی ہوتی ہیں۔ اس کے ہر صفحے پر stamp ہوتی ہے اور اسی طرح جب سٹاک ایکسچینج میں شیئرز کی transaction ہوتی ہے تو وہ بھی ایک contract کے تحت ہوتی ہے۔ میں نے بھی اسی لئے پراونشل سٹیمپ ڈیوٹی کا ذکر کیا ہے کہ یہ فیڈرل ٹیکس نہیں لگا سکتے۔ یہ پراونشل ڈیوٹی کے تحت، سٹیمپ کے تحت اپنے چارجز لے سکتے ہیں، یہ نہیں لینا چاہتے ان کی مرضی لیکن میں ثابت کر سکتا ہوں کہ سندھ نے اسی طرح شیئرز پر اپنی ڈیوٹی لگائی ہے اور وہ آج کل وصول کر رہے ہیں۔ یہ بات، جو یہ کہتے ہیں کہ 1899 کا تو وہ مجھے رٹا ہوا ہے۔ اس کے بغیر collateral لے ہی نہیں سکتا۔ ہر بنک loan issue کرنے سے پہلے باقاعدہ sign کرواتا ہے اور ایک contract ہوتا ہے۔ اس کے بغیر آپ کو بھی پتا ہے کہ بنک کچھ نہیں دیتا۔ بنک اس کے تحت ہی account holder کے account کو credit کرتا ہے اور وہ اپنے چیک کے ذریعے وہاں سے رقم کو draw کرتا ہے۔ یہ اس میں amendment کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ یہ اپنے طور پر ان سے charge کر سکتے ہیں۔ یہ نہ کرنا چاہیں تو اور بات ہے لیکن قانون کا حوالہ نہ دیں۔

جناب چیئرمین: جی، تشریف رکھیں۔ وزیر خزانہ صاحب! اگر سندھ والے لے رہے ہیں تو ہمیں بھی لینے میں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ آپ سندھ سے ریکارڈ منگوالیں اور چیک کر لیں۔ اگر سندھ میں ہے تو آپ کو کیا اعتراض ہے؟

وزیر خزانہ: جناب چیئرمین! اس وقت اس معزز ایوان میں دو باتیں ہو رہی ہیں۔ جہاں تک شیخ صاحب نے فرمایا کہ جب بنک کوئی loan دیتا ہے تو سٹیمپ ڈیوٹی چارج کرتے ہیں، میں اس سے سو فیصد اتفاق کرتا ہوں اور جب میں نے سٹیمپ ڈیوٹی میں لفظ instrument کی definition اس معزز ایوان کی خدمت میں پیش کی تو اس میں، میں نے یہ مانا کہ جب دو پارٹیاں آپس میں agreement کرتی ہیں تو سٹیمپ ڈیوٹی یقیناً لاگو ہوتی ہے، اس پر ان کا نقطہ نظر مختلف ہو سکتا ہے کہ اس کی شرح کیا ہو۔ اب میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کو پورے اعتماد اور پورے یقین کے ساتھ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کم از کم gross profit میں کوئی agreement دو پارٹیوں کا دستخط نہیں ہو رہا ہوتا، gross loss کے اندر کسی قسم کا دو پارٹیاں آپس میں agreement نہیں کر رہی ہوتیں۔ جس چیز پر یہ چاہ رہے ہیں کہ لگایا جائے وہ مد کم از کم سٹیمپ ڈیوٹی کے زمرے میں نہیں آتی۔ شیئرز کی ٹرانسفر کا جہاں تک تعلق ہے تو 1999 میں یہ تقریباً اڑھائی فیصد ہم شیئرز کی ٹرانسفر پر، of the value of the shares یہ نہیں کہ شیئر دس روپے کا خریدا اور آج سو روپے کا ہو گیا ہے، اس کا جو مروجہ ریٹ ہوتا تھا اس کا ہم اڑھائی فیصد in the shape of stamp duty لیتے تھے جس کو موجودہ گورنمنٹ نے 2004 میں گھٹا کر intentionally .05 percent کیا کہ اس صوبہ میں business activity بڑھے۔ ان کی یہ جو gross profit والی بات ہے وہ کسی صورت میں اس مد میں نہیں آتی کہ اس پر سٹیمپ ڈیوٹی لگائی جا سکے۔ گورنمنٹ کا اپنا conscious decision ہے کہ ہم stamp duty اگر گھٹائیں گے تو صوبہ کی سٹاک مارکیٹ کی activity زیادہ بڑھے گی۔

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب میں سٹاک ایکسچینج کے shares turn over پر ایک فیصد اور بنکوں کے گراس منافع پر پانچ فیصد provincial stamp duty فوری طور پر لگائی جائے تاکہ پنجاب حکومت کو اپنے انقلابی ترقیاتی پروگرام کے لئے اور خاص طور پر بے روزگار نوجوانوں کے لئے وسیع سرمایا حاصل ہو سکے۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

جناب چیئرمین: جی، تنویر اشرف کائرہ صاحب! آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

حکومت پنجاب وفاق سے پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی کے لئے سفارش کرے

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب چیئرمین! میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے پُر زور سفارش کرتا ہے کہ پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں فوری طور پر کمی کی جائے۔"

جناب چیئرمین: یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے پُر زور سفارش کرتا ہے کہ پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں فوری طور پر کمی کی جائے۔"

وزیر خزانہ: جناب والا! میں آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے اس حوالے سے تنویر اشرف کائرہ صاحب سے بات کی تھی۔ انھوں نے اس میں ایک amendment پر اتفاق کیا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں اور کائرہ صاحب اپنی ترمیم شدہ قرار داد پڑھ دیں تو میں اس کو oppose نہیں کروں گا۔

جناب چیئرمین: کائرہ صاحب! کیا آپ کی وزیر خزانہ صاحب سے قرار داد میں ترمیم کے حوالے سے بات ہوئی ہے؟

جناب تنویر اشرف کائرہ: جی ہاں! بات ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: تو پھر آپ اپنی ترمیم شدہ قرار داد پڑھ دیں۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب چیئرمین! میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے پُر زور سفارش کرتا ہے کہ پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں فوری طور پر کمی کرنے پر غور کیا جائے۔"

جناب چیئرمین: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے پُر زور سفارش کرتا ہے کہ پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں فوری طور پر کمی کرنے پر غور کیا جائے۔"

(قرار داد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

محترمہ ظل ہما عثمان: جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، بی بی فرمائیں!

MRS ZILLA HUMA USMAN: Mr. Chairman! My point of order is about Panel of Chairmen. Sir this is the fourth time in the Punjab Assembly that a female name is added in the Panel of Chairmen and this time the name is from opposition benches. This is a very good and healthy sign. Sir, I want to ask why this name is always added at the end of the list. Why not at the top of the list?

اگر آپ female name add کرتے ہیں تو اس کو Panel of Chairmen میں top of the list لائیں تاکہ ان کو بھی کام کرنے کا موقع مل سکے۔ تو میری درخواست ہے کہ next time female کو at the top of the list رکھا جائے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے اس پر غور کریں گے۔ اگلی قرارداد ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی طرف سے ہے۔ وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

کسانوں کو کھاد، بیج اور کرم کش ادویات میں 50 فیصد سبسڈی دینے کا مطالبہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت ساڑھے بارہ ایکڑ اور اس سے کم رقبہ کے کسانوں کو کھاد، بیج، کرم کش ادویات اور زرعی آلات کی خرید پر 50 فیصد رعایت دے۔"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت ساڑھے بارہ ایکڑ اور اس سے کم رقبہ کے کسانوں کو کھاد، بیج، کرم کش ادویات اور زرعی آلات کی خرید پر 50 فیصد رعایت دے۔"

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت: جناب چیئرمین! ہم اس قرارداد کو oppose نہیں کرتے۔

اگر ہمارے کسانوں کو اس قرارداد کے ذریعے کوئی ریلیف ملتا ہے تو انھیں ملنا چاہئے تاکہ ہماری پیداوار میں اضافہ ہو سکے۔آپ وزیر خزانہ سے پوچھ لیں کیونکہ یہ محکمہ خزانہ کا معاملہ ہے۔

جناب چیئرمین: یہ قرارداد کسی طرف سے oppose نہیں کی گئی۔وزیر خزانہ صاحب!آپ کو اس پر کوئی اعتراض ہے؟

وزیر خزانہ: جی، میں اس کی مخالفت نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت ساڑھے بارہ ایکڑ اور اس سے کم رقبہ کے کسانوں کو کھاد، بیج، کرم کش ادویات اور زرعی آلات کی خرید پر 50 فیصد رعایت دے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: اگلی قرارداد ارشد محمود بگو صاحب کی ہے۔جی بگو صاحب آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین!قرارداد پڑھنے سے پہلے میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔جناب والا!ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ کے متعلق میری رائے تھی۔۔۔

جناب چیئرمین: وہ میری بہن ہیں۔آپ اپنی قرارداد پڑھیں۔No point of order.

ممبران صوبائی اسمبلی پنجاب کو قاعدہ 22 کے تحت جسٹس آف پیس مقرر کئے جانے کا نوٹیفکیشن جاری کرنے کا مطالبہ

جناب ارشد محمود بگو: جی، بہتر۔میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی اسمبلی کے تمام ممبران کو ضابطہ فوجداری 1898 کی دفعہ 22 کے تحت جسٹس آف پیس مقرر کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کیا جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! پہلے مجھے اس قرارداد کو نمٹا لینے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں اسی سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب! میں نے محترم ارشد بگو صاحب سے یہ گزارش کی ہے کہ آج سے کچھ عرصہ پہلے انہی کی طرف سے ایک قرار داد آئی تھی اور اس پر ہم نے گورنمنٹ کو initiate کیا تھا کہ ہم یہ فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔so decision وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس pending ہے۔ میں معزز رکن سے یہ درخواست کرنا چاہتا تھا کہ اس کو pending فرمالیں۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ صاحب مثبت فیصلہ کرنے والے ہیں۔ میری یہی استدعا ہے۔

جناب چیئرمین: بگو صاحب! میرے خیال میں راجہ بشارت صاحب کی یقین دہانی کے بعد اس کو pending کر دینا چاہئے۔

جناب ارشد محمود بگو: راجہ صاحب ہمارے بڑے محترم بھائی ہیں۔ یقین تو نہیں کرنا چاہئے لیکن انھوں نے یقین دہانی کروائی ہے لہذا اس کو pending فرمادیں لیکن میں ان سے درخواست کروں گا کہ اسی اسمبلی میں اس کا فیصلہ کروالیا جائے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ راجہ صاحب کی یقینی دہانی پر اس قرارداد کو pending کیا جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

گنگارام ہسپتال میں کرپشن اور بوگس بھرتیاں کرنے والوں کے خلاف کارروائی کا مطالبہ

محترمہ طاہرہ منیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ فرمائیں!

محترمہ طاہرہ منیر: جناب چیئرمین! میں وزیر موصوف کی توجہ چاہوں گی۔

جناب چیئرمین: وزیر صحت صاحب! آپ محترمہ کی بات غور سے سنیں۔

محترمہ طاہرہ منیر: جناب والا! گنگا رام ہسپتال میں مشینری کے حوالے سے کروڑوں روپے کی کرپشن ہوئی ہے اور 150 لوگوں کی بوگس بھرتیاں کی گئیں ہیں۔ اس پر وزیر اعلیٰ صاحب نے انکوائری کا آرڈر دیا تھا لیکن پروفیسر اکبر چودھری جو کہ اس کے پرنسپل ہیں انھوں نے سیکرٹری صحت کو خط لکھا کہ اس کی انکوائری کی ضرورت نہیں ہے۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گی کہ اس سلسلے میں اب تک کیا کارروائی کی گئی ہے؟ اس کرپشن اور ان بوگس بھرتیوں کے سلسلے میں اب تک کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے؟

جناب چیئرمین: وزیر صحت صاحب! محترمہ نے گنگارام کے جس مسئلہ کے بارے میں point out کیا ہے اس کی معلومات حاصل کر کے رپورٹ پیش کریں۔

وزیر صحت: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! پہلے طاہرہ منیر صاحبہ کے point کا وزیر صحت کو جواب تو دے لینے دیں۔

جناب چیئرمین: میں نے وزیر صحت کو کہہ دیا ہے، direction دے دی ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ اس کی رپورٹ آئے گی۔ میں نے direction دے دی ہے، چیئر کی direction اہم ہوتی ہے۔ وزیر صاحب اس کی رپورٹ لائیں گے۔ جی، سمیع اللہ خان صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے تھے؟

جناب سمیع اللہ خان: جناب والا! کل یا پرسوں راجہ بشارت صاحب راولپنڈی گئے ہیں اور وہاں پر صحافیوں کی ایک ہاؤسنگ کالونی کا انھوں نے افتتاح کیا ہے یا سنگ بنیاد رکھا ہے۔ میری ان سے گزارش ہے کہ تقریباً ایک سال پہلے لاہور میں صحافیوں کی کالونی کے حوالے سے اعلان ہوا، یہاں سے باقاعدہ اس بارے میں بل بھی پاس ہوا لیکن جن صحافیوں کو اس کالونی میں پلاٹ الاٹ کئے گئے ہیں انھیں ابھی تک کوئی لیٹر نہیں ملا۔ میری آپ کی وساطت سے راجہ بشارت صاحب سے گزارش ہے کہ اس وقت لاہور میں صحافی کالونی کا جو status ہے، جس حد تک کام ہوا ہے اس بارے میں ایوان کو آگاہ فرمادیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: بگو صاحب بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔ وہ بھی بات کر لیں پھر ایک ہی مرتبہ راجہ

صاحب سے سارے جوابات لے لیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! میں پہلے بھی بات کرنا چاہ رہا تھا لیکن آپ نے حکم دیا کہ پہلے قرارداد پڑھ لیں تو میں گزارش یہ کرنا چاہتا تھا کہ ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ کے متعلق میرا گمان، رائے یہ ہے وہ ماشاء اللہ اپنے قول کی بڑی سچی، پکی ہیں اور جو بات floor پر کہتی ہیں اس پر عمل بھی کرتی ہیں۔ ابھی کچھ دیر پہلے انھوں نے ہاؤس سے واک آؤٹ کیا تھا۔

جناب چیئرمین: نہیں میری بہن نے واک آؤٹ نہیں کیا۔

جناب ارشد محمود بگو: انھوں نے واک آؤٹ کیا لیکن ان کی دوستوں نے انھیں کھینچ کر بٹھا لیا اور وہ بیٹھ گئی ہیں۔ اس بات کی وجہ سے میرے دل میں تھوڑا سا ملال پیدا ہوا ہے۔ لہذا میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنے اس قول کو سچا ثابت کریں اور ہاؤس سے واک آؤٹ کر جائیں۔ ہم ان کو بعد میں عزت کے ساتھ واپس لائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب! میں تو یہ خیال کر رہی تھی کہ ارشد محمود بگو صاحب بھی میرا ساتھ دیتے ہوئے واک آؤٹ کر جائیں گے۔

جناب چیئرمین: ہاں! یہ ٹھیک ہے۔

پرنسپل آف مارکیٹنگ کی کتاب سے تصویر ختم کرنے کا مطالبہ

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ایک بڑے اہم نکتہ پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ معاملہ یہ ہے کہ اس وقت پوری دنیا کے اندر اسلامی کلچر پر یورپ کی یلغار ہو رہی ہے۔ یورپین کی سب سے بڑی طاقت پاکستان پر صرف ہو رہی ہے اور وہ پاکستان کے اندر اسلامک کلچر کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کے دل سے اللہ اور نبی پاک ﷺ کی محبت دور کرنا چاہتے ہیں۔ میں اسی سلسلے میں بات کرنا چاہ رہا ہوں ابھی کچھ دیر سے یونیورسٹی میں Principles of Marketing کے نام سے ایک سبجیکٹ پڑھایا جا رہا ہے۔ Nike Shoes امریکن کمپنی ہے انھوں نے جوتا بنا کر اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھ دیا۔

جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے راجہ بشارت صاحب کی بھی توجہ چاہوں گا چونکہ یہ معاملہ حکومت سے متعلق ہے۔ Nike Company امریکن ہے اور اس کے جوتے بنتے ہیں اور انھوں نے جوتے پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھ کر پاکستان میں بھیج دیا۔ میں سب کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ کس طرح ہمارے جذبات سے کھیلنا چاہتا ہے۔ بعد میں وہ جوتا واپس کر دیا گیا لیکن یونیورسٹی کے اندر جو Principles of Marketing کی کتاب پڑھائی جا رہی ہے۔ ابھی فیکس میں یہ تصویر آئی ہے کہ جوتے کے نیچے اللہ کا نام لکھا ہوا ہے اور ابھی تک وہ تصویر اس سلیبس میں موجود ہے۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ یونیورسٹی کے اندر یہ احکامات جاری کریں کہ اس کتاب سے یہ تصویر ختم کر دی جائے۔ بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: یہ دیکھ کر کارروائی کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن چودھری اصغر علی گجر نے اس تصویر کی فیکس وزیر قانون کو پہنچا دی)

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! اس کے ذمہ دار ہماری یونیورسٹی کے لوگ ہیں لہذا ان کے خلاف مقدمہ درج کر کے کارروائی کی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ٹھیک ہے، جناب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! آج تحاریک التوائے کار کے وقفہ میں میو ہسپتال اور گنگا رام ہسپتال کے متعلق انتہائی اہمیت کے معاملات اٹھائے گئے تھے۔ جن پر آپ نے فرمایا تھا کہ وزیر صحت دو دن کے بعد اس کا جواب دیں۔ اس وقت میں نے یہ عرض کیا تھا کہ اجلاس تو مزید دو دن نہیں چلے گا لیکن آپ نے فرمایا کہ میں یقین دہانی کرواتا ہوں کہ اجلاس جمعرات کو ہو گا۔ اب صورتحال کچھ بدلی بدلی سے لگ رہی ہے۔

جناب چیئرمین: جی، صورتحال بدل گئی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: اگر اب صورتحال بدلی بدلی سی محسوس ہوتی ہے تو پھر ان تحاریک التوائے کار کو اگلے اجلاس تک pending کیا جائے۔ چونکہ اس معاملے کی urgency ہے اور یہ urgent نوعیت کا ہے لہذا آپ ہیلتھ منسٹر صاحب سے یہ فرما دیں کہ وہ کل یا پرسوں ان دونوں معاملات پر specific meeting رکھ لیں۔ میں بھی وہاں پر حاضر ہو جاؤں گا کوئی اور صاحب ہیں اس کی

urgency کو resolve کیا جائے۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔

بہاولپور کے ہسپتال میں مریضوں کو antibiotic ادویات کی عدم دستیابی

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئرمین! آج جو تحاریک التوائے کار پیش ہو رہی تھیں ان میں سے ایک دو پر کافی discussion ہوئی تو اس کے فوراً بعد ہسپتالوں کے اندر ادویات کے بارے میں میری ایک تحریک التوائے کار تھی۔ یہ بہت خوش آئند بات ہے کہ جب مریض ہسپتال میں داخل ہوتے ہیں تو حکومت کی طرف سے تمام ادویات فراہم کی جا رہی ہیں لیکن یہ بات بھی اپنی جگہ اہم ہے اور میں ہیلتھ منسٹر صاحب سے بھی کہوں گا کہ وہ اس طرف توجہ کریں کہ اگر مریض کو کوئی infection ہو جاتا ہے تو اس کے لئے مارکیٹ میں بہت ساری antibiotic موجود ہیں۔ زخم یا پیپ سے مواد لے کر لیبارٹریز سے اس کا culture sensitive کرواتے ہیں۔ چونکہ مارکیٹ میں جو پوری کی پوری antibiotics ادویات موجود ہوتی ہیں وہ ساری ہسپتالوں میں مہیا نہیں کی جا سکتیں۔ اب اگر culture sensitive کی رپورٹ آتی ہے کہ ہسپتال میں جو دوائی موجود ہے وہ جراثیم پر کارآمد نہیں ہے تو میں اپنا تجربہ آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ میں نے بہاولپور ہسپتال کے دو تین وارڈز کے اندر ایسے کیس دیکھے ہیں کہ culture sensitive report کے بعد جب دوائی اس پر اثر نہیں کر رہی تھی تو پروفیسر نے مجھے کہا کہ ڈاکٹر صاحب میں بازار سے دوائی نہیں لکھ سکتا اور ہسپتال میں جو دوائی موجود ہے وہ اس پر کام نہیں کر رہی۔ اگر میں بازار سے دوائی لکھوں گا تو میرے خلاف کارروائی ہو گی لہذا آپ مہربانی کر کے اپنے مریض کو یہاں سے ڈسچارج کروالیں اور گھر میں اس کا علاج کروائیں۔ اب اگر مریض غریب ہے اور وہ afford نہیں کرتا اور ہسپتال میں یہ سسٹم موجود ہے کہ زکوٰۃ کے ذریعے اسے دوائی خرید کر دی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں میری تجویز ہے کہ اگر ایسی رپورٹ کے بعد جو دوائی ہسپتال میں موجود ہے وہ مریض پر کارآمد نہیں ہے تو پھر کوئی وارڈ کے پروفیسر، ایم ایس اور ایڈیشنل ایم ایس کی ایک کمیٹی بن جائے جو اس رپورٹ کے

مطابق طے کر لے کہ اگر یہ دوائی کام نہیں کر رہی تو پھر بازار سے دوائی خریدنے کی اجازت ہو جائے۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے جسے پورے پنجاب کے اندر مریض face کر رہے ہیں۔ مجھے بطور ٹیکنیکل ڈاکٹر اس چیز کا احساس ہے کہ بعض مریضوں کو اس کا کافی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ لہذا میں چاہوں گا کہ وزیر صحت اس سلسلے میں کوئی rectification کریں۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر وسیم صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ وزیر صحت نے آپ کی بات سن لی ہے۔ وہ آپ کو اور وہاں کے ایم ایس کو بلا کر بہاولپور کا مسئلہ حل کریں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: شکریہ

جناب چیئرمین: باقی معاملات میں سے یہاں پر ایک ہی مسئلہ دیکھا تھا۔ لہذا گنگارام اور میو ہسپتال کے مسائل کے لئے وزیر صحت جمعہ کو اسمبلی چیمبر میں میٹنگ بلائیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! ان سے بھی تو پوچھ لیں کہ وہ کس دن available ہوں گے۔

جناب چیئرمین: میری بات سنیں۔ یہ Chair کا حکم ہے۔ وہ اس پر عمل کریں گے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ نہ کریں۔ وہ ایوان میں موجود ہیں اور directions سن رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! ان سے پوچھ تو لیں۔

جناب چیئرمین: میں ان سے کیوں پوچھوں؟ جب Chair یہ direction دے رہی ہے تو وہ اس پر عملدرآمد کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: اس پر عملدرآمد نہیں ہوگا۔

جناب چیئرمین: اس پر عملدرآمد ہوگا۔ ہیلتھ منسٹر صاحب! میں نے جس انکوائری کا کہا ہے دو دن میں فرزانہ نذیر صاحبہ اس کی رپورٹ لائیں گی اور اس رپورٹ میں گنگارام کے باقی مسائل بھی لائیں گی۔ اب جمعہ کو سیکرٹریٹ میں مجلس قائمہ برائے ہیلتھ کی میٹنگ ہوگی جس میں راجہ بشارت صاحب کو بھی دعوت دی جاتی ہے کہ وہ بھی اس میٹنگ میں تشریف لائیں۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ commitment پوری نہیں کریں گے۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! چھوڑیں آپ کیا بات کرتے ہیں۔ اب میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ صدر پاکستان، چودھری پرویز الٰہی صاحب اور (ق) لیگ نے ہماری اسمبلی کے چار سال پورے کروائے ہیں اس پر میں اپنی طرف سے پورے ایوان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

کچھ دوست کہہ رہے ہیں کہ آئندہ اجلاس نہیں ہو گا۔انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اجلاس ہو گا۔اب میں آج کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کرتا ہوں۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(111)/2006/885. Dated 24th November, 2006. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, **I, Lt. Gen. (Retd) Khalid Maqbool,** Governor of the Punjab hereby prorogue the 27th Session of the Provincial Assembly of the Punjab with immediate effect.

Dated Lahore, the 24th November, 2006

LT. GEN. (RETD) KHALID MAQBOOL
GOVERNOR OF THE PUNJAB"